دینی شعور اور سماجی آگہی کا نقیب علمی تحقیقی مجلّہ

سہ ماہی

# شعور و آگہی

لاہور

اکتوبر تا دسمبر 2012ء ذی قعدہ تا محرم الحرام 1433 - 1434ھ جلد نمبر 04 شمارہ نمبر 04 رجسٹرڈ نمبر S-370

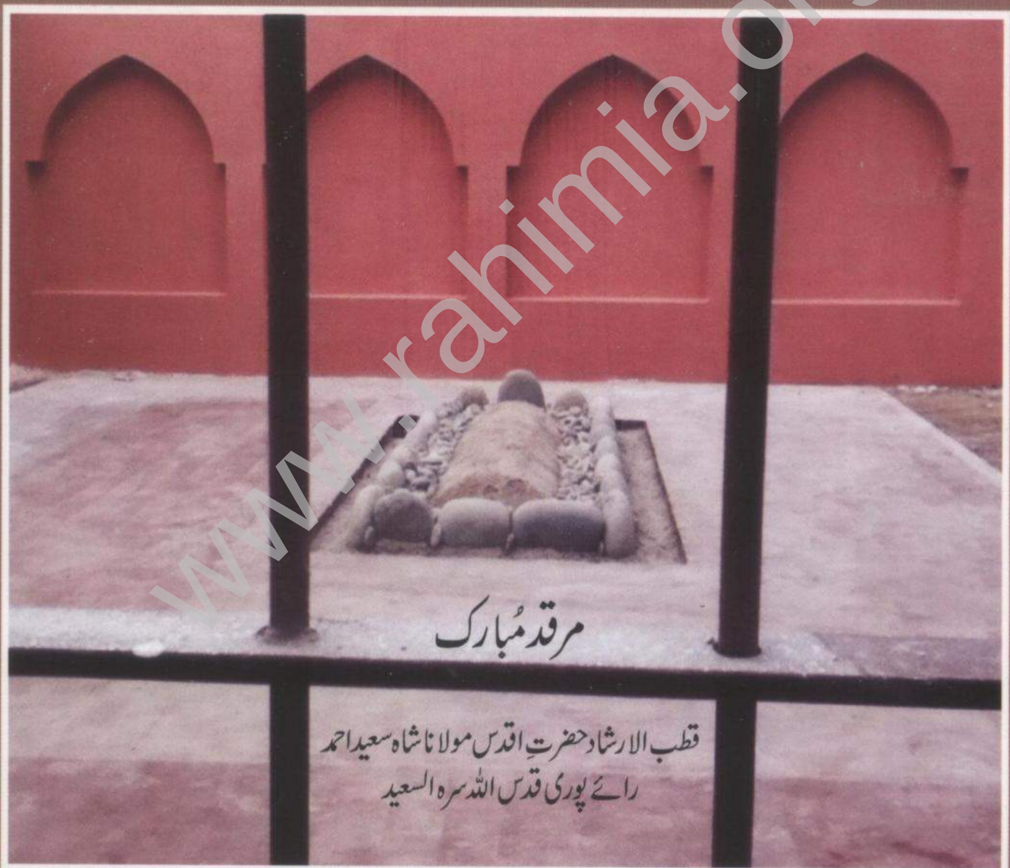


www.rahimia.org

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

# حضرت اقدس رائے پوریؒ؛ عظیم اسلاف کے متبع

حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں تاریخ اسلام کے عظیم اسلاف کے نظریات کے مبلغ تھے۔ انھوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور ان کی جماعت کے تاریخی شعور اور تسلسل کے ذریعے ملک بھر کے دینی اداروں، کالجز اور یونیورسٹیز کے نوجوانوں کی ذہنی آبیاری کی۔ آج اُن کا آباد کیا ہوا گلشن دن بدن پھل پھول رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب اُن کی محنت رنگ لائے گی اور اس ملک سے عالمی سامراجی نظام کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور دُکھی انسانیت دین اسلام کے نظامِ عدل و انصاف سے فیض یاب ہوگی۔ حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی ساری عمر جماعت سازی اور بغیر کسی تفریق کے، جدید و قدیم علوم حاصل کرنے والی نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کرنے میں گزری۔

(حضرت رائے پوریؒ کا سفر آخرت۔ ص:114)

www.rahimia.org

دینی شعور اور سماجی آگہی کا نقیب علمی، تحقیقی مجلّہ

# سہ ماہی شعور و آگہی لاہور

اکتوبر تا دسمبر 2012ء / ذی قعدہ تا محرم الحرام 34-1433ھ | جلد نمبر 04 شمارہ نمبر 04 | رجسٹرڈ نمبر S-370

زیر سرپرستی
حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہ السعید

مجلس ادارت

صدرِ مجلس: پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن
مدیر اعلیٰ: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
مدیر: محمد عباس شاد

مشاورت

- مفتی عبدالمتین نعمانی — بورے والا
- مفتی عبدالقدیر — چشتیاں
- مفتی عبدالغنی قاسمی — لاہور
- مفتی محمد مختار حسن — نوشہرہ
- ڈاکٹر سید لیاقت علی شاہ معصومی — سکھر
- مولانا عبداللہ عابد سندھی — شکار پور
- مولانا محمد ناصر — جھنگ
- پروفیسر ڈاکٹر محمد افضل — سعودی عرب
- پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالمقیت شاکر علیمی — کراچی
- پروفیسر ڈاکٹر ابرار محی الدین — بہاولپور
- پروفیسر ڈاکٹر تاج افسر — اسلام آباد
- پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید اختر — اسلام آباد
- پروفیسر قاضی محمد یوسف — حسن ابدال
- پروفیسر ڈاکٹر محمد جہانگیر — لاہور

قیمت فی شمارہ: 100 روپے
سالانہ زرِ تعاون: 400 روپے

شعبہ مطبوعات
ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور
رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
PH:0092-42-36307714 / 36369089 web: www.rahimia.org

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ، لاہور سے چھپوا کر دفتر سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی''، رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ، لاہور سے شائع کیا۔

# گلدستۂ مضامین


اداریہ: حرفِ اول — مدیرِ اعلیٰ — 3

**تعارف مشائخ**
حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید حیات و خدمات — تحریر: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری — 5

**مطالعہ تاریخِ حدیث**
ہندوستان میں علم حدیث کا ارتقا اور اس کے تجدیدی پہلو (2) — تحریر و تصنیف: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ — ترجمہ و تحقیق: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری — 47
"مواقف المسترشدین" میں "مؤقف فی الحدیث" کا اردو ترجمہ

**رپورٹ**
حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کا سفرِ آخرت — نمازِ جنازہ اور تدفین کا آنکھوں دیکھا حال — تحریر: محمد عباس شاد — 113

**تعارف سلسلہ**
حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کے جانشین، خلفا اور مجازین — تحریر: مفتی عبدالغنی قاسمی، ناظم تعلیمات ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور — 118


www.rahimia.org

اداریہ

# حرفِ اول

انسانی معاشروں کی تشکیل میں اولوالعزم انسانوں کی فہم و بصیرت، ہمت و جرأت، پامردی و دلیری اور مقاصد کے حصول کے لیے صحیح حکمتِ عملی بنانے کی صلاحیت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ قوموں کی زندگی کا رُخ موڑنے کے لیے ایسے ہی اولوالعزم، صاحبِ عقل و شعور آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے ہی لوگ رہنمائی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ سچے رہبر بن کر انسانوں کی ایک جماعت اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں، انھیں تربیت و تعلیم کے مراحل سے گزار کر اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے منظّم کردار کے حامل بناتے ہیں۔ تاریخِ عالم میں انسانی ترقیات کی تاریخ کچھ ایسے ہی رہبر و رہنما افراد سے بھری ہوئی ہے۔ ایسے حضرات کے کام اگرچہ ان کی اپنی زندگی میں پورے طور پر ظاہر نہ بھی ہوں، لیکن بعد ازاں اس کے اثرات و نتائج انسانی معاشروں پر ضرور مرتب ہوتے ہیں۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور اور مجلّہ ''شعور و آگہی'' کے بانی و سرپرست حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ ایسی ہی نابغہ روزگار اور انقلابی شخصیات میں سے تھے۔ انھوں نے ایک مشکل دور میں انسانی معاشرے کی درست صورت گری کا کردار ادا کیا۔ ایک ایسے ماحول میں جہاں غلامی کے دوسو سالہ دور کے بداثرات انسانی ذہنوں کو مرعوبیت کی زنجیریں پہنائے ہوئے تھے، انھوں نے نسلِ انسانی کو غلامانہ ذہنیت کی پیدا کردہ مرعوبیت سے نکال کر آزادی اور حریت کا درس دیا۔ ایک ایسا دور جس میں دین اسلام کی غلط تعبیرات اور دینی تعلیمات سے انحراف کے رویوں نے دینی اقدار و اَخلاق سے ایمان اٹھا دیا تھا، آپؒ کی جدوجہد نے دینی تعلیمات کے صاف شفاف چشمے سے فقہی بصیرت کے ساتھ سیراب ہونے کا بہت عمدہ طریقہ متعارف کرایا۔ ایک ایسے زمانے میں، جب کہ نوجوانوں میں مایوسی، مردہ دلی، پست ہمتی، پھیلتی جا رہی تھی، انھوں نے جرأت و ہمت، بلند حوصلگی، پختہ عزم اور عقل و شعور کی اساس پر نوجوان نسل میں دینی فہم و بصیرت پیدا کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ ایک ایسے ماحول میں جب کہ سیاسی جبر، معاشی استحصال، سماجی ناانصافی کو مقدر سمجھ کر قبول کر لیا گیا تھا، انھوں نے ایسے منفی رویوں اور ظلم کے نظام کے خلاف انقلابی شعور اجاگر کیا اور سیاسی عدل، معاشی انصاف اور سماجی ترقی کے پر مبنی نظام قائم کرنے کا درس دیا۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ نے ایک ایک فرد پر محنت کر کے انھیں اعلیٰ اَخلاق کا خوگر بنانے کی جدوجہد کی۔ محض انفرادی اَخلاق ہی نہیں، بلکہ ان کے اندر اجتماعی اخلاقیات کا شعور پیدا کیا۔ اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو مربوط انداز میں سمجھنے اور تنظیمی طاقت و قوت سے ان کی تکمیل کرنے کا واضح نظریہ دیا۔ اور یہ سب کچھ اپنی ذات کے نمونہ

عمل کے ذریعے نوجوانوں کے دل و دماغ میں پیوست کیا۔ اس طرح آپؒ نے ایک ایسی منظم اجتماعیت تشکیل دی، جو نہ صرف عصرِ حاضر سے متعلق امور کی انجام دہی کا واضح شعور اور فہم رکھتی ہے، بلکہ مستقبل کی حکمتِ عملی کا بھی ادراک رکھے ہوئے ہے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے اولوالعزم انسانوں کی طرح مخالفتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جہدِ پیہم کے ساتھ دین کے غلبے کی جدوجہد کو آگے بڑھایا اور جو مقاصد انھوں نے اپنے مشائخ سے سمجھ کر متعین کر لیے تھے، انھیں پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ انتہائی مشکل حالات اور آزمائشوں کے ماحول میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ یا مداہنت اختیار کیے بغیر بڑے صبر و استقامت سے اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ اپنے سلسلے کے علمائے ربانیین کی جانب سے مفوضہ ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے مؤرخہ 26/ستمبر 2012ء بروز بدھ کو بالآخر اپنے ربّ کے حضور سرخرو ہو کر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات بلند فرمائے اور آپؒ کے شروع کیے ہوئے کام کو جاری رکھنے اور مزید آگے بڑھانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اس شمارے کی اشاعت اس موقع پر ہو رہی ہے کہ ہمارے سرپرست اور بانی حضرت اقدس رائے پوریؒ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ پہلے تو آپؒ کی علالت، وصال اور اس کے بعد ہماری مصروفیات رہیں، پھر اس موقع پر یہ بھی ضروری تھا کہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے حالاتِ زندگی پر ایک مقالہ تحریر کیا جائے، تاکہ آپؒ کی سوانح حیات کے اہم پہلو قارئین کے سامنے آسکیں۔ ان وجوہات سے اس سہ ماہی کا یہ شمارہ تاخیر سے قارئین کے سامنے آ رہا ہے۔ اس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ الحمدللہ! حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کی حیات و خدمات پر ایک مقالہ تیار ہو گیا ہے، جو اس شمارے کا پہلا مقالہ ہے۔ اس حوالے سے ابھی بہت کچھ لکھا جانا پیشِ نظر تھا، لیکن مزید تاخیر سے بچنے کے لیے جو کچھ معرضِ تحریر میں آسکا، وہ قلم بند کر دیا گیا ہے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے ان شاء اللہ آئندہ مزید مقالات پیش کیے جاتے رہیں گے۔

اس شمارے کا دوسرا مقالہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تصنیف **''مواقف المسترشدین''** کے **''مؤقف فی الحدیث''** کے اردو ترجمے کی دوسری قسط پر مشتمل ہے، جس میں **''مؤقف فی الحدیث''** کے پہلے باب کی آخری فصول کا اردو ترجمہ، تحقیق اور اضافوں کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس شمارے کا تیسرا مضمون حضرت اقدس رائے پوریؒ کے سفرِ آخرت سے متعلق ایک رپورٹ پر مشتمل ہے، جس میں مدیرِ محترم نے آپؒ کے وصال سے لے کر تدفین تک کے ماحول سے متعلق آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے۔ جب کہ چوتھا مضمون ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے ناظم تعلیمات کا ہے، جس میں انھوں نے ان تمام حضرات کی فہرست مرتب کی ہے، جنھیں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ الحمدللہ ان تمام حضرات کے ذریعے سے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور فروغ پذیر ہے اور متعلقین و متوسلین کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت اور ترقی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے مشن کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مدیرِ اعلیٰ)

تعارف مشائخ

# حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید

## مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

# حیات و خدمات

تحریر: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

## ابتدائی تعارُف

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور، برعظیم پاک و ہند اور بنگلا دیش کا ایک ممتاز اور مشہور سلسلۂ تعلیم و تربیت ہے۔ اس سلسلۂ عالیہ کے بانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل اور جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ تھے۔ آپؒ حضرت میاں عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ کے خلیفہ اجل بھی تھے۔ آپؒ کا سلسلۂ فیض تقریباً چوالیس سال (1293ھ/ 1876ء تا 1337ھ/ 1919ء) تک رہا۔ آپؒ کے خلیفہ اجل اور جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ ہوئے۔ انھوں نے بھی تقریباً چوالیس سال (1919ء تا 1962ء) تک اس خطے میں بسنے والے لوگوں کے قلوب کو فیض یاب کیا۔ آپؒ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ ہوئے۔ جنھوں نے 30 سال تک (1962ء تا 1992) ہندوستان، پاکستان اور بنگلا دیش کے لوگوں کی علمی، فکری اور روحانی تربیت فرمائی۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ ثالث کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رابع قدس سرہٗ ہوئے۔ جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ثانی کے خلیفہ اجل بھی ہیں، جنھوں نے اپنے مشائخ کی معیت میں اور ان کے بعد تقریباً 62 سال (1950ء تا 2012ء) تک متعلقین سلسلہ کے قلوب کو سیدھا راستہ دکھایا اور خاص طور پر آئندہ آنے والی نوجوان نسل کی شعوری تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ سلسلۂ عالیہ رائے پور کے ان مشائخ اربعہ نے دین کی جامع تعلیمات، دینی شریعت، طریقت اور دینی سیاست کے میدانوں میں رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ اور واضح کیا کہ اس دور میں ان تمام شعبوں میں بڑی شعوری مہارت و صلاحیت حاصل کرنا، دینی غلبے کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

www.rahimia.org

گزشتہ ماہ 8/ ذی قعدہ 1433ھ/ 26/ ستمبر 2012ء بروز بدھ کو حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رابع کا لاہور میں وصال ہوگیا۔ إنّا للّٰہ و إنّا إلیه راجعون o اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات بلند فرمائے۔ ذیل میں آپؒ کے حالاتِ زندگی اور خدمات کا مختصر تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

## آبائی قصبہ اور خاندانی پس منظر

آپؒ کا آبائی قصبہ گمتھلہ ضلع کرنال ہے۔ یہ قصبہ دریائے جمنا کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ اس دریا کے دونوں اطراف میں ایسے قصبات اور گاؤں آباد ہیں، جنھیں جنگِ آزادی 1857ء میں مجاہدینِ حریت کے حوالے سے خاصی شہرت حاصل رہی ہے۔ دریائے جمنا کے مشرق کی طرف گنگوہ، نانوتہ، انبیٹھ، دیوبند، تھانہ بھون، شاملی، رائے پور اور سہارن پور ایسے مردم خیز قصبات اور شہر واقع ہیں، تو دریائے جمنا کے مغربی کنارے پر تگری، گمتھلہ، پنجلاسہ، لاڈوہ، پانی پت، تھانیسر، انبالہ اور لدھیانہ ایسے قصبات اور شہر آباد ہیں۔ ان قصبات کے ذمہ دار گھرانوں کے رؤسا نے جنگِ آزادی 1857ء کی ناکامی کے بعد، انگریز کے باغی علما اور ملک و ملت کے مجاہدین حریت کو اپنے ہاں روپوش رکھا اور انھیں انگریز حکومت کے ظالمانہ عتاب سے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ چناں چہ 1857ء کے مجاہدین میں سے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے تذکرے میں لکھا ہے:

> ''1275ھ (1858ء) میں حضرت حاجی صاحبؒ ہندوستان میں اپنے زمانۂ روپوشی میں انبالہ، تگری، پنجلاسہ، گمتھلہ، لاڈوہ وغیرہ علاقوں میں رہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب (نانوتویؒ) اس زمانے میں کئی بار اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک بار مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بھی پنجلاسہ جا کر ملاقات کر آئے تھے۔ تینوں حضرات کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے تھے اور یہ اعلان ہو چکا تھا کہ گرفتار کرانے والے کو انعام دیا جائے گا۔'' (1)

انھی قصبات میں سے ایک قصبہ ''گمتھلہ'' کے نام سے صدیوں سے آباد ہے۔ یہ قصبہ دریائے جمنا کے غربی کنارے پر، گنگوہ کے بالمقابل واقع ہے۔ تقسیم ہند سے قبل یہ قصبہ تحصیل تھانیسر، ضلع کرنال کے دائرۂ حدود میں آتا تھا۔ آج کل ضلع جمنانگر (عبداللہ پور) کی حدود میں واقع ہے۔ یہ قصبہ اس علاقے کی دلیر اور بہادر مسلمان قوم ''چوہان راجپوتوں'' کا ہمیشہ مسکن رہا ہے۔ ان لوگوں میں حب الوطنی اور قومی غیرت کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ 1857ء کے ہنگامہ خیز دنوں میں ان لوگوں نے انگریز حکومت کی دھمکیوں اور اس کی طرف سے انعامات کے لالچ کے باوجود حکومت کے باغی علما اور مجاہدین حریت کو اپنے ہاں بڑی حفاظت اور راحت سے رکھا اور انھیں کوئی گزند تک نہ پہنچنے دی۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ اور آپؒ کے والدِ گرامی قطب الارشاد حضرت شاہ

www.rahimia.org

عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کا آبائی وطن یہی قصبہ ''گمتھلہ'' ہے۔قصبہ ''گمتھلہ''کو آج سے تقریباً ساڑھے سات سو سال پہلے چوہان راجپوتوں کے ایک فرد ''بھیم چندرم'' نے آباد کیا تھا، جو موضع ''سنتوڑ'' سے آکر ''گمتھلہ'' میں آباد ہوا تھا۔ (2) کہا جاتا ہے کہ ''گمتھلہ'' اصل میں ''گن تھلہ'' تھا، سنسکرت میں ''گن''،علم کی اساس پر روحانی گیان و دھیان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ''تھلہ''، ''اونچی جگہ'' کو کہتے ہیں۔ ''گن تھلہ'' کا مطلب ہوا کہ ''گیان و دھیان کی بلند جگہ''۔عوام کے کثرت استعمال سے گن تھلہ، ''گمتھلہ'' ہوگیا۔

بھیم چندرم کی چودھویں نسل میں تاراچند کے نام سے ایک فرد پیدا ہوا، جو مغل بادشاہ اکبر اعظم کے دور (1555ء تا 1605ء) میں مسلمان ہوا، اور ان کا اسلامی نام ''طاہر خاں'' رکھا گیا۔ (3) انھیں مغل بادشاہ کی طرف سے ''چوہدری'' کا خطاب عطا کیا گیا۔ چوہدری طاہر خاں کے بیٹے پوارت خاں ہوئے، اور ان کے بیٹے پورن خاں ہوئے، چوہدری پورن خاں کے تین بیٹے تھے: چوہدی دولت خاں، چوہدری عثمان خاں اور چوہدری پیر محمد خاں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے جدامجد چوہدری دولت خاں ہیں۔ اور چوہدری عثمان خاں کی اولاد میں حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے جدِ امجد چوہدری دولت خاں کی اولاد میں چوہدری رحم علی خاں اور ان کے حقیقی بھائی چوہدری نگاہی خاں (4) کو اپنی جدی جائیداد میں سے موضع ''تگری'' کا رقبہ حصے میں آیا۔ چناں چہ یہ دونوں بھائی ''گمتھلہ راؤ'' سے ''تگری'' میں آکر آباد ہوگئے تھے۔

## اس خاندان کا بزرگانِ دین سے تعلق

خاندانی روایات کے مطابق کہا جاتا ہے کہ چوہدری طاہر خاں پانی پت کے مشہور شیخ حضرت بوعلی قلندرؒ کے سلسلے سے فیض یافتہ سلسلۂ قلندریہ کے ایک بزرگ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔قلندریہ سلسلے سے اس خاندان کا قدیم تعلق رہا ہے۔ چناں چہ اس کے اثرات اس خاندان پر ہمیشہ سے رہے ہیں۔ (5) حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے دادا کے متعلق بھی یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ نہایت نیک طینت بزرگ تھے۔آپؒ کا تعلق بھی نقشبندی سلسلے کے بزرگوں کے ساتھ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپؒ اصلاحِ نفس اور سلوک کے لیے حضرت شاہ غلام علی نقشبندی قادری مجددی قدس سرہٗ (1240ھ/ 1824ء) خلیفہ و جانشین حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ (1195ھ/ 1780ء) کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ ان سے سلوک و احسان کی منازل طے کر کے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے تھے۔آپ اپنے شیخ کے پاس دہلی ہمیشہ پیدل چل کر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز اپنے شیخ کے ہمراہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ (6) پھر اس خاندان کا تعلق سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ اور حضرت گنگوہیؒ کے ساتھ ہوا۔ چناں چہ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے

www.rahimia.org

پوریؒ کے دادا چوہدری تصدق حسین اسی سلسلے سے وابستہ رہے، یہ وابستگی کئی نسلوں سے جاری ہے۔

## آپؒ کے جدِامجد اور خاندانی سلسلہ

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کے خاندان میں شروع ہی سے قصبے کی سربراہی رہی ہے۔ چناں چہ آپؒ کے پڑدادا محترم چوہدری علی بخش قصبہ گمتھلہ کے رئیس اور علاقے کے بااثر افراد میں سے تھے۔ ان کے تین بیٹے تھے: چوہدری تفضّل حسین خاں، چوہدری تصدق حسین خاں اور چوہدری حسینی خاں۔ چوہدری حسینی خاں کی صرف ایک بیٹی تھی، جن کی شادی حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے مریدِ باصفا نواب محمودعلی خاں آف مینڈھو کے صاحبزادے نواب یوسف علی خاں سے ہوئی تھی؛ جنھوں نے اپنی ریاست میں مشہور مدرسہ یوسفیہ قائم کیا تھا۔ چوہدری تفضّل حسین خاں کے صاحبزادے چوہدری لیاقت حسین خاں کی شادی نواب یوسف علی خاں کی صاحبزادی سے ہوئی، جو نواب یوسف علی خاں کے بعد ریاست مینڈھو کے نواب بنے۔ جب کہ چوہدری علی بخش خاں کے تیسرے صاحبزادے چوہدری تصدق حسین خاں کی ایک شادی حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی صاحبزادی محترمہ سے ہوئی۔ جن سے حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز خاں اور چوہدری عبدالحمید خاں دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔

اگرچہ آپؒ کے خاندان کی ملکیتی زمین و جائیداد خاصی تھی، لیکن انگریزوں نے جنگِ آزادی میں شریک حریت پسند علمائے حق کو اپنے ہاں پناہ دینے اور ان کی حفاظت کے جرم میں اکثر جائیداد ضبط کر لی تھی۔ جمنا کے کنارے کھادر کے علاقے کی زمین آپ کے خاندان کے پاس رہی، جو کہ پیداواری لحاظ سے بھی ناقص تھی اور محلِ وقوع کے اعتبار سے بھی ہر وقت دریا کی زد میں رہتی تھی۔ اسی طرح انگریزوں نے اور دوسرے طریقوں سے بھی اس خاندان کو زک پہنچائی۔ بایں ہمہ آپؒ کے دادا محترم چوہدری تصدق حسین خاں عام لوگوں کی خدمت اور بھلائی کے کاموں کی وجہ سے علاقے بھر کی ہردل عزیز شخصیت تھے۔ جس کی وجہ سے اس پورے علاقے پر ان کا اثر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کو علاقے کے لوگ ''کھادر کی چادر'' کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ کہ کھادر کے علاقے کے لوگوں کی جان، مال، عزت آبرو کی حفاظت آپؒ کی شناخت تھی۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے دادا محترم چوہدری تصدق حسینؒ اپنی دنیاوی وجاہت اور عزت کے ہوتے ہوئے حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایسے علمائے حق کے ساتھ وابستہ ہوئے۔ اس طرح ان بزرگوں کی آمد و رفت اس قصبے میں ہوتی رہی۔ اس تعلق کے بعد محترم چوہدری تصدق حسینؒ کی طبیعت میں مکمل طور پر دینی مزاج پیدا ہوگیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ حضرتِ اقدس قطب العالم شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے ان سے اپنی اکلوتی صاحبزادی محترمہ کا نکاح کر کے اپنی شفقتِ پدری میں لے لیا۔ یوں دینی اور دنیاوی حوالے

www.rahimia.org

سے اپنے دامنِ عاطفت کے ساتھ وابستہ کرلیا۔ اس کے فیوض و برکات کے اثرات پورے خاندان پر ہوئے۔

## سلسلۂ نسب اور والدِ گرامی

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کے والدِ گرامی قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ ہیں، جو حضرت اقدس عالی رائے پوری اولؒ کے حقیقی نواسے، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے جانشین اور سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین ثالث ہیں۔

آپؒ کا خاندان 'چوہان راجپوت' ہے۔ خاندانی شجرے کے مطابق سلسلۂ نسب کچھ اس طرح سے ہے:

''حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری بن حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری بن چوہدری تصدق حسین (داماد حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری اول) بن چوہدری علی بخش بن نبھے خاں بن غلام مصطفیٰ خاں بن بدھو خاں بن لطیف خاں بن اسماعیل خاں بن عثمان خاں بن پورن خاں بن پوارت خاں بن چوہدری طاہر خاں (جو تارا چند سے مسلمان ہو کر طاہر خان ہوئے۔)''(7)

اس سلسلۂ نسب میں چوہدری عثمان خان کے بڑے بھائی چوہدری دولت خان ہیں، جو حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے جدِامجد ہیں۔ اس طرح اوپر جا کر دونوں حضرات کا سلسلۂ نسب ایک جگہ جمع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح چوہدری تصدق حسین خاں کے دوسرے بھائی چوہدری تفضّل حسین خان کی اولاد میں پاکستان کے مشہور بزرگ نواب عشرت علی قیصر ہیں، جو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے شاگرد اور ان کے سلسلے کے مجاز ہیں۔ ان حضرات کے سلسلۂ نسب کا شجرہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

## والدۂ محترمہ

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی والدۂ محترمہ ''خاتون بی بی'' کا تعلق ضلع سہارن پور میں راؤ صاحبان کے مشہور قصبہ ''سکروڈھ'' کے معزز گھرانے سے تھا۔ آپ کے نانا حضرت حکیم رشید احمد خاں کا شمار اس قصبے کے معززین میں سے ہوتا تھا۔ موصوف بڑے فاضل طبیب تھے۔ طب کی تعلیم آپ نے تحریکِ آزادی کے مشہور راہنما حکیم محمد اجمل خاں مرحومؒ سے حاصل کی تھی۔ شاگردی کے زمانے میں آپ نے جہاں اُن سے طب کی تعلیم میں استفادہ کیا، وہاں ان کے سیاسی افکار و نظریات سے بھی آپ بہت متأثر ہوئے اور اس حوالے سے آپ کا تعلق جماعتِ شیخ الہندؒ کے ساتھ رہا۔ حکیم راؤ رشید احمد خاں کا تعلق اصل میں قصبہ ''جونڈلہ'' پنجاب سے تھا۔ ان کے جدِامجد کی ننھیال قصبہ ''سکروڈھ'' ضلع سہارن پور میں تھی۔ وہ ننھیالی جائیداد پر ''سکروڈھ'' آکر آباد ہو گئے تھے۔ قصبہ سکروڈھ میں آپؒ ذی وجاہت افراد میں شامل تھے اور سیاسی حوالے سے علمائے حق کی جدوجہد اور کوشش کے فروغ کے لیے کردار ادا کرنے والے افراد میں سے تھے۔

www.rahimia.org

# شجرۂ نسب مشائخ رائے پور

طاہر خاں

پوارت خاں

پورن خاں

عثمان خاں
اسماعیل خاں
لطیف خاں
بدہو خاں
غلام مصطفیٰ خاں
ننھے خاں
چوہدری علی بخش

پیر محمد خاں

دولت خاں
لاول خاں
فضلو خاں
سعد اللہ خاں
کرم علی خاں
چوہدری رحم علی خاں
فتح علی خاں
حیدر علی خان
چوہدری سلام علی
چوہدری اشرف علی خاں
حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ
(بانی و مسند نشین اول خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائپور)

حافظ عبدالرشید — صاحبزادیٔ محترمہ

چوہدری حسینی خان

چوہدری تفضّل حسین خاں

چوہدری تصدق حسین خاںؒ — صاحبزادیٔ محترمہ

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائپوری قدّس اللہ سِرّہٗ العزیز
(مسند نشین ثالث خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور)

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائپوری قدّس اللہ سِرّہٗ السّعید
(مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور)

بی بی ممتاز
(اہلیہ نواب یوسف علی خاں آف ریاست مینڈھو)

بی بی رابعہ — نواب لیاقت حسین خاں

نواب مسعود علی خاں

حضرت مولانا نواب عشرت علی قیصرؒ
(شاگرد حضرت تھانویؒ و خلیفہ مجاز حضرت مولانا مسیح اللہ خاںؒ)

www.rahimia.org

## وِلادت باسعادت

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمہ اللہ کی پیدائش آبائی وطن گمتھلہ ضلع کرنال میں رجب 1344ھ/ جنوری 1926ء کو ہوئی۔ قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانیؒ نے آپ کا نام ''سعید احمد'' رکھا۔ سعادت اور نیک بختی کے آثار بچپن سے ہی ظاہر تھے۔ آپ نے ایسے گھرانے اور خاندان میں آنکھ کھولی، جو ہر اعتبار سے جامع خصوصیات کا حامل تھا۔ دنیاوی عزت و وَجاہت کے ساتھ ساتھ دینی شرافت و نجابت بھی آپؒ کو وِرثے میں ملی تھی۔ اکابرین رائے پور کی معیت کی وجہ سے آپ کو ایسا ماحول ملا، جو دینی و دنیاوی افتخار کا حامل تھا۔ ایسے میں بچپن سے ہی آپ کے ذہن وقلب پر مشائخ رائے پور کے پاکیزہ اثرات کا مرتب ہونا یقینی تھا۔ گویا آپؒ کا خمیر انھی پاک باز بزرگوں کے فکر وعمل کی بنیاد پر استوار ہوا۔

## آپؒ کا بچپن

آپؒ کے بچپن کا ابتدائی دور آبائی وطن میں ہی گزرا۔ البتہ کبھی کبھار والدۂ محترمہ کے ہمراہ ننھیالی وطن ''سکروڈھ'' بھی تشریف لاتے رہے۔ بچپن کے زمانے میں ایک طرف والدۂ محترمہ کی پُرخلوص شفقتیں اور مہربانیاں سایہ فگن تھیں تو دوسری طرف والدِ محترم حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی نظرِ عنایت وشفقت بھی آپ کی جسمانی اور روحانی تربیت و اصلاح پر تھی۔ مزید یہ کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانیؒ کی شفقتوں اور عنایات کا تو کیا کہنا، یہ انھی کی نظرِ عنایت کا کرشمہ ہے کہ آپؒ صفحۂ عالم پر گوہر آب دار بن کر چمکے۔

## والدۂ محترمہ کا انتقال

یہ شفقتوں سے بھرا پُرسکون ماحول زیادہ عرصہ برقرار نہ رہ سکا۔ آپ ابھی عمر کے ابتدائی منازل ہی طے کر رہے تھے کہ والدۂ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ یوں غالباً پانچ چھ سال کی عمر میں ہی والدۂ محترمہ کی پیار بھری آغوش سے آپ محروم ہوگئے۔ بچپن میں ہی والدہ سے محرومی بڑی آزمائش ہوتی ہے، لیکن والدِ محترم کی پُرشفقت نظرِ عنایت اور حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی نظرِ کیمیا اثر نے اس کمی کو پورا کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ چناں چہ ان حضرات نے آپ کی داخلی خوداعتمادی اور جسمانی نشو ونما میں اہم کردار ادا کیا اور آپ کو وہ اعتماد بخشا اور ایسی روحانی اور جسمانی طاقت وقوت دی اور تعلیم وتربیت فرمائی، جو آپ کی زندگی کا قیمتی اثاثہ ہے۔

## زندگی کا ابتدائی دور

والدۂ محترمہ کے انتقال کے بعد آپ کا زیادہ تر وقت خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور اور ننھیالی وطن ''سکروڈھ'' میں گزرا۔ اس لیے کہ والدِ گرامی حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کا زیادہ وقت رائے پور میں حضرت اقدس

www.rahimia.org

شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانیؒ کی خدمتِ عالیہ میں گزرتا تھا۔ بلکہ انھوں نے تو اپنے شیخ کے حکم پر رائے پور کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ اس لیے آپؒ بھی اپنے والدِ گرامی کی معیت میں رائے پور میں ہی رہے اور خانقاہ میں ہی پلے بڑھے۔ یوں آپ نے اپنی زندگی کا ابتدائی دور، جس میں انسان اپنے گردوپیش سے بہت کچھ سیکھتا اور دل پر نقش کر لیتا ہے، ایک ایسے بہترین ماحول میں بسر کیا، جہاں ایک طرف والدِ گرامی کی پیار بھری شفقتیں تھیں اور تعلیم و تربیت کے لیے سخت نگہداشت بھی تھی۔ دوسری طرف قطبِ وقت حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی عنایات و نوازشات بھی خصوصی طور پر آپ پر ہوتی تھیں۔ ایسے میں خانقاہ کے قابلِ رشک ماحول نے مہمیز کا کام کیا اور اس نے آپ کی زندگی کو دین کے ایسے سانچے میں ڈھال دیا، جو ظلم، استحصال، خودغرضی اور ذاتی مفاد پرستی سے کوسوں دور اور خداپرستی اور انسان دوستی کے حسین امتزاج کا حامل تھا۔ اس طرح آپ کے دل کی گہرائیوں میں بچپن سے ہی رائے پور کے پاکیزہ اور جامع دینی ماحول کے اثرات مرتب ہوئے۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ مزید گہرے ہوتے گئے اور آپ کے دل کے نہاں خانوں میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو کر رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ رائے پوری نسبت کی خصوصیات کے تناظر میں دین کا جامع تصور اور اس کو غالب کرنے کا جذبہ آپ کے دل کی آواز اور زندگی کا معیار ٹھہرا۔

## ابتدائی تعلیم و تربیت

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے قائم کردہ سلسلۂ تعلیم القرآن کے مکاتب میں سے ایک بہترین مکتب آپ کے آبائی وطن ''گمتھلہ'' میں بھی قائم تھا۔ حضرت عالی رائے پوریؒ نے اس مکتب کا آغاز بھی حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے ہی کیا تھا۔ آپؒ اس کے سب سے پہلے مدرس رہے تھے۔ حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی تعلیم کا آغاز گمتھلہ کے اسی مکتب تعلیم القرآن سے ہوا۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپ کو سب سے پہلے ''بسم اللّٰہ'' پڑھائی اور یوں آپ کی تعلیمی زندگی کی ابتدا ہوئی۔ اس زمانے میں اس مکتب میں حافظ مقصود احمد رائے پوری بطورِ مدرسِ قرآن مقرر تھے۔ آپ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی اور ان سے قرآن پاک حفظ کرنا شروع کیا۔ حافظ مقصود احمد نیا شہر نزد رائے پور کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے حکم سے ''گمتھلہ'' کے مکتب میں پڑھانا شروع کیا تھا۔

کچھ عرصے بعد آپؒ اپنے ننھیالی گاؤں ''سکروڈھ'' تشریف لے گئے۔ اس قصبے میں بھی حضرت اقدس رائے پوریؒ کی عنایات سے ایک بہترین مکتب اور مدرسہ قائم تھا۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی اس قصبے میں وقتاً فوقتاً آمد کی وجہ سے اس مکتب کی نگرانی بھی انھی کے سپرد تھی۔ آپ نے اس مکتب میں بھی تعلیم حاصل کی۔ یہاں آپ کے اساتذہ حافظ ولی محمد صاحب اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب تھے۔ حافظ ولی محمد صاحب سے بھی آپ نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ اور مولانا محمد یعقوب صاحب سے اردو نوشت و خواں اور

فارسی میں مہارت حاصل کی۔

مولانا محمد یعقوب بن نور محمد ضلع حصار (مشرقی پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ قرآن پاک کے حافظ اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ حضرت رائے پوری ثانیؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ بڑے ذاکر و شاغل تھے۔ ''سکروڈھ'' کے مدرسے میں کافی عرصے تک مدرس اول رہے۔ پاکستان بننے کے بعد ملتان میں رہائش اختیار کی۔ غالباً 1948ء میں موصوف کا انتقال ہوا۔ مولانا موصوف حضرت مولانا پروفیسر حسین احمد علوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہنوئی ہوتے تھے۔(8)

آپؒ نے قرآنِ حکیم کی تعلیم مدرسہ فیض ہدایت در گلزارِ رحیمی میں بھی حاصل کی، جہاں آپؒ نے حضرت عالی رائے پوریؒ کے خاص شاگرد شیخ القرآن حضرت مولانا خدابخش صاحبؒ سے قرآنِ حکیم کا حفظ مکمل کیا۔

## درسِ نظامی کے درجات کی تعلیم

قرآن پاک، اردو نوشت وخواں اور ریاضی وحساب کی ابتدائی تعلیم کے مراحل سے گزر کر آپ براہِ راست حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی نگرانی اور سرپرستی میں خانقاہ رائے پور تشریف لے آئے۔ یہاں پر حضرت اقدس نے خصوصی اساتذۂ کرام مقرر کر کے درجۂ کتب کی تعلیم شروع کروائی۔ والدِ گرامی حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سمیت جید اساتذۂ کرام سے آپ نے درسی کتب پڑھیں۔

ابتدائی فارسی کی کتابیں حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوری (خواہر زادہ حضرت عالی رائے پوری و رُکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند) سے پڑھیں۔ مولانا موصوف خانقاہِ عالیہ کے متولی اور مہتمم بھی تھے۔ بڑے صائب الرائے اور ذی وجاہت انسان تھے۔ درجاتِ عربی کی ابتدائی کتابیں آپ نے اپنے والدِ محترم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ سے پڑھیں۔ انھوں نے ''شرح جامی'' تک آپ کو بڑی محنت اور توجہ سے پڑھایا۔ بتایا جاتا ہے کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے حجرے کے بالمقابل، حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کا حجرہ ہوتا تھا۔ آپ صاحبزادۂ محترم کو سبق پڑھا دیتے اور خود نوافل میں مشغول ہو جاتے تھے۔ جب تک سبق یاد کر کے سنایا نہ جاتا، اِدھر اُدھر جانے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ درسی تعلیم کے علاوہ آپ کی اَخلاقی تربیت کا بھی خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ اور خانقاہ کے عمومی ماحول کے مطابق اوراد و وَظائف کی تکمیل پر بھی خاص نظر رکھی جاتی تھی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ جب بھی آپؒ کو کوئی نئی کتاب شروع کرواتے اور حضرت مولانا الیاس دہلویؒ خانقاہ میں تشریف فرما ہوتے تو اُن سے کتاب کا آغاز کروایا جاتا۔ نیز اُن کے قیام کے زمانے میں خدمت کی ذمہ داری بھی آپؒ کے سپرد ہوتی۔

''شرح جامی'' کے بعد حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے ایک اور فاضل استاذ حضرت مولانا محمد ذاکر

www.rahimia.org

صاحبؒ کو بھی آپ کی تعلیم کے لیے مقرر کیا۔ ان سے چند کتابیں پڑھیں۔ اس طرح ''تفسیر جلالین'' تک کی کتابیں آپؒ نے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ (بھانجے حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، متولی خانقاہ رائے پور و رُکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند) سے پڑھیں۔ ''تفسیر جلالین'' کا کچھ حصہ حضرت مولانا عبداللہ دھرم کوٹی سے بھی پڑھا۔ نیز ''مشکوۃ شریف'' کا کچھ حصہ حضرت مولانا عبداللہ رائے پوری شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ جالندھر (بعد میں ساہیوال) سے پڑھا۔ یوں تمام کتابیں آپ نے رائے پور کی خانقاہ کے روح پرور ماحول میں ہی رہ کر پڑھیں۔ اس طرح آپؒ نے والدِ گرامی اور حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی براہِ راست نگرانی میں رہ کر بڑی جدوجہد اور جاں فشانی سے علومِ دینیہ کا حصول کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ذکر و شغل اور باقی اوراد و وَظائف کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

خانقاہِ رائے پور میں وقت کے بڑے بڑے اکابر علما حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہم اللہ وغیرہم کی وقتاً فوقتاً آمد رہتی تھی۔ ان حضرات کی خدمت کرنا اور ان کے صحبت سے فیض یاب ہونا، آپؒ کا معمول بن چکا تھا۔ اس طرح تعلیم کے ساتھ ساتھ ان حضرات کی جامعیت کی نسبت اور رائے پوری سلسلے کے ہمہ جہت پہلو آپ کے دل و دماغ پر منقش ہو کر رہ گئے۔

## مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں درسِ نظامی کی تکمیل

آپ نے رائے پور میں ہی ''تفسیر جلالین'' تک کتابیں مکمل کیں۔ پھر حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حکم پر مشکوۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف کے آخری دو سال کی تعلیم کے لیے صفر 1367ء/ دسمبر 1947ء میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخل ہوئے۔ مدرسہ مظاہر العلوم میں داخلے کے بعد آپؒ پاکستان میں اپنے والدِ گرامی حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے نام ایک مکتوبِ گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''غلام بموجبِ ارشاد حضرت اقدس (شاہ عبدالقادر رائے پوری) مدرسہ مظاہر العلوم میں داخل ہو گیا ہے۔ جلالین، مشکوۃ، ھدایہ آخرین یہ کتابیں ملیں۔ یکم صفر (1367ھ/ 13/دسمبر 1947ء) سے اسباق میں شریک ہو گیا ہوں۔'' (9)

مظاہر العلوم سہارن پور میں تعلیم کے آغاز کے بعد آپؒ کے استاذ مفتیِ اعظم مظاہر علوم مفتی سعید احمد صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے نام اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''عزیز سعید احمد اس ماہ میں مدرسہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ مشکوۃ، ھدایہ، جلالین میں شریک ہیں۔ ماشاء اللہ اسم بامسمّٰی اور ہونہار بچہ ہے۔'' (10)

www.rahimia.org

مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں آپ کا قیام حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے گھر پر رہا۔ یہاں آپؒ نے مدرسہ مظاہر العلوم کے رئیس دار الافتا مفتی سعید احمد صاحبؒ سے ''مشکوٰۃ شریف'' اور ''شمائل'' وغیرہ پڑھیں۔ اور حضرت مولانا محمد امیر کاندھلویؒ سے ''هدايه آخرين'' وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اور دورۂ حدیث کے سال میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے ''بخاری شریف''، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبد اللطیف پورقاضوی سے ''ترمذی شریف''، حضرت مولانا منظور احمدؒ سے مسلم شریف اور حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب (بعد میں ناظم مدرسہ مظاہر العلوم) سے ''طحاوی شریف''، ''ابن ماجه'' اور حدیث کی دیگر کتابیں پڑھیں۔ اس طرح آپؒ نے شعبان 1368ھ/ جون 1949ء میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے تمام علومِ دینیہ کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ (11)

ظاہری دینی علوم کی تکمیل پر مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے آپؒ کے لیے سند جاری ہوئی۔ اس میں آپؒ کے بارے میں اساتذۂ کرام نے خطبہ مسنونہ کے بعد درج ذیل عبارت تحریر فرمائی ہے:

**امّا بعد! فإنّ أخانا فی الدّین الشّیخ الفاضل الحافظ سعید احمد ابن الحافظ المولوی عبدالعزیز، المتوطن قریة گمتهلة راؤ من مضافات كرنال مولّدًا، و بلدةً سرگودها (الباكستان المغربی) اقامةً، دخل هٰذه المدرسة العربیة الشهیرة بمظاهر علوم الواقعة ببلدة سهارنفور (الهند) صانها اللّٰه تعالٰی عن الآفات و الشرور فی اوائل شهر صفر المظفر سنة سبع و ستین بعد الالف و ثلاث مائة (١٣٦٧ هـ) من الهجرة النبوية علٰی صاحبها الف الف صلٰوة و تحية. و قام فیها سنتین. فقرأ و سمع الكتب المتداولة من العلوم المختلفة بالتدبر و الإتقان. فمن علم التفسیر: تفسیر الجلالین للإمامین الهمامین أبی الفضل جلال الدین عبدالرحمن بن كمال الدین السیوطی و جلال الدین محمد بن احمد المحلی. و من علم الحدیث: الصحاح الستة، نعنی الجامع الصحیح للإمام الهمام أبی عبداللّٰه محمد بن اسماعیل البخاری، و الجامع الصحیح للإمام الأجل مسلم بن الحجاج القشیری، و الجامع الصحیح للإمام الهمام أبی عیسٰی محمد بن عیسٰی الترمذی مع كتاب الشمائل له، و سنن للإمام الهمام أبی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، و السنن للإمام الهمام ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی، و السنن لإمام الهمام أبی عبداللّٰه محمد بن یزید ابن ماجة القزوینی والأكثر من شرح المعانی الآثار للإمام الهمام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی و الحنفی الأزدی، و المؤطا للإمام الهمام ابی عبداللّٰه مالک بن انس المدنی الأصبحی، صاحب المذهب إلٰی كتاب**

**الحج. و المؤطا للإمام الهمام ابی عبداللّٰه محمد بن الحسن الشیبانی صاحب الإمام ابی حنیفة رحمة الله تعالٰی علیهم اجمعین. و مشکٰوة المصابیح للشیخ ولی الدین الشافعی العمری التبریزی. و من علم اصول الحدیث: شرح نخبة الفکر للعلامة الشیخ الحافظ شهاب الدین احمد بن حجر العسقلانی و مقدمة المشکٰوة للشیخ عبدالحق المحدث الدهلوی. و من علم الفقه: المجلدین الاولین من الهدایة، و علم الفرائض السراجیة ارتحل مطایا السفر بعد ان ادرک من تحصیل مرامه الوطر، و نال من تحصیل ما توفر رغبته فیه حظا أوفٰی و أوفر. طلب منا السند و استجازنا و هو علٰی ما نراهٗ بحمد اللّٰه تعالٰی اهلٌ للدّرس و الإفادة، فنودعه و نحن عنه راضون وهو عنا راض. و نجیزهٗ بما قرأ هو علینا أو غیره وهو یسمع کما اجازنا مشائخنا الکرام علی الشروط المعتبره عند علما هٰذا الشان. و نعطیه هذه الصحیفة الأنیقة سندا." (12)**

(خطبہ مسنونہ کے بعد یہ ہے کہ: دین میں ہمارے بھائی شیخ فاضل حافظ سعید احمد بن حافظ مولوی عبدالعزیز جو کہ پیدائشی طور پر ضلع کرنال کے قصبہ گمتھلہ راؤ کے رہنے والے ہیں اور اب مغربی پاکستان کے شہر سرگودھا میں قیام پذیر ہیں۔ اس مدرسہ عربیہ میں — جو کہ مظاہر العلوم کے نام سے مشہور ہے اور ہندوستان کے شہر سہارن پور میں واقع ہے، اللہ اسے تمام آفات و شرور سے محفوظ رکھے — 1367ھ (دسمبر 1947ء) کے ماہ صفر المظفر کے اوائل میں داخل ہوئے اور یہاں انھوں نے دو سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس دوران انھوں نے مختلف علوم کی مشہور کتابوں کو پورے تدبر اور مہارت کے ساتھ پڑھا اور سمجھا ہے۔ چناں چہ علم تفسیر میں **تفسیر جلالین** اور علم حدیث میں صحاح ستہ یعنی **صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی بشمول شمائل ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجه** اور **شرح معانی الآثار** کا اکثر حصہ، **مؤطا امام مالک (کتاب الحج تک)**، **مؤطا امام محمد** اور **مشکوٰة المصابیح** پڑھیں۔ اور علم اصولِ حدیث میں **شرح نخبة الفکر**، **مقدمه مشکوة المصابیح** اور علم فقہ میں **هدایه آخرین** اور علم الفرائض میں **سراجی** پڑھی۔ تحصیل علوم کے اپنے تمام مقاصد حاصل کرنے کے بعد انھوں نے سفر کیا اور علوم میں اپنی رغبت کی وجہ سے بڑا وافر حصہ حاصل کیا۔ اب انھوں نے ہم سے سند طلب کی ہے۔ ہم انھیں اس کی اجازت دیتے ہیں۔ ہمارے خیال میں بحمداللہ تعالیٰ وہ درس و افادہ کے اہل اور اس کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہم انھیں یہ سند دیتے ہیں اس حال پر کہ ہم ان سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہیں۔ اور جو کچھ انھوں نے ہم سے پڑھا ہے یا سنا ہے، اور ہم ان کو اسی طرح آگے روایت کرنے کی اجازت دیتے ہیں، جیسا کہ ہمارے معزز مشائخ نے

www.ranmia.org

معتبر شرائط کے ساتھ ہمیں اجازت دی تھی اور ہم انھیں بطورِ سند کے یہ صحیفۂ انیقہ عطا کرتے ہیں۔)

دورۂ حدیث شریف مکمل کر کے درسِ نظامی کی تعلیم سے فراغت کے بعد آپؒ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے پاس رائے پور تشریف لے آئے۔ شوال 1368ھ/ اگست 1949ء میں عیدالفطر کے بعد آپ کے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ رائے پور تشریف لائے اور حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ سے فرمایا کہ: ''مولوی سعید احمد کو مزید ایک سال کے لیے مجھے دے دیں، تا کہ تکمیل (منطق، فلسفہ وغیرہ علوم) میں وقت لگالے۔'' اس پر حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

''بس جی! ہم نے جتنا اپنے برخوردار مولوی سعید احمد کو پڑھانا تھا، پڑھا لیا۔ اس سے آگے نہیں پڑھانا۔ ہم نے کوئی اسے محض مدرس بنانا ہے؟'' (13)

حضرت شیخ الحدیثؒ کے واپس تشریف لے جانے کے بعد حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کو اپنی طرف مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا ؎

پڑھ پڑھ ہوئے پتھر ، لکھ لکھ ہوئے چور
جس پڑھنے سے مولا ملے ، وہ پڑھنا ہے کچھ اور

## حزب الانصار اور جمعیت علمائے ہند میں سرگرم کردار

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانیؒ کے ایما پر نوجوانوں کی شعوری تربیت کے لیے ایک جماعت ''حزب الانصار'' کے نام سے رائے پور میں قائم ہوئی۔ جس کے صدر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ (شاگرد امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ) تھے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے دورانِ طالب علمی ہی اس جماعت میں سرگرم کردار ادا کرنا شروع کر دیا تھا۔ ''حزب الانصار'' ایک سیاسی تبلیغی جماعت تھی۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اس جماعت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''1939ء میں حضرت اقدس رائے پوری کے ایما پر رائے پور میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رائے پوریؒ نے ''حزب الانصار'' کے نام سے ایک سیاسی تبلیغی جماعت قائم کی تھی۔'' (14)

''حزب الانصار'' کا مقصد نوجوانوں میں دین کا جامع شعور منتقل کرنا تھا۔ دین کے فرائض سکھانے کے ساتھ ساتھ عملی تربیت بھی دی جاتی تھی۔ مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوری ''حزب الانصار'' کے مطبوعہ ''اغراض و مقاصد'' میں ''حزب الانصار'' کے درجِ ذیل مقاصد بیان کرتے ہیں:

''1۔ کلامِ الٰہی کو سمجھنا، سمجھانا اور عقل و حکمت کو کام میں لانا۔

2۔ خدا کو راضی کرنے کے لیے جہاں تک ہو، نیک بننا اور آپس میں ایک ہو کر نیکی کو دنیا میں

www.rahimia.org

غالب کرنا۔

3۔ امن و انصاف کی عالم گیر حکومت قائم کرنا، جو نجات حاصل کرنے میں آسانی پیدا کرے۔

4۔ نیکی کو سمجھنے سمجھانے، عمل میں لانے اور جماعتی زندگی کو مضبوط اور کامیاب بنانے کے لیے خالص اسلامی جذبے سے جان و مال قربان کرنے کی عادت ڈالنا۔

5۔ صحیح اور عملی مقصد رکھنے والی جماعت ''حزب الانصار'' میں شامل ہوکر اس کے نصابِ تربیت پر عبور حاصل کرنے کی جان توڑ جدوجہد کرنا۔'' (15)

''حزب الانصار'' کے ان اَغراض و مقاصد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد نوجوانوں میں دین کی جامع تعلیمات کے حوالے سے تربیت دینا تھا۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی حوصلہ افزائی سے آپ بھی نوعمری میں ہی اس جماعت کے رکن بن گئے تھے۔ اس دور میں آپ نے اس حوالے سے بہت کچھ سیکھا، جس سے دین اسلام کی تعلیمات کی جامعیت کے ساتھ ساتھ سیاست کا بہترین اور عمدہ ذوق اور سماجی زندگی کا گہرا شعور آپ کو حاصل ہوا اور یوں قومی حوالے سے آپ میں انقلابی سوچ پیدا ہوئی۔ اور پھر اس ذوق میں نکھار اس وقت مزید پیدا ہوا، جب حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے آپ کی ہمت افزائی فرمائی اور اس طرح کام کرنے کا حوصلہ بلند کیا۔ اسی تربیت نے آئندہ کے لیے آپ کے سامنے راہِ عمل متعین کر دیا۔ اس کے بعد ہی آپؒ نے تقسیم ہند سے پہلے جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم سے عملی سیاسی کردار ادا کیا اور 1946ء کے الیکشن میں اس کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔

## حضرت رائے پوری ثانیؒ کی خدمت میں سلوک کی تکمیل

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے آپ کو خصوصی طور پر اپنی نگرانی، تربیت اور رہنمائی میں رکھا۔ ذکر و اذکار کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا وقت مسلسل حضرت اقدس رائے پوری ثانی کی صحبت اور ذکر و اذکار کی مداومت میں گزارا۔ منازل سلوک و عرفان طے کیں اور مکمل تربیت حاصل کی۔ آپ بڑی عالی ہمتی سے ذکر و اذکار اور دیگر اشغال وغیرہ میں مشغول رہا کرتے۔ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی آپ پر خاص توجہ رہتی تھی۔ یوں خانقاہِ عالیہ کی تمام امتیازی خصوصیات کے حوالے سے آپ پر حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے خصوصی توجہ فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت، طریقت اور سیاست کی تعلیم و تربیت کے بعد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے آپ پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا۔

## حضرت رائے پوری ثانیؒ کے امامِ نماز

حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کی خدمت اور تربیت کے نتیجے میں حضرتؒ کا اعتماد آپ پر اتنا بڑھا

www.rahimia.org

کہ طالبِ علمی کے زمانے میں ہی رمضان المبارک 1367ھ/ اگست 1947ء میں آپ کو حضرت اقدس نے اپنی نمازوں کے لیے امام مقرر کر دیا۔ چناں چہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ارشاد پر حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ نے آپؒ کو خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسجد کا امامِ نماز مقرر فرمایا۔ جب کہ اس رمضان میں بڑے بڑے علما اور فضلا خانقاہ میں معتکف تھے۔ جیسا کہ ''مجالس حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ'' مرتبہ مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ سے ظاہر ہوتا ہے۔

## حضرت رائے پوری ثانیؒ کا آپؒ پر اعتماد اور اجازت و خلافت

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہٗ العالی کی استعداد اور صلاحیت پر بڑا اعتماد تھا۔ اسی لیے آپ کو 1950ء میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ اپنی مجالس میں نام لے کر آپ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چناں چہ فرمایا کرتے تھے:

''مولوی سعید احمد تو واقعی ''سعید'' ہیں۔'' (16)

اسی طرح پاکستان میں اپنے متوسلین کو لکھے جانے والے خطوط میں آپ کا پورا تعارف کرایا کرتے اور یوں آپ کی خدمت میں جانے اور صحبت میں رہنے کا حکم فرماتے تھے۔ چناں چہ ایک متوسل کو اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں آپ کا پورا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز گمتھلوی (رائے پوری) سلّمہٗ حال وارد سرگودھا، ہمارے پیر صاحب کے صاحبزادہ (نواسہ) ہیں۔ ان کے ہونہار صاحبزادے مولوی سعید احمد ہیں، جو کہ واقعی اسم با مسمّیٰ ہیں۔'' (17)

اس طرح آپ وقتاً فوقتاً اپنے متعلقین کو حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری کی خدمت میں لگے رہنے کے لیے لکھتے رہے ہیں اور اس طرح آپ کا اعتماد اپنے پورے حلقہ میں بٹھاتے رہے۔ اس دوران حضرت اقدس کی قلبی توجہات مسلسل آپ پر مرکوز رہیں۔

## پاکستان آمد اور اپنے مشائخ کے ساتھ اسفار میں شرکت

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے تربیت اور اجازت حاصل ہونے کے بعد آپؒ حضرتؒ کے حکم سے اپنے والدِ گرامی اور خاندان کے افراد سے ملاقات کے لیے 1950ء میں سرگودھا (پاکستان) میں تشریف لائے۔ اس کے کچھ عرصے بعد ہی 1951ء میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ بھی پاکستان تشریف فرما ہوئے۔ اسی سفر کے دوران حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے آپؒ کا نکاح آپؒ کی تایا زاد سے پڑھایا۔ آپؒ کی زوجۂ محترمہ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے حقیقی بھائی چوہدری عبدالحمید خاں کی صاحبزادی محترمہ تھیں۔

www.rahimia.org

حضرت اقدس رائے پوری ثانی کے قیامِ پاکستان کے زمانے میں آپؒ ہمیشہ ان کے ساتھ رہتے۔ پھر جب بھی حضرت رائے پوری ثانیؒ پاکستان تشریف لاتے تو آپؒ کو ہم رکابی کا شرف حاصل رہتا۔ 1953ء میں آپؒ کو پاکستانی شہریت ملنے کے بعد پہلا پاسپورٹ ملا۔ اس کے بعد سے آپؒ رائے پور (ہندوستان) حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی خدمت میں مسلسل تشریف لے جاتے رہے اور وہاں مہینوں قیام رہتا۔

اس طرح آپؒ نے 1962ء (حضرت اقدسؒ کے وصال) تک 12 سال حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی خدمت کی اور آپ کی صحبت میں رہے۔ آپؒ اس عرصے میں اپنے شیخ کے ساتھ اکثر اسفار میں شریک رہے اور حضرت رائے پوریؒ کی حسبِ ہدایت کام کرتے رہے۔ خاص طور پر اپنے شیخ کے ایما پر نوجوانوں کی دینی اور شعوری تربیت کی طرف متوجہ رہے اور اس سلسلے میں بڑا کام کیا۔

## حضرت رائے پوری ثالثؒ کی صحبت اور خدمت میں

حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید نے تقریباً 30 سال (1932ء تا 1962ء) تک حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کی صحبت میں وقت گزارا۔ اس پورے عرصے میں مشائخ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فکر و عمل اور جہد و کردار کا انتہائی قریب سے مشاہدہ کیا اور اسے شعوری طور پر بخوبی سمجھا۔ نیز اپنے قلب و دماغ کی استعداد اور مہارت کے ساتھ اسے اپنے اندر پورا پورا جذب کیا۔

پھر حضرت اقدس رائے پوری ثانی کے وصال کے بعد تقریباً 30 سال (1962ء تا 1992ء) کا عرصہ آپ نے اپنے والدِ گرامی اور خانقاہِ رائے پور کے مسند نشین ثالث حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمتِ عالیہ میں رہ کر ان کی صحبت اٹھائی اور ان کی معیت میں دینی غلبے کے لیے جدوجہد کی۔ اس عرصے میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی نگرانی میں آپؒ نے خانقاہِ عالیہ کے مزاج کے مطابق دین اسلام کے تمام شعبوں میں بڑی ہمت و جرأت اور قربانی کے ساتھ کام کیا۔ اور وہ تمام ضروری امور سرانجام دیے، جو اس خانقاہ کے مشائخ کے فکر و عمل اور جہد و کردار کے مطابق تھے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے تربیت یافتگان اور خانوادۂ ولی اللّٰہی کے جانشین حضرات کے مزاج اور منشا سے پوری مطابقت رکھتے تھے۔ آپ نے اس زمانے میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی راہنمائی میں دور کے تقاضوں کے عین مطابق نوجوانوں میں قومی اور ملی شعور پیدا کرنے لیے اَن تھک محنت اور کاوش کی ہے۔ اور اس دور میں انسانیت کی خدمت کے حوالے سے غلبۂ دین کا تقاضا کیسے اور کیوں کر پورا ہوگا، آپ نے اس حوالے سے بڑی خدمات سرانجام دیں۔

## حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ؛ سراپا فکر و عمل

اس طرح حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے دونوں مشائخ رائے پور سے پورا

www.rahimia.org

پورا کسب فیض کیا۔ آپ کے قلب اطہر نے اپنے دونوں مشائخ (جو کہ ہم مثل اور ایک دوسرے کے مشابہ تھے) کے قلوب سے دین اسلام کے ہر شعبہ کا فیضان اخذ کیا۔ اور اسے اچھی طرح جذب کیا اور تقریباً 60 سال تک خانقاہ رائے پور کے مشائخ کی صحبت نے خانوادۂ ولی اللّٰہی کے دینی مزاج اور امتیازی خصوصیات کو آپ کے قلب و دماغ میں راسخ کر دیا۔ اور آپ کے جسم و جان کو سراپا فکر و عمل بنا دیا۔ ایک طرف ان حضرات کی کیمیا اثر صحبت تھی، اور دوسری طرف آپ کا اپنا یہ حال تھا کہ اونچی استعداد وصلاحیت کے باوجود آپ کا دل و دماغ بچپن سے ہی ان مشائخ کرام کا سچا طالب و عاشق بنا ہوا تھا، چناں چہ آپ کی سچی طلب اور مشائخ رائے پور کی قوت جاذبہ حق نے آپ کو اپنی طرف کھینچ کر ایسا کندن بنا دیا کہ آپ ولی اللّٰہی مشائخ کے مزاج کے مطابق مجسمہ فکر و عمل اور نمونہ جہد و کردار بن گئے۔ پھر آپ کی ہمت وقربانی نے اس جذبہ صادقہ کو مزید نکھار کر رکھ دیا اور ایک کامل فرد کی حیثیت دے دی۔

## حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے نصائح کا آپؒ پر اثر

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ پاکستان کے اسفار میں اس بات پر خاص زور دیتے تھے کہ نوجوانوں میں دین کی تعلیم و تربیت کا کام کیا جانا چاہیے۔ انھی خطوط پر انھوں نے حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کی تربیت کی۔ اس حوالے سے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی نصائح بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ چناں چہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ''سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری'' میں لکھتے ہیں:

> ''حضرت (شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ) اسلامی ممالک کے لیے مادی ترقی، نئے علوم کا اکتساب، جدید صنعتیں، سائنس میں ترقی، مالی استحکام اور قومی خود کفالتی کو بہت ضروری سمجھتے تھے اور عام طور پر (خصوصاً پاکستان کے زمانۂ قیام میں) اپنی مجلسوں میں اور خاص طور جدید تعلیم یافتہ حضرات اور فضلا تشریف رکھتے ہوں، ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے رہتے تھے۔...
>
> ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:
>
> ''اسلامی نظام خالی باتوں سے قائم نہیں ہوسکتا۔ اگر دنیا کے بڑے ملکوں کے دوش بدوش کھڑا ہونا ہے تو ان لوگوں کے علوم وفنون سیکھنے ہوں گے، مگر مشکل یہ ہے کہ ہم ان کے علوم کو سیکھتے سیکھتے اپنے دین و مذہب کو خیر آباد کہہ دیتے ہیں۔ جب تک کوئی ملک اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو، اس زمانے میں دین و دنیا کا کوئی کام نہیں کر سکتا۔'' (18)

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانیؒ کے نزدیک صحابۂ کرامؓ کے اعمال کی بڑی اہمیت تھی اور آپؒ یہ سمجھتے تھے کہ صحابۂ کرامؓ کی اکثریت کو مفادِ عامہ کے امور اور سیاسی نظم و نسق اور عدل و انصاف سے بڑا لگاؤ تھا۔ چناں چہ اپنی مجالس میں ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

www.rahimia.org

''پھر اصل میں تو ایسا ہوتا ہے کہ اثنائے ذکر میں کسی کو نفل نمازوں سے اُنس ہو جاتا ہے، کسی کو تلاوت قرآن سے، کسی کو تعلیم و تعلّم سے، کسی کو دینی کام سے اور کسی کو مفادِ عامہ کے امور اور انتظام سیاسی سے، کہ صحابہ کرامؓ میں سے اکثر کو اسی سے لگاؤ تھا۔ جس کے ماتحت انھوں نے دنیا میں عدل و انصاف قائم کیا اور رفاہِ عامہ کے کاموں کو سرانجام دیا۔ پس جب ذکر پورا ہوجائے تو پھر ان امور سے واسطہ رہ جاتا ہے۔'' (19)

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے ان ملفوظات سے آپؒ کی سوچ، فکر قطعی طور پر واضح ہوجاتی ہے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے ذہن و قلب پر اپنے شیخ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی ان نصائح کا بڑا اثر تھا۔ چناں چہ آپؒ نے بھی اپنے شیخ کی صحبت میں رہتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم کی پیروی کو اولین اہمیت دی اور دورِ خلافتِ راشدہ کے تناظر میں مفادِ عامہ کے امور، سیاسی نظم و نسق اور عدل و انصاف کے فروغ کی جدوجہد کو پورے طور پر سمجھا اور اسی کے فروغ کے لیے تمام عمر کام کیا۔

## پاکستان میں نوجوانوں میں کام کا آغاز

حضرت اقدس رائے پوری ثانی کے مذکورہ بالا ارشاداتِ عالیہ کے تناظر میں پاکستان آمد کے بعد ہی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری مدظلہٗ العالی نے نوجوانوں میں اس کے مطابق کام کا آغاز کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی ایما اور حکم آپؒ کے شامل حال تھا۔ اس حوالے سے حضرت رائے پوریؒ ثانی کی مجلس کا آنکھوں دیکھا حال مجلس میں ایک شریک کی زبانی اس طرح ہے:

''لاہور میں صوفی عبدالحمید مرحوم کے ہاں قیام کے موقع پر پاکستان کے متعدد قابل ذکر علما و صلحا حاضر مجلس تھے۔ اچانک حضرتِ اقدس رائے پوری ثانیؒ علما سے مخاطب ہوئے: ''ہمارے بیٹے مولوی سعید احمد آپ حضرات سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ان کی بات غور سے سنیے۔'' اس پر حضرت اقدس سے اشارہ پا کر نوجوان مولانا سعید احمد رائے پوری یوں گویا ہوئے: ''آپ حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام دین کی بہت خدمت کر رہے ہیں۔ جس کے لیے امت آپ کی معترف ہے۔ تاہم دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ آپ حضرات کی محنتوں کا میدان مسجد و مدرسہ اور خانقاہ تک محدود ہے۔ جب کہ سرکاری اور مشنری سکولوں میں زیر تعلیم ہماری نئی نسل کا بڑا حصہ آپ کے فیض سے محروم ہے۔ ملک و قوم کے 90 فی صد سے زائد ان نوجوانوں پر مستشرقین اور ان کے متاثرین غلام احمد پرویز اور ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ کام کر رہے ہیں۔ کیا آپ حضرات اس نسل کو انھیں کے رحم و کرم پر چھوڑے رکھیں گے؟ کیا اب وقت نہیں آ گیا کہ اس میدان میں اہل حق اپنے حصے کا فرض ادا کریں؟''۔ اس پر مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ اور کچھ وقفے

کے بعد آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے سب علما کی طرف سے جو کچھ عرض کیا، وہ کچھ یوں تھا: ''....حضرت! ہم سے بہت بڑی بھول ہوگئی۔ ایک بہت بڑا اور اہم میدان نظرانداز ہوگیا۔ ہم جنگِ آزادی اور باطل فرقوں کے سلسلے میں لگے رہے اور دشمن نے ہماری اگلی نسل کو ہم سے دور کردیا۔ آج جب کہ ہم سب بوڑھے ہوچکے تو ایسے نئے اور بڑے، لیکن نہایت ضروری کام کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل نہیں رہے۔ ایسے مہتم بالشان کام کے لیے عزیزی مولوی سعید احمد صاحب جیسے نوجوان کے کندھے ہی موزوں ہیں۔ حضرت اقدس سے ہم سب یہی التجا کرتے ہیں کہ وہ انھی (مولوی سعید احمد) کے لیے خصوصی دعا فرمائیں کہ وہ اس عظیم کام کا ذمہ لیں اور اس کو کامیابی سے پورا کریں۔''

اس پر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے سب اہلِ مجلس کی معیت میں خصوصی دعا فرمائی۔''(20)

چناں چہ آپؒ نے 1961ء میں خالصہ کالج لائل پور (فیصل آباد) میں حضرت رائے پوری ثانیؒ کے قیامِ رمضان کے دوران لائل پور زرعی یونیورسٹی اور دیگر عصری تعلیمی اداروں کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں باقاعدہ کام شروع کیا۔ جب کہ اس سے قبل سرگودھا گورنمنٹ کالج کے طلبا میں آپؒ کام شروع کرچکے تھے۔

## 1967ء میں ''جمعیت طلبا اسلام'' کا قیام

آپؒ نے 1961ء حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی ایما پر پاکستان میں نوجوانوں میں جدید دور کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے دین اسلام کی تعلیم و تربیت اور اس حوالے سے عقل وشعور پیدا کرنے کی جدوجہد کا آغاز کردیا تھا۔ چناں چہ جب حضرت رائے پوری ثانی لائل پور خالصہ کالج کی مسجد میں قیام پذیر تھے تو اسی زمانے میں زرعی کالج فیصل آباد اور دیگر عصری سکولوں اور کالجوں کے نوجوانوں نے دینی شعور کے فروغ کے لیے کام کیا۔ سات، آٹھ سال کی محنتوں کے بعد 1967ء میں سرگودھا میں نوجوان طلبا کی جامع تعلیم و تربیت کے لیے ایک جماعت ''جمعیت طلبا اسلام'' کے نام سے قائم کی۔ آپؒ ہی طلبا کی اس جمعیت کے بانی ہیں۔ اس کے افتتاحی اجلاس میں حضرت رائے پوری ثانی کے مجازین حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ اور حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحبؒ (تلمبہ) بھی تشریف فرما تھے۔ اس جمعیت نے جلد ہی پورے ملک میں نوجوانوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ نوجوانوں کی دینی تربیت اور انھیں علمائے حق سے وابستہ کرنے کے حوالے سے آپؒ کی سوچ کا اندازا اس زمانے کی ایک تحریر سے ہوتا ہے، جو آپؒ نے جمعیت علمائے اسلام کے زیرِ اہتمام لاہور میں 3 تا 5 مئی 1968ء کو منعقد ایک تاریخی کانفرنس میں شریک جمعیت طلبا کے ایک طالبِ علم رہنما کو آٹوگراف دیتے ہوئے لکھی ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ علمائے حق کی محبت، ان کی عظمت، ان پر اعتماد، ان کی رہنمائی عطا فرمائیں اور دنیا و

www.rahimia.org

آخرت میں ان کی معیت نصیب کرے۔ اللّٰھمّ إنی اعوذ بک من خلیلٍ ماکِرٍ، عیناهُ تَرَیانی و قلبهُ یَرْعانی. (20ب)۔ (اے اللہ! میں ایسے مکار دوست سے تیری پناہ میں آتا ہوں، جس کی آنکھیں بظاہر دوستی کی نظر سے مجھے دیکھیں اور اس کا دل مجھے تکلیف دینے پر مائل ہو)

ننگِ اسلاف سعید احمد غفرلہٗ رائے پوری سرگودھا۔ برموقع تاریخی کانفرنس 4/مئی 1968ء لاہور''

پہلے انھی خطوط پر ملک بھر میں جمعیت طلبا اسلام کا کام آپؒ نے کیا، پھر اس کے لیے ایک مرکزی دفتر کا لاہور میں انتظام کیا گیا۔ چناں چہ 1969ء میں جمعیت طلبا اسلام کا مرکزی دفتر 56- میکلوڈ روڈ لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں پورے ملک میں نوجوانوں کی ایسی اجتماعیت وجود میں آگئی، جو نہ صرف دینی فرائض پر عمل پیرا تھی، بلکہ قومی اور بین الاقوامی معاملات پر عقل وشعور اور فہم وبصیرت کی حامل تھی۔ اس کی ترقی پسندانہ سوچ اس خطے کے مظلوم عوام کی سیاسی، معاشی اور سماجی پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے بلند حکمتِ عملی لیے ہوئے تھی۔

## ''جمعیت طلبا اسلام'' پر اکابرین کا اعتماد

دس، گیارہ سال میں ''جمعیت طلبا اسلام'' نے نوجوانوں میں کام کر کے ایک انقلابی روح پھونک دی، لیکن نوجوانوں کی یہ بڑھتی ہوئی طاقت، جو عقل وشعور سے لیس تھی، کچھ لوگوں کو پسند نہ آئی۔ پاکستان کے سرمایہ داروں اور ان کے ذلہ خواروں نے 1976ء کے زمانے میں نوجوانوں کی اس جماعت کے خلاف بے سروپا پروپیگنڈا شروع کر دیا، لیکن حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی سرپرستی اور پاکستان میں علمائے حق سے وابستہ خانقاہوں کے اعتماد کے سبب نوجوانوں کا یہ قافلہ مسلسل بڑھتا رہا۔ پاکستان کے اکابرین کے علاوہ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کی قائم کردہ جماعت ''جمعیت طلبا اسلام'' کے کام پر پورے اعتماد کا اظہار کیا۔ چناں چہ جولائی 1978ء میں، جب کہ ''جمعیت طلبا اسلام'' کے بارے میں معاندانہ پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا، حضرت مولانا اسعد مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اس پُرآشوب دور میں جہاں طلبا کی اپنے اپنے مقاصد کے تحت بہت سی تنظیمیں ہیں، یہ دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی کہ ایک صحیح مقاصد کے تحت ''جمعیت طلباءِ اسلام'' بھی طلبا کی تنظیم قائم ہے۔ جس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقاصد میں طلبا کے اذہان میں اسلامی انقلاب لانا ہے۔ اور دوسری بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس جماعت کا سلسلۂ نسبت حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ سے ہوتا ہوا امامِ انقلاب حضرت شاہ ولی اللہؒ تک جا ملتا ہے۔

اور یہ کہ اس جماعت کے سرپرست اور بانی حضرت مولانا صاحبزادہ سعید احمد رائے پوری ہیں، جو

کہ قطب عالم شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی امین ہیں۔ مجھے طلبا کی اس جماعت پر پورا اعتماد ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اپنے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرماوے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے تشتت اور افتراق سے محفوظ فرمائے۔

اسعد غفرلہٗ، ۳ شعبان ۱۳۹۸ھ (بمطابق ۱۰ جولائی ۱۹۷۸ء)۔'' (21)

چناں چہ جمعیت طلبا اسلام کے پلیٹ فارم پر بیس سال (1967ء تا 1987ء) کے عرصے میں سینکڑوں اور ہزاروں نوجوان جمع ہوئے اور ان میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے لے کر شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مشائخ رائے پور اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے فکر و عمل کے ساتھ وابستگی پیدا ہوئی اور اُن میں قومی آزادی کا صحیح سیاسی شعور بیدار کرنے کے لیے ایک تحریک پیدا ہوئی۔ جس کے اثرات ملک بھر کے تقریباً تمام حلقوں میں محسوس کیے گئے۔

## جمعیت علمائے اسلام کے منشور کی تشکیل میں آپؒ کا کردار

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے جمعیت طلبا اسلام کے بانی اور سرپرست کی حیثیت میں جمعیت علمائے اسلام کے سیاسی پلیٹ فارم پر بھی ایک فعال کردار ادا کیا۔ جمعیت علمائے اسلام نے 1970ء میں ہونے والے انتخابات میں بھرپور شرکت کی تھی۔ جمعیت نے ان انتخابات میں اپنا انتخابی منشور پیش کرنے کے لیے 26 تا 28 ستمبر 1969ء میں سرگودھا میں ایک اہم اجلاس منعقد کیا تھا۔ اس اہم اجلاس میں آپؒ نے بھرپور طریقے سے شرکت کی اور انتخابی منشور میں بہت سے لوگوں کے علی الرغم ملک بھر میں غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کے حق میں سیاسی اور معاشی اصلاحات کے حوالے سے انقلابی دفعات شامل کرانے میں آپؒ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس منشور کے دیباچے میں تحریر کیا گیا ہے کہ:

''جمعیت علمائے اسلام تاریخی حقائق کی روشنی میں علمائے حق کے اس سلسلے کی کڑی ہے، جس کا آغاز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی سے ہوا۔ جس نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات سے نشو و نما پائی۔ جس کی جہادی تنظیم کی سرپرستی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا (شاہ محمد) اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر نے کی۔ جس کی آگے انقلابی جدوجہد کا وسیع نظام شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن نے قائم کیا اور جس کی علمی، تبلیغی، اصلاحی، تربیتی، تحریکی اور اَخلاقی طاقت کو شیخ الہند کے عظیم ترین تلامذہ امام العصر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا عبیداللہ سندھی، حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا

اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا الیاس صاحب دہلوی، حضرت مولانا (شاہ عبدالرحیم و شاہ عبدالقادر) رائے پوری، حضرت (مولانا حماد اللہ) ہالے جی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم اکابرِ وقت نے برصغیر پاک و ہند اور عرب و ایشیا میں پھیلا دیا تھا۔'' (22)

اس منشور میں نہ صرف سیاسی حوالے سے ملکی نظام کو ادارتی اور جماعتی بنیادوں پر تشکیل دینے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا، بلکہ معاشی حوالے سے پسے ہوئے طبقات، مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کی تکمیل کے لیے تحدیدِ ملکیت اور بلاسودی معاشی نظام کی بنیادی دفعات شامل کی گئیں تھیں۔ اس دستور سازی میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔

## ترجمانِ اسلام کی مجلس ادارت کے رُکنِ رَکین

جمعیت علمائے اسلام کا ترجمان ہفت روزہ ''ترجمانِ اسلام'' لاہور تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دسمبر 1973ء سے لے کر اپریل 1976ء تک اس کی مجلس ادارت کے رُکن رکین رہے اور آپؒ کی سرپرستی میں اس رسالے نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی۔ آپؒ کی مجلس ادارت میں شمولیت کے دوران اس رسالے میں انقلابی مضامین کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی سرکولیشن میں بھی اضافہ ہوا۔ اس طرح علمائے حق کی آواز زیادہ وسیع حلقوں تک پوری توانائی کے ساتھ پہنچی۔ ترجمانِ اسلام کے ایک شمارے میں آپؒ تحریر فرماتے ہیں:

''آج کے سیاسی حالات کا تقابل اگر بعثتِ نبوی کے دور سے کیا جائے تو نہایت آسانی سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اُس وقت بھی دنیا دو طاقتوں یا بلاکوں میں بٹی ہوئی تھی؛ مغربی بلاک قیصر کے زیرِنگیں تھا اور مشرقی دنیا پر کسریٰ فارس حاکم تھا۔ پوری دنیا کی سیاست انھی دو محوروں کے گرد گھوم رہی تھی۔ .. مذکورہ بلاکوں کو موجودہ دائیں اور بائیں بازو کے مترادف قرار دینا غلط نہ ہوگا۔ اس وقت بھی باہمی منافرت اور مسابقت زوروں پر تھی اور دُکھی انسانیت چکی کے ان دو پاٹوں کے درمیان کراہ رہی تھی۔ ان حالات میں تڑپتی ہوئی انسانیت پر رحم فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسا نظام دے کر بھیجا، جو ستم رسیدہ انسانوں کے لیے درمان ثابت ہوا۔...

آج بھی استحصالی قوتوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے ہمیں اسی راہ کی طرف گامزن ہونا پڑے گا، جس راہ پر رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فداکار صحابہؓ کو کیا تھا۔ وہی عزم، وہی حوصلہ، وہی ہمت آج بھی درکار ہے، جس کی بدولت عرب کے چرواہے قیصر و کسریٰ کے تخت کے مالک بن گئے۔ خصوصاً نوجوان نسل اگر مغربی نظام سے مرعوب ہونے کے بجائے اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کرے تو آج بھی چودہ سو سال پہلے والے خلافتِ راشدہ کے نظام کی برکات سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں، لیکن اس کے

www.rahimia.org

لیے تنظیم، ضبط اور حوصلہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ نوجوان نسل اگر آج سامراجی قوتوں کے سامنے مجتمع ہو کر سینہ سپر ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت انھیں زیر نہیں کر سکتی۔'' (23)

## تحریکِ تحفظِ ختم نبوت میں آپؒ کا شان دار کردار

آپؒ نے قادیانیت کی سرکوبی کے لیے 1974ء میں چلنے والی تحریکِ تحفظِ ختم نبوت میں بھی بڑا فعال کردار ادا کیا۔ آپؒ کی سرپرستی میں جمعیت طلبائے اسلام کے نوجوانوں نے ''تحریکِ تحفظِ ختم نبوت'' میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس سلسلے میں آپؒ اور آپؒ کے نوجوان ساتھیوں کو بہت سے مقدمات کا سامنا کرنا پڑا اور انتہائی مشقت اور تکلیف کے باوجود پورے صبر و استقامت کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت کی بھرپور حمایت کی۔ بالآخر اس تحریک کے فعال کردار کے سبب ستمبر 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

## آپؒ کی سرپرستی میں خبرنامہ ''عزم'' کا آغاز

جمعیت طلبا اسلام کے پروگرام کے فروغ اور اس کی سرگرمیوں سے نوجوانوں کا باخبر کرنے کے لیے 1973ء میں آپؒ کی سرپرستی میں خبرنامہ ''عزم'' کا آغاز کیا گیا، جو بعد میں ایک مستقل ماہنامہ کی شکل اختیار کر گیا۔ اس کا پہلا ٹریکٹ اگست 1973ء کو شائع ہوا۔ پہلے شمارے کے اداریے کا عنوان ''ہم صغیرانِ چمن سے'' ہے اور اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ؎

ذرا تو عزم کر، چل تو سہی، ہے سامنے منزل
کوئی مشکل سے مشکل کام بھی، مشکل نہیں ہوتا

''عزم'' طلبا کی ایسی تنظیم سے تعلق رکھنے والا خبرنامہ ہے، جو اپنے سامنے عظیم مقاصد و عزائم رکھتی ہے۔ جن کو رو بہ عمل لانے کے لیے عزیمت و استقلال کے ساتھ شدائد و آلام برداشت کرتے ہوئے منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔ عظیم مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے سلسلے میں جو بھی رکاوٹ اور دشواری پیش آئے تو اس کا اولوالعزمی سے نہ صرف مقابلہ کریں، بلکہ صاحبِ عزیمت افراد کی طرح اگر جان کی بازی بھی لگانی پڑے تو پس و پیش نہ کرے....

گزشتہ صدی میں سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ کے کارہائے نمایاں معلوم و مشہور ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی رہنمائی میں قاسم العلوم و الخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے میدانِ کارزار میں عزیمت و پامردی کے جو اَن مِٹ نقوش چھوڑے، وہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں۔ استخلاصِ وطن (وطن کی آزادی) کی تحریک کے سلسلے میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور سید حسین احمد مدنیؒ اور ان کے رفقائے کار نے وطن سے ہزاروں میل دور مالٹا کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں

اسارت و جلاوطنی کی جو صعوبتیں برداشت کیں، ان کو تاریخ کے اوراق کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔...

محترم طلبا! آیئے عہد کریں کہ ہم جب بھی کوئی کام کریں تو انھی بڑے بزرگوں کے نقش پا سے مشعل راہ کا کام لیں۔ بزدلی اور کم ہمتی کو چھوڑ کر عزیمت و استقلال کی راہ اختیار کریں۔ جیسا کہ آپ سے یہ مخفی نہیں کہ جمعیت طلبا اسلام کا مقصدِ وحید اللہ کی سرزمین پر اللہ کے قانون کی بالادستی قائم کرنا ہے۔ جس کے لیے بڑی سے بڑی آزمائش بھی ہمارے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہیں کر سکتی۔ اخلاص، لگن، سرشاری و جواں مردی کے ساتھ عزم کریں کہ جب تک ہم اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتے، اس وقت تک تگ و تاز کرتے رہیں گے۔'' (24)

اب تک یہ رسالہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی زیرسرپرستی ادارہ عزم کے ماتحت ''عزم سیریز'' کی صورت میں مسلسل شائع ہو رہا ہے اور نامساعد حالات کے باوجود اب تک جاری ہے۔ 1980ء سے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے مجاز حضرت ڈاکٹر مولانا مفتی سعیدالرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ اسے مرتب کر رہے ہیں اور ہر ایک شمارے میں ایک وقیع اداریہ قلم بند کرتے ہیں، جو حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں علمائے حق کے دینی شعور کا عکاس ہوتا ہے۔

## 1987ء میں تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کا قیام

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید نے جمعیت طلبا اسلام کے تحت نوجوان طلبا میں اپنے اکابرین کے طرزِ فکر و عمل کے مطابق مسلسل 20 سال تک کام کیا۔ اس دوران جو طلبا اپنی رسمی تعلیم سے فارغ ہو کر عملی زندگی میں داخل ہوگئے تھے، ان کی اجتماعیت کو ایک تشخص دینے کے لیے ایک تنظیم اور جماعت کی ضرورت پیدا ہوئی۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے اپنے تربیت یافتہ نوجوانوں کو منظم کرنے اور دیگر تعلیم یافتہ حضرات، بالخصوص نوجوان علما و طلبا کو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے کے عظیم رہنماؤں کے فکر و عمل سے آگاہ کرنے کے لیے ''تنظیم فکر ولی اللّٰہی'' کے نام سے ایک تعلیمی و تربیتی جماعت قائم کی۔ چناں چہ 19، 20، 21 فروری 1987ء کو ملتان میں علما اور فضلا کے ایک اجلاس میں ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' قائم کی گئی۔ اس تنظیم میں کالجز اور مدارسِ دینیہ کے نوجوانوں میں اکابرین سلسلۂ ولی اللّٰہی، بالخصوص حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے طرزِ فکر و عمل کا شعور پیدا کرنے کے لیے ایک تربیتی نظام وضع کیا۔ چناں چہ تنظیم کے دستورِ اساسی میں درجِ ذیل نصب العین، راہنما اصول اور اغراض و مقاصد کا تعین کیا گیا۔

### تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کا نصب العین

تنظیم فکر ولی اللّٰہی کا نصب العین، تمام شعبہ ہائے حیات میں دین کے مکمل غلبہ کے ذریعے رضائے

الٰہی کے حصول کے لیے قرآن وسنت کے احکامات کے مطابق علماء حق کی رہنمائی میں انفرادی واجتماعی زندگی کی تعمیر کرنا ہوگا۔ (علمائے حق وہ ہیں، جو شریعت، طریقت وسیاست کی دینی جامعیت کے حامل اہل بصیرت وعزیمت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، آئمہ اربعہ، مجددین امت اور سلف صالحین رحمہم اللہ کی نقل کردہ تعبیر دین کے ترجمان ہوں)۔

## تنظیم کے رہنما اصول

الف: تنظیم فکر ولی اللہی ایک آزاد، خودمختار اور غیر فرقہ وارانہ تنظیم ہے جو امت مسلمہ کے تمام اجماعی عقائد کی پابند، علماء حق کی رہنمائی میں کی جانے والی تمام دینی محنتوں کی قدردان اور مروجہ عملی سیاست سے بالاتر ہوگی۔

ب: تنظیم فکر ولی اللہی، دینی، فکری اور نظریاتی رہنمائی امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے تاریخی تسلسل کے ذریعہ حاصل کرے گی۔

ج: ''تنظیم فکر ولی اللّٰہی (پاکستان)'' اجتماعیات میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور ان کے حلقہ فکر (بالخصوص مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کی بیان کردہ تشریحات وتوضیحات (بسلسلہ افکارِ شاہ ولی اللہؒ) سے استفادہ کرے گی۔

## اغراض ومقاصد

الف: اسلام کے مسلمہ عقائد ونظریات کی تبلیغ واشاعت اور ان کے انفرادی واجتماعی تقاضوں کی تکمیل کے لیے کام کرنا۔

ب: جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معیارحق وصداقت سمجھنا اور ان کی عظیم خدمات اور تاریخ اسلام کے اجتماعی نقطہ نظر سے نوجوانوں کو واقف کرانا۔

ج: ''فک کل نظام'' کی بنیاد پر اسلام کے عادلانہ اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی نظام کی عظمت اجاگر کرنا اور اس سلسلے میں نوجوانوں کی ذہنی تربیت کرنا۔

د: ہر قسم کے فرقہ وارانہ ومنفی تعصّبات سے بالاتر رہ کر نوجوانوں میں معاشرتی جہاد کے ذریعے خدمت انسانیت، اسلامی معاشرہ اور نظام عدل کے قیام کے لیے کام کرنا۔

ر: اسلام کے خلاف مستشرقین کے گمراہ کن پروپیگنڈے، الحاد و اِرتداد، بے دینی، جمود وبے شعوری، قنوطی وسیاسی مذہبیت اور تحریف فی الدین کی تحریکوں ومخالف دین نظاموں، نیز عالمی سطح پر ہونے والی انسانیت دشمن اور معاند اسلام سازشوں سے نوجوانوں کو باشعور رکھنا۔

www.rahimia.org

س: نادار طلبا اور نوجوانوں کی سماجی اور مالی اعانت کرنا۔(25)

## تنظیم فکر ولی اللّٰہی پر اکابرین کا اعتماد

تنظیم کے قیام (1987ء) سے لے کر 1992ء تک حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے اس کی سرپرستی فرمائی اور تنظیم پر اپنے اعتماد کا بارہا اظہار فرمایا، خاص طور پر وہ تمام علما وطلبا اور مریدین و متوسلین جن کا تعلق آپ سے تھا، انھوں نے انتہائی جدوجہد اور کوشش سے تنظیم کے نصب العین، راہنما اصول اور اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لیے دن رات کام کیا۔ اسی طرح آپ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ (سابق مہتمم جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی و ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان) نے ہر طرح سے تنظیم سے وابستہ نوجوانوں پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا، نیز خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے مسند نشین حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہٗ نے تحریری طور پر اور زبانی طور پر حضرت اقدس رائے پوری کے اس کام کی تائید وحمایت فرمائی اور تنظیم کے ذمہ داران سے فرمایا کہ: ''بس اللہ کا نام لے کر کام کرتے رہو، کوئی مخالفت تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔''

اسی طرح خانقاہ یٰسین زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے مسند نشین حضرت مولانا صاحبزادہ محمود صاحب قدس سرہٗ اور ان کے صاحبزادگان اور خلفا نے تنظیم سے وابستہ نوجوانوں اور ان کے کام پر کھلے دل کے ساتھ اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا اور آپؒ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ ارشد و جانشین صاحبزادہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب صوبہ سرحد میں تنظیم کے انتہائی ذمہ دار افراد میں سے ہیں۔

الغرض حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے ولی اللّٰہی اکابر کے فکر و عمل اور خانقاہِ رائے پور کے مشائخ ثلاثہ کے طرز اور مزاج کے مطابق دین کی جامعیت کے تعارف اور اس حوالے سے نوجوانوں میں شعور پیدا کرنے کی انتھک جدوجہد اور کوشش کی ہے اور یوں حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کی وفات (1962ء) سے لے کر تقریباً تیس سال (1992ء) تک اپنے والد گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری ثالثؒ کی زیرنگرانی اور سرپرستی خانقاہ رائے پور کے مزاج کے مطابق کام کیا۔

## ''شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن'' کا قیام

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے جہاں نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے تنظیمی عمل کو فروغ دیا، وہیں 1990ء میں آپؒ نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے سلسلے کے علمائے ربانیین کے تحریر کردہ دینی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے لیے ''شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن'' قائم کی۔ جس کے تحت مفید دینی لٹریچر پمفلٹس کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن اب تک علمائے ربانیین کے تحریر کردہ 70 کے قریب پمفلٹس شائع کر چکی ہے۔ جس سے نوجوان مستفید ہو رہے ہیں۔

## سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے چوتھے مسند نشین

جون 1992ء میں قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کا انتقال پرملال ہوا۔ آپ نے اپنی وفات سے تقریباً چار سال قبل ہی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ چناں چہ 15 جنوری 1988ء بروز جمعۃ المبارک کو خانقاہ عالیہ رحیمیہ کی مسجد کے سامنے رائے پور کے وسیع میدان میں ہزاروں انسانوں کی موجودگی میں حضرت اقدس نے بنفس نفیس اس کا اعلان فرمایا اوراس کے بعد بھی بارہا مختلف موقعوں پر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے بارے میں بہت بلند کلمات ارشاد فرمائے۔ اسی لیے معذوری کے آخر زمانہ میں طالبین وسالکین کی راہنمائی اور ہدایت کی ذمہ داری بھی آپ سے ہی پورا کراتے رہے۔ چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید نے خانقاہ عالیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی اور حضرت رائے پوری ثالث کے جانشین قرار پائے۔ آپ نے خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے جامع مزاج کے مطابق دین اسلام کے تمام شعبوں میں انتہائی ہمت، جرأت اور تدبر وفراست سے سلسلے کے متعلقین کی شریعت، طریقت اور سیاست کے تینوں شعبوں میں بڑی جامعیت کے ساتھ رہنمائی فرمائی ہے ؎

شہِ سعید احمد، وہ برحق جانشیں
خاتم شاہ ولایت کے وہ نگیں

در رہ دین چست گام و تیز بیں
رائے پور کی نسبتوں کے وہ امیں

اے خدا دائم رہے عالم پہ یہ ظلِّ سعید
بحر وحدت کا رہے تاباں سدا دُرِّ فرید

سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اَھلاً وَسَھلاً مَرحَباً

## شریعت کی تعلیم وتربیت کے لیے مراکزِ علمیہ اور مدارسِ دینیہ کی سرپرستی

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نے جہاں دیگر شعبوں میں سلسلے کے متعلقین تربیت،

www.rahimia.org

نگرانی اور سرپرستی فرمائی، وہاں ایسے ان مراکز علمیہ اور مدارس دینیہ کی نگرانی اور سرپرستی بھی کی، جو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور موجودہ سرمایہ پرستانہ ذہنیت اور نفرتوں پر مبنی فرقہ وارانہ ماحول سے الگ ہو کر خالص علوم دینیہ شرعیہ کی تعلیم و تعلّم میں مصروف عمل ہیں۔ نوجوان نسل میں دین اسلام کی جامعیت کا بھرپور شعور اور دین کے غلبہ کا نظریہ منتقل کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپؒ نے درجِ ذیل مدارس و جامعات اور مراکزِ علمیہ و دینیہ کی سرپرستی فرمائی:

## 1۔ جامعہ تعلیم القرآن ریلوے مسجد ہارون آباد

مئی 1970ء میں حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے اس جامعہ کا افتتاح فرمایا اور تادم حیات آپ نے اس کی سرپرستی فرمائی، یہ ادارہ حضرت اقدس رائے پوری ثانی و ثالث کے مرید خاص اور حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے مجاز حضرت راؤ عبدالرؤف خان رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام کام کرتا رہا ہے، اس ادارہ میں دینی علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ خانقاہ رائے پور کے طرز فکر و عمل کے پھیلاؤ کے لیے علاقہ بھر میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ حضرت اقدس رائے پوری ثالث کے وصال کے بعد اس کی سرپرستی اور نگرانی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد صاحب رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے رہے۔

## 2۔ جامعہ اشاعت العلوم مرکزی جامع مسجد چشتیاں

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے چشتیاں کی مرکزی جامع مسجد اور اس کے متصل ایک مدرسہ قائم کیا تھا، اس وقت سے اب تک یہ ادارہ علاقہ بھر میں دینی تعلیم و تربیت کا ایک مستند مرکز رہا ہے۔ اس وقت اس کا اہتمام حضرت اقدس رائے پوری ثالث کے مرید خاص اور حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کے مجاز حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب مدظلہ العالی کے پاس ہے، جو اس جامعہ میں شیخ الحدیث والتفسیر کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اس جامعہ میں دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس ادارہ کی سرپرستی اور نگرانی بھی حضرت اقدس رائے پوری رابع فرماتے رہے۔ اسی کے ساتھ اس ادارہ کو حضرت مولانا حسین احمد علویؒ مجاز حضرت رائے پوری رابعؒ کی نگرانی اور مشاورت بھی حاصل رہی۔

## 3۔ مدرسہ انوارِ ہدایت دین پور ضلع بہاولنگر

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوری کے اجل خلیفہ قطب وقت حضرت مولانا شاہ اللہ بخش بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ نے بہاولنگر شہر کے قریب ''دین پور'' میں ایک مدرسہ قائم فرمایا تھا جو اپنے قیام سے لے کر اب تک سابق ریاست بہاولپور میں دینی تعلیم و تربیت کا ایک مرکز رہا ہے۔ حضرت بہاولنگریؒ کے بعد صاحبزادہ مولانا عبدالرحمان صاحب اور ان کے بعد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب دین پوریؒ اس مدرسے کے منتظم اور مہتمم رہے ہیں اور اس

ادارے کی سرپرستی اپنے اپنے ادوار میں مشائخ رائے پور فرماتے رہے۔ اس وقت اس کے مہتمم حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر دین پوری مدظلہ العالی جانشین حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ ہیں۔ اس کی سرپرستی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے رہے۔

## 4۔ جامعہ نعمان بن ثابتؓ بورے والا

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے بورے والا شہر میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک مدرسہ کا افتتاح فرمایا تھا۔ اس کے مہتمم حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانیؒ حضرت اقدس رائے پوری ثانی کے مرید خاص تھے، اُن کی محنتوں سے یہ مدرسہ علاقہ بھر میں دینی تعلیم وتعلم کا مرکز بن گیا، انھوں نے ہی اپنی زندگی میں شہر سے باہر جامعہ نعمان ابن ثابت المعروف جامعہ خدیجۃ الکبریٰ قائم کیا تھا۔ جس میں بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کا اعلیٰ درجہ پر اہتمام کیا جاتا ہے، اس کے مہتمم حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابع ہیں۔ اور وہ اسے انتہائی تندہی سے چلا رہے ہیں، اس دینی ادارہ کی سرپرستی بھی حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے فرمائی۔

## 5۔ ملتان میں حضرت اقدس رائے پوری کا فیض

مدینۃ الاولیاء ملتان میں ممتاز جامعہ بہاؤ الدین زکریاؒ کے شعبہ علوم اسلامیہ کے چیئر مین حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابع شعبہ علوم اسلامیہ کے طلبا میں دین کی تعلیم وتعلم کا بھرپور شعور پیدا کرنے کی جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔ آپ کی نگرانی اور تربیت کے نتیجہ میں ملک بھر کے نوجوان فیض یاب ہورہے ہیں۔

## 6۔ کراچی میں حضرت رائے پوری کا فیض

ممتاز عالم دین اور محقق حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ خلیفہ مجاز حضرت اقدس رائے پوری ثالث کی تربیت میں بڑا دخل حضرت رائے پوری رابع کا بھی رہا ہے۔ اپنی شہادت سے پہلے تک وہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں مشائخ رائے پور کے طرز فکر وعمل کے مطابق نوجوان طلبا اور طالبات کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہے اور اپنے ہر معاملے میں حضرت اقدس رائے پوری رابع سے مشاورت اور سرپرستی کے طالب رہے۔

# ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ لاہور کا قیام

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید نے تاریخی شہر لاہور میں 2001ء میں ایک مرکز ''ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) پاکستان'' قائم کیا۔ آپؒ اس کے پہلے سرپرست قرار پائے اور آپؒ کی زیرسرپرستی مجلس منتظمہ اور شوریٰ نے اس ادارے کے قیام کے بنیادی اہداف ومقاصد درج ذیل طے کیے:

الف: علومِ قرآنیہ کی بنیادی اور حقیقی تعلیمات نوجوان نسل کے سامنے پیش کرنا۔ اس کے لیے علومِ قرآنیہ کے درجِ ذیل چار بنیادی شعبوں؛ تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف و طریقت کی تعلیم و تربیت کرنا ہے:

1۔ قرآن حکیم کے مستند علومِ تفسیر کا شعور پیدا کرنا

2۔ احادیثِ نبویّہ کی مسلمہ تشریح کی آگہی دینا

3۔ فقہ اور قانونِ اسلامی کی اجماعی تفہیم پیش کرنا

4۔ دینی تصوف اور طریقت کی اساس پر باطنی تربیت اور تزکیۂ قلوب کے لیے انسانیت کے بنیادی اخلاق پر تربیت کرنا

ب: انسانی سماج کی تشکیل کے بنیادی علوم اور ان کے قرآنی اصول سے واقفیت بہم پہنچانا۔ اس کے لیے درجِ ذیل علوم میں مہارت بہم پہنچانا:

5۔ عمرانیات (Sociology) اور اس کے قرآنی اصول

6۔ سیاسیات (Political Science) اور اس کے قرآنی اصول

7۔ معاشیات (Economics) اور اس کے قرآنی اصول

8۔ تاریخ (History) اور اس کے قرآنی اصول

9۔ فلسفہ (Philosophy) اور اس کے قرآنی اصول

10۔ حالاتِ حاضرہ اور قرآنی نقطۂ نظر سے ان کا تجزیہ کرنا

ج: علومِ قرآنیہ کی اساس پر روحانی، اَخلاقی اور شعوری تربیت کا اہتمام کرنا۔ اس کے لیے درجِ ذیل مجالس اور اجتماعات کا اہتمام کرنا:

11۔ مجالس ذکر و فکر کا اہتمام کرنا

12۔ مشائخ رائے پور کی صحبت اور ان کے معمولات کی پابندی کے لیے رمضان المبارک میں تربیتی اجتماع کا اہتمام کرنا

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے بنیادی مقاصد میں مذکورہ بالا ''علومِ قرآنیہ'' کی تعلیم و تربیت اور روحانی و اَخلاقی تربیت کے بنیادی اُمور کو قرآنی تعلیمات کے تناظر میں سمجھنا ہے۔ خاص طور پر درست سماجی تشکیل کے لیے قرآنی احکامات کی تفہیم اور دینی علوم کے حوالے سے سماجی شعور بلند کرنا اس کے پیش نظر ہے۔ اس طرح ادارہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات کو بطورِ نظامِ زندگی سمجھنے سمجھانے، دینی شعور بیدار کرنے اور اخلاقی جرأت و ہمت پیدا کرنے کے حوالے سے تعلیم و تربیت کی جدوجہد میں مصروفِ عمل ہے۔

گزشتہ 12 سالوں میں ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور نے ملک کے دیگر شہروں میں ریجنل کیمپس کا

www.rahimia.org

آغاز بھی کیا ہے۔ چناں چہ کراچی، سکھر، ملتان اور راولپنڈی میں ادارہ رحیمیہ کے ریجنل کیمپسز قائم کیے گئے ہیں۔

## ادارہ رحیمیہ میں تعلیمی اور تربیتی سرگرمیاں

ان مقاصد اور اہداف کے حصول کے لیے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے تمام مرکزی اور ریجنل کیمپسز میں درجِ ذیل تعلیمی اور تربیتی سرگرمیاں جاری ہیں:

1۔ قرآن حکیم کی باترجمہ تعلیم کا اہتمام
2۔ علومِ قرآنیہ (دورۂ تفسیر، دورۂ حدیث، فقہ اور تصوف وغیرہ) کی تدریس
3۔ گریجویٹس کے لیے چار سالہ ''علومِ اسلامیہ کورس'' کا انتظام
4۔ علومِ قرآنیہ کی روشنی میں جدید عمرانیات وسماجیات کی اصولی تفہیم
5۔ شریعت، طریقت اور دینی سیاست کی اصولی تعلیم وتربیت کا اہتمام
6۔ دینی دعوت کے فروغ کے لیے تربیتی مجالس کا انعقاد
7۔ دینی شعور کے پھیلاؤ کے لیے سیمینارز اور سمپوزیم کا انعقاد
8۔ روحانی تربیت اور ذکراللہ کے لیے مجالس ذکر وفکر کا اہتمام
9۔ دینی مسائل واحکام اور دینی اکابر کے علوم وافکار پر مشتمل لٹریچر کی اشاعت
10۔ قومی آفات میں متاثرہ افراد کی سماجی اور مالی اعانت کی تدابیر اختیار کرنا

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ میں دیگر سیمینارز اور مجالس کے علاوہ خاص طور پر رمضان المبارک میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے متعلقین ومتوسلین قیام فرما ہوتے ہیں اور سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوتے ہیں۔اور پورا سال بھی اس مرکز میں مجالس ذکر اور تربیتی پروگرامز ہوتے رہتے ہیں۔اس کے علاوہ اس ادارہ میں دورۂ حدیث شریف اور دورۂ تفسیر قرآن حکیم کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

## نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان کا قیام

پاکستان بھر میں آپ کی سرپرستی میں مدارسِ دینیہ قائم ہیں، ان کو باہم مربوط بنانے کے لیے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے ساتھ الحاق کیا گیا۔ چناں چہ ادارہ رحیمیہ کے ماتحت آپؒ نے ''نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان'' قائم کیا۔ جو اکابرین کے طرزِ فکر وعمل پر کام کر رہا ہے۔ آپ کی قلبی توجہات اور ادعیہ مخصوصہ ادھر متوجہ ہیں کہ علوم شریعہ ودینیہ کی حفاظت کا انتظام اسی نہج پر جاری رہنا چاہیے، جیسا کہ اکابرین امت کے دور میں سادگی اور خلوص کے ساتھ جاری رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اداروں کی حفاظت فرمائے اور ہر قسم کے شرور فتن سے محفوظ فرمائے۔

www.rahimia.org

# حضرت رائے پوری رابعؒ کا طریقۂ سلوک واحسان

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید نے جہاں دین اسلام کے شعبۂ شریعت کے اساسی فکر و عمل کو کما حقہٗ نئی نسل تک منتقل کرنے والے ادارے، تنظیمات، اور مدارس کی نگرانی اور سرپرستی فرمائی، وہیں دین اسلام کے شعبۂ سلوک واحسان و راہِ طریقت میں بھی آپؒ نے پوری ہمت اور دل جمعی کے ساتھ تربیت کے عمل کو وسیع، گہرے اور پر اثر انداز میں آگے بڑھایا۔ آپؒ کی ہمت قلبی اور توجہ باطنی، سچے طالبین کے قلوب میں ذات خداوندی کی محبت اور دین اسلام کی تعلیمات سے سچی وابستگی پیدا کرنے کے لیے سرگرم عمل رہے۔ اس کے لیے آپؒ نے اپنے مشائخ کی اتباع میں متعلقین کی تعلیم و تربیت اور تزکیے کے لیے مشائخ رائے پور کے معمولات مرتب کروائے اور ان کے مطابق تربیت اور تزکیے کا اہتمام کیا۔ چناں چہ آپؒ کے زیر نگرانی راقم سطور نے مشائخ رائے پور کے طریقۂ تربیت اور معمولات کو مرتب کیا تو اس پر آپؒ نے درج ذیل تحریر قلم بند فرمائی:

**''الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ سیّد المرسلین و علیٰ آلہٖ و أصحابہٖ و خلفائہٖ و من تبعھم إلیٰ یوم الدّین. أمّا بعد!**

ہمارے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کے مشائخ امامِ ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، حضرت الامام حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، امامِ ربانی قطبِ صمدانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ قدس اللہ اسرارہم، اس برعظیم پاک و ہند کے اُن عظیم مشائخ میں سے ہیں، جن کے علوم و افکار اور فیوض و برکات سے ایک عالَم مستفیض ہوا ہے۔ اس خانوادۂ ولی اللّٰہی مجددی کی عظیم الشان جدوجہد اور کوشش سے برعظیم پاک و ہند میں دین اسلام کی تعلیمات کو فروغ حاصل ہوا۔ نیز انھیں حضرات مشائخ اور ان کے متبعین نے غلامی اور زوال کے دور میں غیر ملکی تسلط کے خلاف جہادِ حریت و آزادی برپا کر کے اس خطے کے انسانوں کو غلامی سے نجات دلانے کے لیے عظیم الشان جدوجہد اور کوشش کی ہے۔ یہ حضرات مشائخ، شریعت، طریقت اور سیاست کے جامع تھے اور ان تینوں شعبوں میں بڑی جامعیت کے ساتھ ان حضرات نے رہنمائی دی ہے۔

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے بانی قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ انھی حضرات کے فیض یافتہ ہیں۔ ان سے مشائخ رائے پور کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے، بلاشبہ اس نے گزشتہ ڈیڑھ سو سال میں مجددی ولی اللّٰہی مشائخ کے علوم و افکار اور تعلیمات کے مطابق معمولات اور طریقۂ تربیت کو آگے بڑھایا۔ عزیزم مولوی عبدالخالق آزاد نے ان حضرات کے ملفوظات کی روشنی میں ان کے طریقۂ تربیت اور معمولات کو یک جا جمع کر دیا ہے، جو نہ صرف اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور سے

وابستہ متعلقین اور متوسلین کے لیے مفید ہے، بلکہ عام مسلمانوں کے نفع کے لیے بھی اہمیت کے حامل ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ سعید احمد رائے پوری'' (26)

چناں چہ آپؒ کے زیرِ تربیت سینکڑوں ہزاروں نوجوانوں کے دلوں میں اللہ کی محبت و عظمت پیدا ہوئی۔ وہ ایمان و یقین کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ ان میں آخرت کا فکر پیدا ہوا اور دنیا میں اعلیٰ اَخلاق کے حامل بن کر کام کرنے کا جذبہ بیدار ہوا۔ ظاہر بین حضرات کو شاید آپ کے قلبِ ذکیہ سے پھوٹنے والی ہدایت کی روشنی کا صحیح احساس نہ ہو، لیکن اہلِ قلب اور مخلص حضرات آپ کے مرتبہ اور مقام سے خوب واقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے قلبِ ذکیہ نے کتنے ہی قلوب کو باطنی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اخلاص للّٰہیت اور دینِ اسلام کے جامع فکر و عمل پر مر مٹنے کا جذبہ صادقہ پیدا کیا ہے۔ چناں چہ صحبت و تربیت سے جامع فکر، عملِ پیہم اور جذبۂ پُرعزم کے حامل ایسے قلوب تیار ہوئے ہیں، جو اخلاص وللّٰہیت اور جذبہ عشقِ الٰہی سے معمور ہیں اور جرأت و ہمت اور قربانی کے پیکر ہیں۔

حضرات مشائخ رائے پور نے انسانی قلوب میں اللہ کی محبت پیدا کرنے کی جو نرسری لگائی تھی، تمام عمر آپ بڑی جاں فشانی سے اس کی پرورش اور نگہداشت کرتے رہے اور انھیں عشقِ الٰہی کی شراب پلا کر درجۂ تکمیل کی طرف بڑھاتے رہے۔ آپؒ نے نقشبندی مزاج کے مطابق تمام سلاسلِ عالیہ کی جامعیت کو کچھ ایسے عجیب انداز سے آگے بڑھایا ہے کہ ''برند راہ پنہاں بحرم قافلہ را'' کا مصرعہ آپؒ پر صادق آتا ہے۔ بلا شبہ آپؒ نے بہت سے قلوب کو کھینچ کر اپنے اکابرین مشائخ کرام کے رنگ میں رنگ دیا ہے۔

آپؒ کا سلسلۂ فیض آگے بھی چل رہا ہے۔ چناں چہ ہندوستان اور پاکستان میں 30 حضرات آپ کی صحبت میں رہ کر کامیاب و کامران ہو کر اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ یہ مجازین بیعت حضرات اس خانقاہ کے فکر و عمل کو آگے بڑھانے کے لیے آپ کی زندگی میں آپ کی نگرانی میں کام کرتے رہے اور مزید ترقیات ظاہری و باطنی سے مالا مال ہوتے رہے، جب کہ اس وقت آپؒ کی اتباع میں اس حوالے سے مصروفِ عمل ہیں۔

## حضرت رائے پوری رابعؒ اور اکابرین کے سیاسی شعور کا فروغ

سیاسی حوالے سے آپ کی تربیت حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نے فرمائی تھی، اور حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے زیرِ نگرانی آپ نے اس کے مطابق انھی خطوط پر کام کو آگے بڑھایا، جو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے واضح کیے تھے۔

## نوجوانوں میں شعور بیدار کرنے کی اہمیت

آپؒ نے اپنے مشائخ کی ہدایت کے مطابق یہ ضروری سمجھا کہ نوجوانوں میں دینِ اسلام کے انسانیت نواز پہلو کو اجاگر کیا جائے اور انھیں انسانیت دشمن عالمی طاغوتی ممالک کی سازشوں اور مکر و فریب سے آگاہ کرنا چاہیے۔

www.rahimia.org

جمعیت علمائے ہند کے رہنماؤں کی سیاسی سوچ کے مطابق آپؒ نے یہ ضروری سمجھا کہ دنیا کے ہر خطہ کی مظلوم اقوام کو سامراجی ممالک کی سیاسی، معاشی اور تہذیبی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد کرنا، اس دور میں دین اسلام کی تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔ ہر ملک کو اپنے قومی جمہوری تقاضوں اور ملّی اُمنگوں کے مطابق اپنا قومی نظام تشکیل دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ غیر ملکی سامراجی مداخلت خواہ کسی بھی نام سے ہو، ملک و قوم کے حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے۔ بالخصوص اس خطے کے ممالک میں عالمی سامراج مداخلت کر کے جس طرح اپنے سیاسی و اقتصادی مفادات حاصل کرتا ہے، دینی حوالے سے یہ ایک جرمِ عظیم ہے۔ اس کے خلاف مزاحمتی شعور پیدا کرنا ضروری ہے۔

## خطے میں امن اور اس کے تقاضے

اس علاقے میں امن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سرمایہ پرست سامراجی ممالک سے آزادی حاصل کی جائے اور اپنی قومی اور ملّی اُمنگوں کے مطابق ایک ایسا سیاسی اور اقتصادی نظام تشکیل دیا جائے، جو نہ صرف ملک کے داخلی مسائل کو صحیح بنیادوں پر حل کرنے والا ہو، بلکہ اس پورے برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش میں پرامن بقائے باہمی اور انسانیت دوستی کے اصولوں پر قائم ہو۔ اس خطے میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہوسکتا، جب تک علاقائی بنیادوں پر اس خطہ میں بسنے والے تقریباً ڈیڑھ ارب انسانوں کے سیاسی امن اور معاشی خوشحالی کے لیے کام نہ کیا جائے، اور ہر وہ تحریک جو اس خطہ میں فرقہ پرستی، تشدد پسندی، قتل و غارت گری اور فتنہ انگیزی پیدا کرنے والی ہو اس کی حوصلہ شکنی نہ کی جائے۔ اس طرح کے ہتھکنڈے خواہ مذہب کے نام پر اختیار کیے جائیں یا نسل پرستی اور برادری اِزم کی بنیاد پر، ان کی نفی کی جائے۔ اس لیے کہ مذہبِ اسلام بنیادی طور پر پُرامن اور انسانیت دوست مذہب ہے۔ اس کا پُرتشدد عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کو ظلم سے نفرت ہے، اور عدل کا قیام اس کا بنیادی جوہر ہے۔ سماجی انصاف کی فراہمی اور معاشی عدل کا حصول اس کا بنیادی تقاضا ہے۔

## اسلام کے سنہرے اصول اور غلبہ دین کا شعور

آپ کی یہ حتمی سیاسی رائے ہے کہ قومی آزادی و حریت کی بنیاد پر سیاسی امن کا حصول اور انسانیت دوستی کی بنیاد پر معاشی عدل اور سماجی انصاف فراہم کرنا اسلام کے ایسے سنہرے اصول ہیں، جو ہر دور میں انسانی سماج کی تشکیلِ نو کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ کسی ملک میں غلبہ دین کے اساسی تصورات انھی اصولوں کے مطابق آگے بڑھائے جانا ضروری ہیں۔ اس تناظر میں غلبہ دین کا ایسا سیاسی شعور پیدا کرنا ایک ناگزیر ضرورت اور تقاضا ہے، ورنہ حُبِّ مال اور حُبِّ جاہ کی وجہ سے مذہب کی جو مسخ شدہ صورتیں اس وقت چل رہی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آئندہ چل کر لوگ مذہب سے نفرت کرنے لگیں گے۔ اس لیے دین اسلام کا وہ اصول جو گزشتہ اولیائے کرام نے ہندوستان کے لوگوں کو حلقہ بگوش کرنے کے لیے اپنایا تھا۔ اور انسانیت نوازی کا درس دیا تھا، اس اصول پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

## نوجوانوں کی تربیت کے لیے جماعتوں کا قیام

اسی اساس پر آپ نے نوجوانوں میں کام کرنے کے لیے 1967ء میں ''جمعیت طلبا اسلام'' قائم کی، اور پھر اسی کے تسلسل میں فروری 1987ء میں ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' قائم کی تا کہ نوجوانوں میں دین کا جامع شعور بیدار کیا جائے۔ آپؒ نے اپنے متعلقین ومتوسلین میں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خانوادۂ نسبی اور روحانی کے جامع طرزِ فکر وعمل کا شعور پیدا کرنے کی جدوجہد کو آگے بڑھایا۔ اس طرح نوجوانوں کے سامنے دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کے انسان دوست پہلو سامنے آئے، اور سامراجی ظلم اور اس کی مداخلت کے خلاف بھرپور شعور کا واضح اظہار ہوا۔ آپؒ اپنی شبانہ روز محنتوں کے ذریعے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کے وابستگان میں بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص غلبہ دین کا سچا جذبہ بیدار کرنے میں مصروف رہے۔ اور اکابرین مشائخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، نوجوانوں میں ان قومی ذمہ داریوں کا احساسِ فکر وعمل پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے، جن کا تقاضا اس دور میں ہمارا دین ہم سے کر رہا ہے۔

## جنگِ آزادی 1857ء کے ڈیڑھ سو سالہ تکمیل پر سیمینارز کا اہتمام

اسی تناظر میں برعظیم پاک و ہند کی عظیم جنگِ آزادی 1857ء کے ڈیڑھ سو سالہ تکمیل پر آپؒ کی تحریک پر 2007ء میں پاکستان کے تمام اہم شہروں میں آپؒ کی سرپرستی میں ملک بھر میں عظیم الشان سیمینارز کا اہتمام کیا گیا۔ خاص طور پر لاہور، کراچی، پشاور، راولپنڈی، ملتان اور سکھر میں برعظیم پاک و ہند کی آزادی کی تحریک سے نوجوانوں کو متعارف کرانے کے لیے بڑے سیمینارز منعقد ہوئے۔ جن میں اہم حضرات نے جدوجہدِ آزادی کے مختلف پہلوؤں پر مقالات پڑھے، خطابات کیے اور باہمی مکالمے کے ذریعے اپنے وطن کی قومی آزادی کی تحریک کا شعور اُجاگر کیا گیا۔ ان سیمینارز میں خود حضرت اقدسؒ نے بہت اہم خطابات ارشاد فرمائے۔ اس طرح آپؒ کی سرپرستی میں نوجوانوں کے سامنے اپنے خطے کی آزادی وحریت کی تحریک سے آگہی ہوئی اور حریت پسند رہنماؤں اور علمائے ربانیین کی جدوجہد کا بھرپور تعارف پیش کیا گیا۔

## تربیت اور تزکیے کے لیے آپؒ کے طویل اسفار

مذکورہ بالا تمام امور کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ کے لیے آپ اپنے مشائخ رائے پور قدس اللہ اسرارہم کے طرز کے مطابق ہندوستان اور پاکستان میں مسلسل طویل اسفار فرماتے رہے۔ آپؒ اپنے متعلقین کی دعوت پر برعظیم پاک و ہند کے اکثر شہروں میں تشریف لے گئے اور جس علاقے کا سفر ہوتا، وہاں کے تمام احباب فیض یاب ہوتے رہے۔ اسفار کے دوران مجالس ہائے ذکر وفکر کا اہتمام رہتا۔ نوجوان تعلیم یافتہ حضرات بڑے ذوق وشوق کے ساتھ

www.rahimia.org

آپؒ کی مجالس میں حاضر ہوتے۔ دین اسلام کا نظریہ آپؒ سے سیکھتے۔ آپؒ عام فہم انداز میں دینی شعور پیدا کرنے کے لیے گفتگو فرماتے۔ آپؒ کی گفتگو، حسن بیان، عقل وشعور اور فہم وبصیرت کی آئینہ دار ہوتی۔ سامعین آپؒ کی گفتگو سے بھرپور استفادہ کرتے۔ یوں تعلیم وتربیت کا سلسلہ پاکستان کے کم وبیش تمام شہروں اور صوبوں میں جاری رہتا۔ آپ کے اسفار سارا سال ہوتے رہتے۔ کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں سال بھر میں آپ کا سفر نہ ہوا ہو۔

## رائے پور (ہندوستان) کے اسفار اور اکابر علما کا خراجِ عقیدت

خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے بہت سے متوسلین اور مریدین ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ہیں خاص طور پر رائے پور اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں کثرت سے رہتے ہیں۔ اس لیے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ اپنے مشائخ رائے پور کے طرز کے مطابق ہندوستان کے طویل اسفار فرماتے رہے۔ ویزے کی رکاوٹوں کی وجہ سے گو تاخیر ہوجاتی، لیکن ویزا حاصل ہونے کی صورت میں ہندوستان کے اسفار تسلسل کے ساتھ ہر سال ہوتے رہتے۔ چناں چہ حضرت رائے پوری ثالث کے وصال کے بعد رائے پور کا پہلا سفر 1999ء میں ہوا۔ تین ماہ کے قریب ہندوستان میں قیام رہا اور پھر 2006ء سے لے کر 2009ء تک ہر سال آپؒ ہندوستان کا سفر فرماتے رہے۔ 2010ء میں حج کے سفر کی وجہ سے رائے پور کا سفر نہ ہوسکا اور آخری ڈیڑھ دو سال ضعف اور کمزوری کی وجہ سے رائے پور جانا نہ ہوا۔

رائے پور کے ان اسفار کے دوران آپؒ دارالعلوم دیو بند، مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور، مدرسہ شاہی مراد آباد، مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی اور دیگر چھوٹے بڑے مدارس میں تشریف لے گئے، جہاں آپؒ نے طلبا اور علما سے خطابات فرمائے اور طلبا نے آپؒ سے خوب استفادہ کیا۔ مدرسہ فیض ہدایت رائے پور کے طلبا تو رائے پور کے قیام کے دوران مسلسل مستفید ہوتے رہے۔ ان اسفار کے دوران اربابِ اہتمام اور دیگر رہنماؤں نے آپؒ کی خدمت میں شعرائے کرام کا منظوم خراجِ عقیدت بھی پیش کیا۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی، اس موقعہ پر مدرسہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ اور مولانا سید وقار علیؒ مدرس مدرسہ کی جانب سے یہ ''ہدیہ خلوص'' پیش کیا گیا تھا ؎

اک شیخ محترم کی ہے تشریف آوری
چھائی خوشی ہے ، روح پہ طاری بے خودی

فیض رحیمیہ سے وہ حاصل ہے انتساب
آمد ہے آپ کی ، ہوا ماحول فیض یاب

بکھرا ہوا ہے نور ، فضا پر ہے تازگی
اک شیخ محترم کی ہے تشریف آوری

اللہ رے نصیب مظاہر ترا یہ آج
پروردۂ قدیم ہے جلوہ نما یہ آج

www.rahimia.org

راس آگئی ہے خاک اسے ارض پاک کی — اِک شیخ محترم کی ہے تشریف آوری
وہ شیخ رائے پور کہ عبدالعزیز خاں — جو سرپرست رہ چکے تیرے بھی بے گماں
یہ اُن کے خاندان کی ہے قیمتی لڑی — اک شیخ محترم کی ہے تشریف آوری
واقف زمانہ ہوچکا اب جن کے نام سے — جُو جُرعہ کش ہوئے شہِ قادر کے جام سے
آمد ہے جسکی اُن کا ہی یہ جانشین بھی — اک شیخ محترم کی ہے تشریف آوری
دنیا و دین کا آج یہ آیا وہ ہونہار — قسمت ہے مدرسہ کی ''مظفر'' و با ''وقار''
سرآنکھوں پر یہ آنا! بڑی دل کو ہے خوشی — اک شیخ محترم کی ہے تشریف آوری
عمرت دراز باد، حضرت مولانائے سعید — فضل و کمال تو ز کرم ہم شود مزید
آتا ہے ہر زبان پہ اب شوق ہے یہی — اک شیخ محترم کی ہے تشریف آوری
تشریف آپ لائے یہ آنکھیں ہیں فرش راہ — ڈھلتی ہے آج بادۂ عرفاں سے خود نگاہ
جوہر بھی آس لایا ہے اک چشم لطف کی — اک شیخ محترم کی ہے تشریف آوری

اسی طرح گنگوہ کے مشہور تعلیمی ادارے جامعہ اشرف العلوم رشیدی کے ناظم حضرت مولانا قاری شریف احمدؒ کی جانب سے اسی جامعہ کے مدرس مولانا محمد عبدالحمید سنسار پوری نے یہ ہدیۂ عقیدت پیش کیا ؎

سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اَھلاً وَسَھلاً مَرحَباً

ہو مبارک یہ سعادت اے سعید دل نشیں — سالک راہِ ہدایت عالمِ شرع متیں
آپ نے پائی ہے دستار خلافت آفریں — بن گئے عبدالعزیز باصفا کے جانشیں
سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا

ہو مبارک یہ خلافت اے سعید خوش ادا — جانشین حضرت عبدالعزیز باصفا
وارث قادر، رحیم و رہبر خلقِ خُدا — سالک راہ رشید احمد شہِ رُشد و ھدٰی
سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا

باغ گلزار رحیمی کے شگفتہ تر گلاب — خانقاہِ قادری کے اے منور آفتاب
حضرت عبدالعزیز باصفا کے ماہتاب — پایا اقطاب ثلٰثہ کی وراثت کا خطاب
سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا

فیض گلزار رحیمی سے جہاں بھر پور ہے — ارض پاک وہند میں یہ سر زمین مشہور ہے
ذرہ ذرہ نور وحدت سے یہاں معمور ہے — جام وحدت سے یہاں کے کل جہاں مخمور ہے

www.rahimia.org

سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا

اہل ہندوستان پر چھائی ہوئی ہے یہ خوشی — بڑھ گئی ہے سلسلہ امدادیہ کی اک کڑی
ہے خدا کا شکر یہ، دولت حسیں حاصل ہوئی — روشن و تاباں رہے تا دم یہ شمع احمدی

سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا

خانقاہِ رائے پور کے مقتدی خوش آمدید — اے سعید باسعادت خوش ادا خوش آمدید
مدرسہ والوں نے خوش ہوکر کہا خوش آمدید — دی شریف احمد کے دل نے یہ صدا خوش آمدید

سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا

اے خدا دائم رہے عالم پہ یہ ظلِّ سعید — بحر وحدت کا رہے تاباں سدا دُرِّ فرید
ہے دعاگو اور دعاجو آپ سے عبدالحمید — آپ کے صدقہ میں دکھلائے خدا راہ سدید

سر زمین رائے پور کے میر اعظم مرحبا

مرحبا صد مرحبا اَھْلاً وَّسَھْلاً مَرْحَباً

اسی طرح مولانا برہان احمد قاسمی نے قصبہ مرزا پور کے ایک مدرسے کی تقریب میں درجِ ذیل نظم پیش کی ہے

کل فرشتوں نے سنائی یہ مسرت کی نوید — باغ میں تشریف فرما ہوگئے حضرت سعید
آج مرزا پور میں محفل ہے، رنگ و نور ہے — عام و خاص، طفل و پسر و نوجواں مسرور ہے
مرکز انوار رحمت بن گیا دار جدید — طالباں کے حق میں ہے یہ دن یوم عید
رائے پور، جو حضرت مرشد کی جائے پاک ہے — منزل عرفان حق بزم شہ لولاک ہے
آمدِ حضرت سے اس کا چپہ چپہ شاد ہے — ذکر و فکر و یادِ حق سے ہر شجر آباد ہے
اہل نسبت اہل خدمت سب کے سب ہیں شاد کام — مل گیا برھانؔ ہم کو یہ طریقت کا امام

## شاہ ولی اللہ سیمینارز کا انعقاد

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی زیرِ سرپرستی 2004ء میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے افکار سے نوجوانوں کو متعارف کرانے کے لیے پاکستان بھر میں ''شاہ ولی اللہ سیمینارز'' کا انعقاد کیا گیا۔ لاہور، کراچی، پشاور، راولپنڈی، اسلام آباد، بہاولپور، ملتان، بنوں، مینگورہ، راولاکوٹ وغیرہ شہروں میں ان سیمینارز کا اہتمام کیا گیا تھا، جس میں حضرت اقدس رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے خلفا و مجازین اور تربیت یافتگان احباب نے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ سے لے کر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی، قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری، قدس اللہ اسرارھم

کے سیاسی، معاشی، سماجی اور فکری خدمات سے نوجوانوں کو متعارف کرایا۔ جس میں بڑی تعداد میں مدارس دینیہ، سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبا، اساتذہ، پروفیسرز اور ڈاکٹرز حضرات نے شرکت کی۔ ان سیمینارز میں حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سیاسی، معاشی اور عمرانی افکار و تعلیمات پر مقالات پیش کیے گئے، خطابات ہوئے اور سوالات کے جوابات دیے گئے۔ اس طرح پورے ملک میں ولی اللّٰہی سلسلے کے علمائے ربانیین کے افکار سے آگہی پھیلی۔

اس طرح حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نے اکابرین علمائے ربانیین کے فکر و عمل اور جہد و کردار سے برصغیر پاک و ہند کے ہزاروں متوسلین و متعلقین تعلیم یافتہ نوجوانوں کو متعارف کرانے کے لیے انتہائی جدوجہد اور کوشش فرماتے رہے۔ اس کے نتیجے میں آپ کے تربیت یافتہ خلفا و مجازین اور نوجوان تربیت یافتگان کی ایک جماعت مسلسل جدوجہد اور کوشش میں مشغول ہے اور یوں سینکڑوں ہزاروں نوجوان، دین اسلام کی سچی تعلیمات سے وابستہ ہو کر خدا پرستی اور انسان دوستی کے حوالے سے اپنے فکر و عمل اور اخلاق و کردار کو درست کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فکر و عمل اور جہد و کردار کو صحیح تناظر میں سمجھنے اور اس کی اتباع و پیروی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنی رضا و محبت سے نوازے۔ آمین!

## ماہنامہ ''رحیمیہ'' اور سہ ماہی ''شعور آگہی'' کا اجرا

جنوری 2009ء سے آپؒ کی زیرسرپرستی ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ لاہور سے ماہنامہ ''رحیمیہ'' کا آغاز ہوا، جو گزشتہ 4 سالوں میں بڑے اہتمام کے ساتھ مقررہ تاریخ پر قارئین کی رہنمائی کے لیے شائع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اکابر علمائے حق کی کتابوں کی اشاعت کے لیے مئی 2009ء میں ''رحیمیہ مطبوعات'' کے نام سے نشر و اشاعت کا ایک ادارہ قائم کیا، جس میں علمائے حق کی کتابیں تحقیق کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ جولائی 2009ء سے آپؒ کی زیرسرپرستی ایک تحقیقی سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' کا آغاز ہوا، جو اَب تک اپنی تحقیقی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بڑے اہتمام کے ساتھ ہر سہ ماہی میں تسلسل کے ساتھ بروقت شائع ہو رہا ہے۔

## آخر زندگی میں حج و عمرہ کی سعادت کا حصول

2009ء میں آپؒ نے اپنے خلفا اور متوسلین کی تربیت کے لیے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ عمرہ کے دوران حرم کی پاک سرزمین میں ان حضرات کی تربیت کا سلسلہ چلتا رہا۔ اسی دوران حرمین شریفین، بالخصوص جامعہ اُمّ القریٰ مکہ مکرمہ اور مدینہ یونیورسٹی کے اساتذۂ حدیث نے آپؒ سے سلسلۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ 2010ء میں آپؒ نے اپنے خلفا اور متوسلین کے ہمراہ اپنی زندگی کا آخری حج ادا فرمایا۔ اگرچہ اس سے قبل آپ کئی حج ادا کر چکے تھے، لیکن خلفا اور متوسلین کے اصرار پر باوجود ضعف اور کمزوری کے ان کی دل جوئی اور ان کی تعلیم و تربیت اور باطنی نسبت کی ترقی کے لیے یہ سفر حج فرمایا۔ اور اس دوران بہت کچھ باطنی فیوض و برکات سے اپنے متعلقین کو مستفیض فرمایا۔

www.rahimia.org

## مرض الوفات اور وِصال

آپؒ کا مرض الوفات 9/ستمبر 2012ء کو شروع ہوا۔ اس روز آپؒ کو دوسری دفعہ دل کا عارضہ لاحق ہوا۔ اس سے قبل 2003ء میں آپؒ کو پہلی دفعہ دل کا عارضہ لاحق ہوا تھا۔ دوسری دفعہ دل کی اس تکلیف کے بعد تقریباً 18 روز تک آپؒ بیمار رہے۔ اس دوران عارضۂ دل کے ساتھ دیگر امراض بھی پیدا ہوگئے۔ دل کے معالجین کے علاوہ دیگر امراض کے معالجین کے ایک بورڈ نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ آپؒ کا علاج کیا، لیکن ''مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی'' کے مصداق افاقہ نہ ہوا۔ مرض الوفات کے دوران آپؒ پر استغراق کی کیفیت طاری رہی۔ اس دوران نماز کا ذوق شوق غالب رہا۔ آپؒ کی تمام تر توجہ لقائے الٰہی کی مشتاق رہی۔ بالآخر مؤرخہ 8/ذی قعدہ 1433ھ/ 26/ستمبر 2012ء، بروز بدھ، بوقت صبح 9:35 پر تقریباً 90 سال کی عمر میں لاہور کے ایک ہسپتال میں آپؒ کا وصال ہوگیا اور آپؒ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ إنّا للّٰه و إنّا إليه راجعون o رحمة اللّٰه عليه رحمةً واسعةً

## اولاد و خلفا

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ قدس سرہٗ کے پس ماندگان میں اس وقت دو صاحبزادے حافظ راؤ مسعود احمد، راؤ محمود احمد اور تین صاحبزادیاں ہیں، منجھلی صاحبزادی راقم سطور کے حبالۂ عقد میں ہیں۔ بڑی اور چھوٹی صاحبزادیاں بالترتیب راؤ حفیظ الرحمٰن (چیچہ وطنی) اور راؤ صفدر علی (رینالہ خورد) کے نکاح میں ہیں۔ سب ماشاء اللہ صاحبِ اولاد ہیں۔ حضرتؒ کے ایک صاحبزادے راؤ محبوب احمد تھے، جن کا نوجوانی میں ایک حادثے میں انتقال ہوگیا تھا۔ جب کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال بھی آپؒ کی زندگی میں 03/اگست 1999ء کو ہوگیا تھا۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ کی روحانی اولاد میں ہزاروں نوجوان، سینکڑوں علما اور دانش ور اور تیس کے قریب خلفا و مجازین ہیں، جو حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے مشن، فکر اور تعلیمات کو لے کر اجتماعی جدوجہد اور کوشش کر رہے ہیں۔ اور ان کی قائم کردہ تنظیم اور اداروں کو بڑے فعال انداز میں چلا رہے ہیں۔ الحمدللہ! حضرت اقدس رائے پوریؒ کا فیض مسلسل جاری ہے اور امیدِ قوی ہے کہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا؛ ان شاء اللہ العزیز۔

آخر میں حضرت مولانا حسین احمد علویؒ مجاز حضرت رائے پوری رابعؒ کے اشعار کی صورت میں یہ دعا ہے ؎

خانقاہِ عالیہ کے اولیا کا واسطہ! کر نصیب اپنی رضا، اپنی محبت اے اِلٰہ!
ذکرِ حق، سوزِ قرأت، لذتِ سجدہ، حضور احترامِ آدمیت، ظلم سے کُلّی نفور
خدمتِ انسانیت، ملّی تقاضوں کا شعور ہو عطا میرے اِلٰہ! با اولیائے رائے پور

☆☆☆☆☆

# حوالہ جات وحواشی

1۔ مقدمہ مرقوماتِ امدادیہ۔از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی۔ص:27-26۔طبع: برہان، دہلی۔

2۔ دیکھئے!عکس شجرۂ نسب چوہان راجپوت موضع گمتھلہ۔ورق نمبر:1۔

3۔ ایضاً۔

4۔ چوہدری نگاہی خاں اورنگ زیب عالم گیر کے زمانے میں مغل فوج میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ان کی دو شادیاں ہوئی تھیں: ایک بیوی تگری میں، جب کہ دوسری گمتھلہ میں رہتی تھی۔اس خاندان کی جائیداد تگری اور گمتھلہ دونوں جگہوں پر تھی۔ (روایت حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانیؒ)

5۔ اس خاندان کے بزرگوں حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی اور راؤ عبدالوحید خاں (بھتیجے حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ) کی مجالس میں راقم سطور نے کئی دفعہ یہ سنا ہے کہ ''ان کے خاندان کے بزرگ ''بابا طاہر خاں''، ''حضرت شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی'' کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔'' خاندانی طور پر یہ روایت خاصی مشہور ہے، جب کہ حضرت بوعلی قلندر کا زمانہ (ولادت 604ھ/ 1208ء تا وفات 724ھ/ 1324ء) سلطان قطب الدین ایبک سے لے کر سلطان غیاث الدین تغلق تک کا عہد ہے۔اس خاندان کے قلمی شجرۂ نسب میں طاہر خاں کے مسلمان ہونے کا زمانہ محمد اکبر بادشاہ کا عہد (963ھ/ 1556ء تا 1014ھ/ 1605ء) بتلایا گیا ہے۔اس طرح تقریباً سوا دو سو سال کا فرق پایا جاتا ہے۔پھر شجرۂ نسب کے حوالے سے اس حقیقت کو بھی پیشِ نظر رکھا جانا ضروری ہے کہ ہر صدی میں کم از کم تین نسلیں اور زیادہ سے زیادہ پانچ نسلیں ہوا کرتی ہیں۔اس کے مطابق اکبر بادشاہ کا عہد ہی بابا طاہر خاں کے مسلمان ہونے کا زمانہ قرار پاتا ہے۔اس تناظر میں حضرت بوعلی قلندر کے بارے میں خاندانی روایت کی غالباً حقیقت یہ ہے کہ ان کے سلسلے کے کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر طاہر خاں مسلمان ہوئے ہوں، جو اکبر کے زمانے میں موجود تھے۔واللہ اعلم

6۔ ملفوظات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔مرتبہ: مولانا محمد صاحب انوری۔ص:28۔مطبوعہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔

''احوال العارفین'' میں حافظ غلام فرید صاحب نے حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے دادا کا نام ''چوہدری رحم علی'' لکھا ہے اور انھی کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔جب کہ شجرۂ نسب کے مطابق چوہدری رحم علی، حضرت عالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اجداد میں پانچویں پشت میں ہیں۔جب کہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کا انتقال 1240ھ/ 1824ء میں حضرت عالی رائے پوریؒ کی ولادت سے تقریباً تیس سال پہلے ہوا ہے۔اس لیے یہ درست نہیں ہے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اس واقعے میں صرف حضرت کے دادا کے بیعت ہونے کا ذکر کیا ہے۔اُن کا نام متعین نہیں کیا۔شجرۂ نسب کے مطابق وہ بزرگ چوہدری سلام علی ہیں۔واللہ اعلم

7۔ شجرۂ نسب اہالیانِ قصبہ گمتھلہ،ضلع کرنال۔

8۔ مکتوبِ گرامی حضرت مولانا حسین احمد علویؒ بنام راقم سطور۔

9۔ مکتوبِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ بنام حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ۔31/دسمبر 1947ء۔

10۔ مکتوبِ گرامی حضرت مفتی سعید احمد بنام حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ۔تحریر شدہ مؤرخہ 18/صفر 1367ھ/02/

جنوری 1948ء

11۔ تاریخ مظاہر از حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلویؒ۔ ج:2۔ص: ۔طبع: سہارن پور۔

12۔ سند الفراغ من المدرسة العربية الشهيرة بمظاهر العلوم الواقعه ببلدة سهارنپور، الهند۔ سند نمبر 1277/5۔

13۔ روایت حضرتِ اقدس رائے پوری رابعؒ۔

14۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ص: 145۔طبع: مکتبہ رشیدیہ، لاہور۔

15۔ مطبوعہ اغراض و مقاصد حزب الانصار۔ صدر دفتر قصبہ رائے پور، ضلع سہارن پور۔

16۔ مجالس حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانیؒ۔ مجلس 04/ذی الحج 1365ھ/ 30/اکتوبر 1946ء۔ بمقام گلزارِ رحیمی، رائے پور۔ مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، لاہور۔

17۔ مکتوبِ گرامی شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ بنام مولانا سعید احمد ڈونگوی۔

18۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ۔ص 277، 279۔

19۔ ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ مرتبہ مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ۔ص:73-172۔

20۔ روایت شرکائے مجلس حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری بالخصوص جناب شبیر احمد صاحب والدِ گرامی حافظ محمد طاہر۔

20(ب)۔ الجامع الصغير از امام سيوطیؒ مع شرح فيض القدير للمناوى. ج:2. ص:145. طبع: بيروت.

21۔ عکسی تحریر حضرت مولانا اسعد مدنیؒ۔ مطبوعہ عزم نمبر 26۔

22۔ اسلامی منشور کل پاکستان جمعیت علمائے اسلام۔ص: 11-10۔

23۔ مضمون: ''بعثتِ نبوی اور دو بڑی طاقتیں''۔ از تحریر مولانا سعید احمد رائے پوری۔ ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور۔ص:9۔ ج:17۔ شمارہ 39۔ 14/ذی قعدہ/29 نومبر 1974ء۔

24۔ اداریہ عزم ٹریکٹ نمبر 1 ''ہم صغیرانِ چمن سے''۔ص: 2 و 19۔ مطبوعہ جمعیت طلبا اسلام 56- میکلوڈ روڈ، لاہور۔

25۔ دستور تنظیم فکر ولی اللّٰہی (ترمیم شدہ) مطبوعہ لاہور

26۔ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا طریقۂ تربیت اور معمولات۔ کلماتِ سعادت۔ص: 1۔ مرتبہ: مفتی عبدالخالق آزاد۔ طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور۔

☆☆☆☆☆

www.rahimia.org

**مطالعہ تاریخِ حدیث**

# ہندوستان میں علم حدیث کا ارتقا اور اس کے تجدیدی پہلو

## (شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے طریقۂ تفہیم حدیث کا تقابلی جائزہ)

## ''مواقف المسترشدین'' کے ''مؤقف فی الحدیث'' کا اردو ترجمہ

تصنیف و تالیف: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ
ترجمہ و تحقیق: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

**(2)**

(امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی کتاب ''التمهيد لتعريف ائمة التجديد'' کا چوتھا مقالہ ''مواقف المسترشدين'' کے عنوان سے ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے ہزارۂ دوم کے مجددین، خاص طور پر ولی اللّٰہی جماعت کے اُس تجدیدی کام کا تعارف کرایا ہے، جو ان حضرات نے علم حدیث، علم فقہ اور فنِ تطبیق الآرا کے حوالے سے کیا ہے۔ یہ مقالہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے لے کر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ تک علمائے ربانیین کے ایسے علوم و اَفکار کے تجدیدی پہلوؤں کی وضاحت کرتا ہے، جن کا تعلق حدیث، فقہ اور فقہا و محدثین کی اختلافی آرا کے درمیان تطبیق سے ہے۔ یوں اس مقالے میں ان تینوں علوم و فنون سے متعلق ولی اللّٰہی سلسلے کے ان حضرات علمائے ربانیین کا تجدیدی مؤقف بڑی جامعیت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔

''مواقف المسترشدين'' کے عنوان سے اس مقالے کے تین حصے ہیں:

[1] پہلا حصہ ''مؤقف فی الفقه'' کے عنوان سے ہے۔ جس میں فقہ و اجتہاد کا مفہوم اور حقیقت، فقہی مذاہبِ اربعہ کی ضرورت و اہمیت اور ہندوستان میں فقہی تحقیقات کے مختلف سلسلوں اور ان کے محققانہ تجدیدی نکات کی نشان دہی کی ہے۔ خاص طور پر ولی اللّٰہی تحقیقات کے تجدیدی پہلو اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے فقہی مؤقف کا بہت عمدہ تعارف کرایا گیا ہے۔ نیز فقہی حوالے سے مسائلِ دینیہ حل کرنے کے لیے علما کے درمیان مشاورت کی اہمیت اور فقہی عقل و بصیرت اور شعور کی بنیاد پر محققانہ فقہی مؤقف اپنانے کی ضرورت واضح کی ہے۔

[2] دوسرا حصہ ''مؤقف فی الحدیث'' کے عنوان سے ہے۔ اس مقالے میں کل چھ ابواب اور ان کے

"ذیل" لکھے گئے ہیں۔ پہلے باب کی آٹھ فصلوں میں ہندوستان کی تاریخ کے مختلف ادوار، ان میں علم حدیث کے پھیلاؤ کے حوالے سے خدمات سرانجام دینے والے محدثین کا تعارف کرایا گیا ہے۔ چناں چہ اس باب میں ہندوستان کے دوسرے تاریخی دور سے لے کر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ تک محدثین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جب کہ دوسرے باب میں آٹھویں دور کے اہم ائمہ حدیث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے طریقۂ تفہیم حدیث کا تعارف اور ان کی امتیازی خصوصیات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ پھر ان دونوں طریقہ ہائے تفہیم حدیث کا باہمی موازنہ پیش کرتے ہوئے ان کی امتیازی خصوصیات کی وضاحت کی ہے۔

اس مقالے کے تیسرے باب سے لے کر چھٹے باب تک حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے محققانہ طریقۂ فہم حدیث کے بنیادی نکات اور اس حوالے سے ان کے متعین کردہ "**الجادّۃ القویمہ**" کی تحقیق اور اس کا تحلیل و تجزیہ پیش کیا ہے۔ اس طریقۂ تفہیم حدیث کے متعین نکات کی تشریح، تعیین اور تائید کے لیے ان ابواب کے چند "ذیل" ہیں، جن میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی اصل عبارات پیش کی ہیں۔

اس طرح اس مقالے میں ان تینوں حضرات مجددین کے طریقہ ہائے تفہیم حدیث ــــ طریقۂ حقانیہ، طریقۂ مجددیہ اور طریقۂ ولی اللّٰہیہ ــــ کے بنیادی نکات کا تعین اور ان کا تحلیل و تجزیہ بہت جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

[3] تیسرا حصہ "**مؤقف فی التطبیق**" کے عنوان سے ہے۔ جس میں ولی اللّٰہی سلسلے کے علما کے دریافت کردہ نئے علم "**فنّ تطبیق الآرا**" کی تعریف، اصول، مقاصد بیان کیے ہیں اور مختلف علوم و فنون میں علما و محققین کے مختلف اقوال، خاص طور پر فقہی آرا کے درمیان تطبیق کے قوانین و ضوابط اور اس علم کے بنیادی اصولوں اور عملی اطلاقات کی نشان دہی کی ہے۔

ذیل میں ہم "**مواقف المسترشدین**" کے دوسرے حصے یعنی "**مؤقف فی الحدیث**" کا اردو ترجمہ، تحقیق و اضافوں کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ یہ اس مقالے کی دوسری قسط ہے، اس میں پہلے باب "ہندوستان میں علم حدیث کے پھیلاؤ کی تاریخ" کی فصل (4) یعنی آٹھویں دور (987ھ/ 1579ء تا 1036ھ/ 1627ء) تا فصل (8) یعنی بارہویں دور (1274ھ/ 1857ء تا 1340ھ/ 1922ء) کے محدثین کا تذکرہ ہے۔ حضرت سندھیؒ نے ان فصلوں میں ائمہ محدثین میں سے امام شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ اور ان کے سلاسل سے وابستہ محدثین کے اسمائے گرامی کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے ان حضرات کا مختصر تعارف پیش کیا ہے، نیز ہر فصل کے بعد ایک "تتمہ" کا اضافہ کیا ہے، جس میں اس فصل سے متعلق ان دونوں سلسلوں سے وابستہ دیگر نامور محدثین کا تعارف ہے۔ اور "اضافہ از مترجم" اور قوسین کے ذریعے سے اس کی نشان دہی کر دی ہے۔ مترجم)

## فصل(4): آٹھویں دور (987ھ/ 1579ء تا 1036ھ/ 1627ء) کے محدثین

آٹھویں دور میں جن علما کا تذکرہ مناسب ہے، وہ درجِ ذیل ہیں:

### 1۔ شیخ وجیہ الدین (بن نصر اللہ) علوی (گجراتیؒ)

شیخ وجیہ الدین علویؒ کے بارے (علامہ غلام علی آزاد) بلگرامیؒ لکھتے ہیں:

''آپؒ نے شیخ عماد طارمیؒ، جو کہ مصر کے بڑے علما میں سے ہیں، سے تعلیم حاصل کی۔ آپؒ کی تصانیف میں اصولِ حدیث میں ''شــرح الــنـخبــہ'' کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آپؒ کا انتقال 998ھ (1589ء) میں ہوا۔'' انتھٰی (1)

میں (عبید اللہ سندھی) کہتا ہوں کہ: شیخ عماد طارمیؒ نے علامہ جلال الدین دوانی سے تعلیم حاصل کی اور انھوں نے حافظ ابن حجر (عسقلانی) سے علوم حاصل کیے۔ اور آپؒ سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، شیخ صبغت اللہ بروجیؒ اور شیخ غضنفر ہیں۔

{مترجم کہتا ہے کہ مولانا عبدالحئی لکھنویؒ ''نزھة الخواطر'' میں شیخ وجیہ الدین کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شیخ، امام، عالم کبیر، علامہ، وجیہ الدین بن نصر اللہ بن عماد الدین علوی گجراتیؒ۔ آپؒ بڑے اساتذہ میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کے معاصر علما میں سے کسی کے بارے میں بھی یہ نہیں سنا گیا کہ تصانیف کی کثرت اور درس و تدریس کی قوت کے حوالے سے کوئی ان کے ہم پلہ ہو۔ آپؒ کی پیدائش گجرات کی سرزمین میں شہر جان پانیر میں 911ھ (1505ء) میں ہوئی۔ انھوں نے اپنے زمانے کے اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ پھر شیخ، علامہ، عماد الدین محمد بن محمود طارمیؒ کی صحبت اختیار کی۔ اور منطق، حکمت، علم کلام، علم اصول وغیرہ علومِ عالیہ اور آلیہ حاصل کیے۔ آپؒ نے علوم پر مکمل توجہ دی، یہاں تک بلند درجے پر فائز ہوئے۔ آپؒ نے درس و افتا کا سلسلہ تقریباً بیس سال تک جاری رکھا۔ تصانیف لکھیں اور اپنے مشائخ کے زمانے میں ہی بڑے اکابر علما میں شمار ہونے لگے۔

آپؒ نے خرقہ خلافت شیخ قاضی خان چشتی نہروالی مشہور ''شیخ قاڈن'' سے حاصل کیا۔ پھر شیخ محمد غوث گوالیاریؒ سے طریقۂ شطاریہ عشقیہ حاصل کیا۔ آپؒ انتہائی مخلص، صاحب صدق و صفا، زہد و تقویٰ، حُبّ ِدنیا سے دور اور اُمرا اور مال داروں سے علاحدگی اختیار کرنے والے لوگوں میں سے تھے۔ آپؒ کو تصنیف و تالیف میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ آپؒ کی عمدہ کتابوں میں ''حــاشیــه عـلٰی تـفسیر البیضـاوی''، ''حـاشیـه عـلٰی اصول البزدوی''، ''شرح علٰی نخبه فی اصول الحدیث'' اور ''حـاشیه علٰی هـدایة لـلمرغینانی'' وغیرہ ہیں۔ آپؒ کا انتقال 998ھ (1589ء) میں ہوا۔ بعض لوگوں نے آپؒ کی

تاریخ وفات ''شیخ وجیہ دین'' سے نکالی ہے۔ آپؒ کی قبر احمد آباد میں مشہور ہے۔'' (2)}

## 2۔ شیخ یعقوب (بن حسن) صیر فی کشمیریؒ

شیخ یعقوب (بن حسن) صیر فی کشمیریؒ نے شیخ ابن حجر مکیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور آپؒ سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں امامِ ربانی مجدد الف ثانی ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1003ھ (1594ء) میں ہوا۔

{مترجم کہتا ہے کہ مولانا عبدالحئیؒ حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزھۃ الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم کبیر، یعقوب بن حسن صیر فی، کشمیریؒ۔ آپؒ ماہر اساتذہ میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کی پیدائش 908ھ (1502ء) میں کشمیر میں ہوئی۔ حفظِ قرآنِ پاک، صرف و نحو اور فقہ کی کتابیں مولانا رضی الدین کشمیریؒ سے حاصل کیں۔ منطق، حکمت، معانی وغیرہ شیخ نصیرالدین امّیؒ سے حاصل کیں اور ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہے۔ شعر و شاعری شیخ محمد آنیؒ تلمیذ شیخ عبدالرحمٰن جامیؒ سے حاصل کی۔ پھر سمرقند کا سفر کیا اور سلسلۂ کبرویہ شیخ حسین خوارزمیؒ سے حاصل کیا اور ایک زمانے تک ان کی صحبت میں رہے۔ پھر کشمیر واپس لوٹ آئے اور یہاں کچھ عرصہ قیام کیا۔

پھر حرمین شریفین کا سفر کیا، حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں علم حدیث شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکیؒ سے حاصل کیا۔ پھر بغداد تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا۔ پھر کشمیر واپس آئے اور یہاں ایک طویل مدت تک قیام کیا۔ پھر حجاز کا سفر کیا اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپؒ نے علم فقہ، علم حدیث اور علم تفسیر میں بہت عمدہ کتابیں لکھیں۔ درس و افادہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپؒ سے علوم و فیوض حاصل کرنے والوں میں مجددی طریقے کے امام حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندیؒ اور دیگر علما و محدثین ہیں۔ آپؒ کی تصنیفات میں ''تفسیر القرآن الکریم''، جو مکمل نہ ہوسکی، ''شرح صحیح البخاری'' اور ''مغازی النبوہ'' وغیرہ ہیں۔ آپؒ کی وفات جمعرات کی رات 12/ ذی القعدہ 1003ھ (1595ء) میں ہوا۔ اضافہ از مترجم (3)}

میں (عبیداللہ سندھی) کہتا ہوں کہ: (علم حدیث میں) اس دور کی امامت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ — جو کہ گیارہویں صدی ہجری کے مجدد ہیں — اور امام ربانی مجدد الف ثانی (شیخ احمد سرہندیؒ) کو حاصل ہے۔

## {تتمہ فصل (4) (اضافہ از مترجم)

آٹھویں دور کے ائمہ محدثین میں درج ذیل حضرات ہیں:

## 3۔ امام شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

مولانا عبدالحئی لکھنویؒ ''نزھۃ الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''امام، عالم، علامہ، محدث، فقیہ، شیخ الاسلام، شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ بخاری، دہلوی، محدثِ مشہورؒ: آپؒ ہندوستان میں سب سے پہلے عالم ہیں، جنھوں نے (باقاعدہ طور پر) علم حدیث پر تصنیف و تالیف اور تدریس کا اہتمام کیا۔ آپؒ ماہِ محرم الحرام/ 958ھ (1551ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کی اور دیگر علوم وفنون حاصل کیے۔ آپؒ نے شیخ موسیٰ بن حامد حسنی اُچیؒ سے 22 سال کی عمر میں 985ھ (1577ء) بیعت کی۔ اور دیگر علما و مشائخ سے فیوضات و برکات حاصل کیں۔ پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے اور حج و زیارت سے مستفید ہوئے۔ وہاں پر آپؒ نے شیخ عبدالوہاب بن ولی اللہ متقیؒ اور قاضی علی بن جاراللہ بن ظہیرہ قرشی مخزومی مکیؒ سے مکہ مکرمہ میں اور مدینہ منورہ میں شیخ احمد بن محمد بن محمد ابوالحزم مدنیؒ اور شیخ حمیدالدین بن عبداللہ سندھی مہاجرؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ خاص طور پر شیخ عبدالوہاب متقی سے ''مشکوٰۃ المصابیح'' پڑھی۔ نیز ان سے ذکر و اَذکار اور طریقت کا سلسلہ بھی اخذ کیا۔ انھوں نے اپنا خرقۂ خلافت اور اجازت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد دہلی میں تشریف لائے۔ اور اس عرصے میں علم حدیث کے پھیلاؤ اور شریعت و طریقت کے فروغ کے لیے بہت کام کیا۔

آپؒ نے علم حدیث میں چھوٹی بڑی بہت سی تصنیفات لکھیں۔ جن میں ''لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح'' (عربی) اور ''اشعة اللمعات فی شرح المشکوٰۃ' (فارسی)، ''اسماء الرجال و الرواۃ المذکورین فی المشکوٰۃ''، ''جامع البرکات فی منتخب شرح المشکوٰۃ'' وغیرہ علم حدیث میں ہیں۔ آپؒ کا انتقال پیر کے دن 23/ ربیع الاول 1052ھ (1642ء) میں ہوا۔ اور ''حوضِ شمسی'' کے قریب آپؒ کو دفن کیا گیا۔'' (4)

## 4۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

مولانا عبدالحئیؒ لکھنویؒ ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ الاجل، امام العارف، بحرالحقائق و المعارف، شیخ الاسلام والمسلمین، شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین سرہندی، مجدد الف ثانیؒ: آپؒ کی پیدائش سرہند میں شوال/ 971ھ (1564ء) میں ہوئی۔ آپؒ نے زیادہ تر علوم اور طریقۂ چشتیہ اپنے والدِ گرامی شیخ عبدالاحد (سرہندیؒ) سے حاصل کیا۔ بعض عقلی علوم شیخ کمال الدین کشمیریؒ سے حاصل کیے۔ اور حدیث کی سند شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیریؒ سے حاصل کی۔ آپؒ 17 سال کی عمر میں تمام علومِ ظاہری سے فراغت کے بعد تصنیف و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ اسی زمانے میں آپؒ نے ایک رسالہ ''رسالة فی إثبات النبوۃ'' تحریر کیا، جس پر علما نے آپؒ کی بڑی تعریف کی۔ اس کے بعد آپؒ کے والدِ گرامیؒ نے آپؒ کو اپنا خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔

1007ھ (1598ء) میں آپؒ کے والدِ گرامی کا انتقال ہوگیا، تو آپؒ نے حج کے ارادے سے دہلی کا سفر کیا۔ وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے آپؒ کو شیخ الاجل شیخ رضی الدین عبدالباقی (خواجہ باقی باللہ) نقشبندیؒ متوفی 1012ھ (1603ء) کی صحبت حاصل ہوئی۔ آپؒ نے ان سے طریقۂ نقشبندیہ حاصل کیا۔ پھر اس میں اتنے مشغول ہوئے کہ بتدریج ترقی کرتے ہوئے مقامِ قطبیت اور فردیت پر فائز ہوگئے۔ یہاں تک کہ آپؒ کے شیخ نے آپؒ کو مرتبۂ تکمیل وترقی کے اعلیٰ مدارجِ قرب تک پہنچنے کی خوش خبری دی اور اپنی خلافت اور جانشینی سے مشرف فرمایا۔ آپؒ سرہند واپس تشریف لائے اور مسندِ ارشاد پر تشریف فرما ہوئے۔ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔ آپؒ فقہ، اصولِ فقہ، علم کلام، تفسیر، حدیث، تصوف وغیرہ کی کتابیں بڑی تحقیق سے پڑھاتے تھے۔ آپؒ کے زیرِدرس رہنے والی کتابوں میں ''تفسیر بیضاوی''، ''صحیح بخاری''، ''مشکوۃ المصابیح''، ''هدایه''، ''عوارف المعارف'' وغیرہ ہیں۔ آپؒ ساری عمر درس وتدریس اور رُشد وارشاد کے پھیلاؤ میں مصروف رہے۔ آپؒ نے بہت سی تصنیفات لکھی ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور تین جلدوں میں آپؒ کے ''مکتوبات مجدد الف ثانی'' ہیں، جو علوم وشرائع اور حقائق ومعارف سے بھرپور ہیں۔

آپؒ سے اختلاف رکھنے والوں میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی ہیں، جنھوں نے ایک رسالہ آپؒ کے خلاف لکھا۔ جس کا جواب حضرت الامام شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت شیخ غلام علی دہلویؒ وغیرہ علما ومشائخ نے دیا۔ کہا جاتا ہے کہ: حضرت شیخ عبدالحق (محدث دہلویؒ) کے صاحبزادے شیخ نورالحق (محدث دہلویؒ) نے بھی اس سلسلے میں اپنے والد کی مخالفت کی ہے۔ بلکہ انھوں نے حضرت مجدد صاحبؒ کے صاحبزادگان خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد سعید سے طریقت میں استفادہ کیا۔ مشہور یہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی آخری عمر میں اس اختلاف سے رجوع کرلیا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا انتقال 28/صفر 1034ھ (1624ء) میں سرہند میں ہوا۔ آپؒ کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد سعید (سرہندیؒ) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور سرہند شریف میں ہی آپؒ کا مزار ہے۔'' (5)

## 5۔ شیخ ابراہیم بن داؤد محدث اکبرآبادیؒ

آٹھویں دور میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے علاوہ جن محدثین کا تذکرہ ملتا ہے، ان میں شیخ ابراہیم بن داؤد محدث اکبرآبادیؒ بھی ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحئیؒ حسنی ''نزهة الخواطر'' میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، ابراہیم بن داؤد ابوالمکارم قادری، مانک پوری، ثم اکبرآبادیؒ۔ آپؒ علم فقہ،

علم حدیث اور عربی ادب کے مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش مانک پور میں ہوئی اور وہیں اپنے زمانے کے اساتذہ سے علوم حاصل کیے۔ پھر بغداد کا سفر کیا اور وہاں ڈھائی سال قیام کے زمانے میں علم تفسیر اور علم حدیث حاصل کیا۔ پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر قاہرہ مصر چلے گئے اور وہاں علم حدیث شیخ شمس الدین علقمیؒ سے حاصل کیا۔ آپؒ کو شیخ محمد بن ابوالحسن بکری شافعیؒ نے بھی اجازت دی۔ پھر مکہ مکرمہ واپس آئے اور شیخ عبدالرحمٰن بن فہد مغربیؒ، شیخ مسعود مغربیؒ اور شیخ علی بن حسام الدین متقیؒ کی صحبت اختیار کی۔ ان تمام حضرات نے آپؒ کو اجازت عطا فرمائی۔ پھر دوبارہ مصر چلے گئے اور وہاں چودہ سال درس و افادہ میں مشغول رہے۔ موسم حج میں مکہ مکرمہ آئے اور حج سے مشرف ہوئے۔

پھر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپؒ کے دل میں وطن کی محبت پیدا کی تو ہندوستان آ گئے اور اکبر آباد (آگرہ) میں قیام کیا۔ درس و افادہ اور وعظ و نصیحت میں مشغول رہے۔ بہت سے علما نے آپؒ سے استفادہ کیا۔ آپؒ انتہائی متقی، پرہیزگار اور عمدہ مدرس تھے۔ ساری عمر دینی علوم، خاص طور پر علم حدیث کی تدریس میں مشغول رہے۔ اکبر بادشاہ نے ایک دفعہ آپؒ کو اپنے عبادت خانے میں بلایا تو آپؒ بادشاہ کے سامنے مروّجہ آداب بجا نہیں لائے اور اس کے سامنے ایک خطبہ دیا۔ جس میں اسے ترغیب و ترہیب کی۔ آپؒ کا انتقال 19/ذی الحج 1001ھ (1593ء) میں ہوا اور آپؒ وہیں دفن ہیں۔ اس وقت آپؒ کی عمر 86 سال تھی۔'' (6)

## 6۔ شیخ سید ابراہیم محدث ثوری غیاث پوریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ سید ابراہیم محدث ثوری غیاث پوریؒ بھی ہیں۔

مولانا عبدالحیؒ حسنی ''نزھة الخواطر'' میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''شیخ، عالم، محدث، ابراہیم محدث ثوری، غیاث پوریؒ۔ علم حدیث اور تصوف میں مہارت رکھنے والے علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ نے فقہ شہر لاہور میں مدرسہ شیخ اسحاق بن کاکو لاہوری میں پڑھی۔ پھر ملتان کا سفر کیا اور شیخ کبیرالدین حسینی بخاریؒ سے بیعت کی۔ پھر دہلی تشریف لائے اور شیخ محمد غوث شطاریؒ کی صحبت اختیار کی۔ ان کی کتاب ''جواھرِ خمسہ'' شیخ مبارک فاضل گوالیری سے پڑھی۔ پھر دہلی سے حج اور زیارت کے ارادے سے نکلے۔ پہلے لاہور اور ملتان گئے، پھر وہاں سے شیراز اور بغداد کا سفر کیا۔ وہاں شیخ زین العابدین حسنی بغدادی سجادہ نشین شیخ امام عبدالقادر جیلانیؒ سے علوم حاصل کیے۔ پھر شام کے شہروں کی طرف سفر کیا۔ انبیاؑ کے مزارات اور بیت المقدس کی زیارت کی۔ پھر مصر چلے گئے اور حدیث و تفسیر شیخ محمد بکری شافعیؒ سے حاصل کیا اور ایک زمانہ تک ان کی صحبت اختیار کی۔ پھر مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور

www.rahmia.org

وہاں زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر مکہ مکرمہ کی جانب کوچ کیا، وہاں حج ادا کیا اور شیخ علی بن حسام الدین متقی سے علوم حاصل کیے۔ جبل ثور پر بارہ سال قیام پذیر رہے۔ اسی لیے ''ثوری'' مشہور ہوگئے۔ پھر ہندوستان واپس آئے اور 978ھ (1570ء) شہر اُجین میں سکونت پذیر ہوگئے۔ آپؒ بڑے عبادت گزار، زہد و تقویٰ، قناعت رکھنے والے، توکل علی اللہ اور صاحبِ عقل و دین آدمی تھے۔ آپؒ کا سلسلۂ نسب شاہ اجملی سامانوی ترمذیؒ تک پہنچتا ہے۔ آپؒ 1021ھ (1612ء) میں زندہ تھے۔'' (7)

## 7۔ شیخ احمد محدث بیجاپوریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ احمد محدث بیجاپوریؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، احمد بن عبداللہ محدث بیجاپوریؒ۔ آپؒ سلطان ابراہیم بن طہماسپ بیجاپوریؒ کے دورِ حکومت میں علم حدیث اور علم فقہ پر مہارت رکھنے والے علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ قاضی عبداللہ کے بھانجے اور ان کے داماد ہیں۔ آپؒ کی قبر سید عبدالرحمٰن حسینی گجراتیؒ کی قبر کے قریب شہر بیجاپور میں ہے۔'' (8)

## 8۔ شیخ اسماعیل محدث بیجاپوریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ اسماعیل محدث بیجاپوریؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث اسماعیل بیجاپوریؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم فقہ کے مشہور فاضلین میں سے ایک ہیں۔ آپؒ شیخ شمس الدین محمد ملتانی بدریؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ (سلطان) ابراہیم عادل شاہ (ثانی) کے دورِ حکومت میں شہر بیجاپور میں درس و افادہ میں مشغول رہے۔ آپؒ کا انتقال بیجاپور میں ہوا اور وہیں پر دفن ہوئے۔'' (9)

## 9۔ شیخ امین بن احمد نہروالیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ امین بن احمد نہروالیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، امین بن احمد نہروالی، گجراتی۔ وسعتِ علم میں آپؒ کی طرف ہی اشارہ کیا جاتا تھا۔ آپؒ نے ''مجمع البحار'' کے مصنف شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنیؒ سے علوم حاصل کیے۔ انھی سے علم حدیث حاصل کیا۔ 983ھ (1575ء) میں مندو تشریف لے آئے اور وہاں ایک سال تک قیام رہا۔ پھر اُجین چلے گئے اور وہاں شیخ راجی محمد قادریؒ، شیخ عبدالغفور اور شیخ جمال بن احمدؒ وغیرہ مشائخ سے ملاقات کی اور ان کی صحبت میں رہے۔ اس شہر میں کافی عرصہ قیام کیا اور وہیں درس و افادہ کا سلسلہ جاری کیا۔ آپؒ بڑے قناعت پسند، پاک دامن اور زہد و عبادت میں مشغول رہنے والے شیخ تھے۔ آپؒ سے بہت سے علما نے فائدہ اٹھایا اور علوم حاصل کیے۔ پھر اُجین سے برہان پور تشریف لائے، تاکہ قاضی

www.rahimia.org

عبدالعزیز بن عبدالکریم بن راجی محمد اُجینیؒ کی زیارت کریں تو وہیں یکم ربیع الاول 1017ھ (1608ء) میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں پر دفن ہیں۔'' (10)

## 10۔ شیخ بہلول بن کبیر قادری دہلویؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ بہلول بن کبیر قادری دہلویؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، بہلول بن کبیر قادری دہلویؒ۔ آپؒ علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ میں مہارت رکھنے والے علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ اصل میں شکار پور کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے دہلی منتقل ہوئے اور مفتی جمال الدین دہلویؒ سے علم حاصل کیا۔ پھر گجرات تشریف لے گئے اور وہاں شیخ عبداللہ بن سعداللہ اور شیخ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ (ایسے محدثین) سے علم حدیث حاصل کیا اور ایک طویل مدت تک ان دونوں کی صحبت میں رہے۔ پھر دہلی واپس تشریف لائے اور سلسلۂ طریقت حضرت شیخ قمیص بن ابوالحیاۃ ساڈھورویؒ سے حاصل کیا۔ پھر درس و افادہ کی مسند بچھائی۔ آپؒ اچھے اعمال، کثرتِ عبادت اور طریقت پر استقامت کے حوالے سے ضرب المثل تھے۔

(ملا عبدالقادر) بدایونیؒ نے 'منتخب التواریخ' میں لکھا ہے کہ: انھوں نے علم حدیث میں مشغولیت کے لیے بڑی کوشش کی اور اس میں مہارت حاصل کی۔ آپؒ کا انتقال 14/رجب کی شام 1007ھ (1599ء) میں دارالملک دہلی میں ہوا۔'' (11)

## 11۔ شیخ تاج الدین بن اسماعیل گجراتیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ تاج الدین بن اسماعیل گجراتیؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، تاج الدین بن اسماعیل بن محمود بن ابراہیم بن اسماعیل بن یعقوب بن شہاب الدین قادری، بہاری، ثم پٹنی، گجراتیؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم فقہ کے مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ قاضی ابوصالح نصر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے ہیں۔ آپؒ نے سلسلۂ طریقت اپنے والد سے حاصل کیا اور پھر سفر گجرات کا سفر کیا اور شہر پٹن میں رہائش اختیار کی۔ آپؒ انتہائی صالح شیخ اور طویل العمر محدث تھے۔ صحاحِ ستہ آپؒ کو زبانی یاد تھیں۔ آپؒ کے چار بیٹے تھے۔ سب سے چھوٹے بیٹے ابراہیم پٹنی آپؒ کے قائم مقام بنے۔ آپؒ کا انتقال 1007ھ (1599ء) میں شہر پٹن (گجرات) میں ہوا۔'' (12)

## 12۔ شیخ مولانا جلال الدین برہان پوریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا جلال الدین برہان پوریؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

www.rahimia.org

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، جمال الدین حنفی برہان پوریؒ مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ مسجد شیخ ابراہیم شطاریؒ میں ہمیشہ درس و افادہ میں مشغول رہے۔ آپؒ نے علم حدیث شیخ طاہر بن یوسف سندھی برہان پوریؒ سے حاصل کیا اور ان کی صحبت اختیار کیا اور انھی سے ''صحیح بخاری'' اول سے آخر تک پڑھی۔ آپؒ کا انتقال برہان پور میں ہوا اور شیخ ابراہیم بن عمر سندھیؒ کے مقبرے میں دفن ہوئے۔'' (13)

## 13۔ شیخ جوہر نانت حنفی کشمیریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ جوہر نانت حنفی کشمیریؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، جوہر نانت حنفی کشمیریؒ۔ آپؒ کی ولایت اور جلالتِ قدر پر اتفاق ہے۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش کشمیر میں ہوئی۔ آپؒ نے وہیں مدرسہ سلطان قطب الدین کشمیریؒ میں علم حاصل کیا۔ پھر حج و زیارت کی توفیق ہوئی اور وہاں علم حدیث شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی، شافعی، مکیؒ اور علامہ شیخ (ملا) علی بن سلطان قاری، حنفی، مکیؒ سے حاصل کیا۔ پھر کشمیر تشریف لائے اور اپنے گھر میں عبادت اور درس و افادہ میں مشغول ہوگئے۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں (شیخ) حیدر بن فیروز چرخیؒ اور شیخ محمدؒ — جنھوں نے (ملا عبدالرحمٰن) جامیؒ کی ''شرح کافیہ (شرح جامی)'' پر حاشیہ لکھا ہے — اور بہت سے علما ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1026ھ (1617ء) میں کشمیر میں ہوا۔ آپؒ کو شیخ حسین خبار کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔'' (14)

## 14۔ شیخ مولانا حاجی محمد حنفی کشمیریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا حاجی محمد حنفی کشمیریؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، صالح، حاجی محمد حنفی کشمیریؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم فقہ کے مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ اصل میں آپؒ ہمدان کے رہنے والے ہیں۔ ان کے آباؤ واجداد امیر علی بن شہاب ہمدانیؒ کے قافلے کے ہمراہ کشمیر آئے تھے اور یہیں رہائش پذیر ہوگئے۔ حاجی محمد کی پیدائش اور پرورش کشمیر میں ہی ہوئی۔ انھوں نے علوم کے حصول کے لیے دارالحکومت دہلی کا سفر کیا اور وہاں کے اساتذہ سے پڑھا۔ پھر شیخ کبیر (حضرت) خواجہ محمد باقی (باللہ) نقشبندی دہلویؒ کی صحبت اختیار کی اور ان سے سلسلۂ طریقت حاصل کیا۔ پھر واپس کشمیر تشریف لے گئے اور وہاں درس و افادہ کا سلسلہ شروع کیا۔ انھوں نے اپنے آپؒ کو دنیا کی گندگیوں میں کسی طرح بھی ملوث نہیں کیا۔ آپؒ کی چند تصانیف ہیں، جن میں ''شرح حصن حصین''، ''شرح شمائل ترمذی'' اور ''کتاب فی فضائل القرآن'' وغیرہ ہیں۔ آپؒ کا انتقال جمعرات کی رات 29/صفر 1006ھ (1597ء) میں ہوا۔'' (15)

www.rahimia.org

## 15۔ شیخ حسین بن باقر ہرویؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ حسین بن باقر ہرویؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، فاضل، حسین بن باقر حسینی ہرویؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم سیر میں مہارت رکھنے والے علما میں سے ہیں۔ آپؒ نے ''شمائل ترمذی'' کی فارسی زبان میں دو شرح لکھی ہیں۔ پہلی ''نشر الشمائل''، جسے انھوں نے شہزادہ سلیم بن اکبر شاہ (جہاں گیر) کے لیے لکھا اور دوسری ''نظم الشمائل''، جو شہزادہ مراد بن اکبر شاہ کے لیے لکھی۔ یہ بہت عمدہ شرح ہے۔'' (16)

## 16۔ شیخ مولانا حمیدالدین سندھیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا حمیدالدین سندھیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، امام، عالم، علامہ، محدث، حمیدالدین بن عبداللہ بن ابراہیم حنفی، عمری، سندھی، مہاجر مکیؒ۔ آپؒ سرزمین سندھ کے شہر دربیلا میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی اور علم پڑھا۔ پھر اپنے والد کے ساتھ حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں شیخ ابوالحسن شافعی بکریؒ، شیخ احمد بن حجر ہیثمی مکیؒ، شیخ نورالدین علی بن عراق خطیب مدینہ منورہؒ، شیخ نجم الدین محمد بن احمد غیطی مصریؒ وغیرہ کبار مشائخ سے علم حدیث پڑھا۔

آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں شیخ محمد بن احمد عجل ابوالوفا یمنیؒ، شیخ عبدالرحمٰن بن عیسیٰ عمری مرشدیؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ وغیرہ ہیں۔ آپؒ کو مکہ مکرمہ میں بڑا مرتبہ حاصل تھا۔ آپؒ کی شہرت دنیا بھر میں پھیلی۔ آپؒ عمدہ اَخلاق کے حامل، بہت زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ ہمیشہ مکہ مکرمہ میں رہے، یہاں تک کہ 1009ھ (1600ء) میں آپؒ کا انتقال ہوا، جب کہ آپؒ کی عمر 90 سال تھی اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔'' (17)

## 17۔ شیخ مولانا رفیع الدین سہارنپوریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا رفیع الدین بن عبدالستار سہارنپوریؒ بھی ہیں۔

مولانا عبدالحئیؒ حسنی ''نزهة الخواطر'' میں ان کے بارے میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، رفیع الدین بن عبدالستار بن عبدالکریم انصاری سہارن پوریؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم فقہ میں مہارت رکھنے والے علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش سہارن پور میں ہوئی۔ قرآن پاک حفظ کیا اور علم شیخ رکن الدین بن عبدالقدوس گنگوہیؒ سے حاصل کیا اور انھی سے خرقۂ خلافت بھی پہنا۔ پھر برہان پور کا سفر کیا اور وہاں شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھیؒ کی صحبت اختیار کی اور ان سے علم حدیث پڑھا۔ پھر ان سے طریقۂ شطاریہ سیکھا۔ پھر واپس اپنے شہر سہارن پور تشریف لائے اور مسندِ

درس وارشاد پر بیٹھے۔ طریقۂ ظاہریہ اور نیکی اور صلاح پر استقامت کے ساتھ اپنی تمام زندگی بسر کی۔ آپؒ کا انتقال 12/ربیع الاول 1025ھ (1616ء) میں ہوا۔'' (18)

## 18۔ شیخ مفتی صدر جہاں بن عبدالمقتدر کیتھلی پھانویؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ مفتی صدر جہاں بن عبدالمقتدر کیتھلی پھانویؒ بھی ہیں۔

مولانا عبدالحیؒ حسنی ''نزهة الخواطر'' میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''شیخ، عالم، فقیہ، مفتی صدرِ جہاں بن عبدالمقتدر بن شاہین بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن سراج الدین حسینی، ترمذی، کیتھلی، ثم پھانویؒ۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش بستی ''پھانی'' میں ہوئی۔ علم کے لیے سفر کیا اور شیخ نظام الدین حسینی خیرآبادیؒ وغیرہ علما سے علوم پڑھے۔ پھر شیخ عبدالنبی بن احمد حنفی گنگوہیؒ سے علم حدیث کی سند حاصل کی۔ انھی کی سفارش سے شاہی لشکر میں اِفتا کے منصب پر فائز ہوئے۔ 994ھ (1586ء) میں حکومتی خط لے کر توران گئے۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد صدارت کے منصب پر فائز ہوئے۔ ان سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں (مغل) بادشاہ جہاں گیر بن اکبر شاہ بھی ہے۔ اس نے ان سے چالیس حدیثیں پڑھ کر حفظ کی تھیں۔ جب جہاں گیر بادشاہ بنا تو اس نے ان کے منصب میں اضافہ کردیا۔ ان کا انتقال 1020ھ (1611ء) میں ہوا، جب کہ ان کی 120 سال عمر تھی۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کا انتقال 1027ھ (1618ء) میں ہوا۔ ان کی قبر ''پھانی'' میں ہے۔'' (19)

## 19۔ شیخ ضیاء اللہ اکبرآبادیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ ضیاء اللہ اکبرآبادیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، فقیہ، محدث، ضیاء اللہ بن محمد غوث شطاری، گوالیری، اکبرآبادیؒ۔ آپؒ ''تذکرة الاولیاء'' کے مصنف شیخ فریدالدین عطارؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ بچپن میں ہی آپؒ نے گجرات کا سفر کیا اور شیخ وجیہ الدین بن نصراللہ علوی گجراتیؒ سے علوم حاصل کیے۔ علم حدیث شیخ محمد بن طاہر پٹنی گجراتیؒ سے حاصل کیا۔ دس سال ان کی صحبت میں رہے۔ اس دوران ان کے والد (شیخ محمد غوث شطاریؒ) نے انھیں خرقۂ خلافت بھیجا۔ آپؒ اپنے والد کی وفات کے بعد 970ھ (1562ء) میں گوالیار واپس تشریف لائے۔ اور وہاں ایک زمانے تک قیام کیا۔ پھر اکبرآباد تشریف لے گئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ اور پینتیس سال علم و معرفت کے پھیلانے میں مشغول رہے۔ آپؒ باوقار اور بارعب شیخ تھے۔ علم تفسیر، حدیث، تصوف اور مشائخ کے اقوال کی باریکیوں پر بڑی نظر تھی۔ آپؒ کی گفتگو میں بڑی مٹھاس تھی۔ بہت سے علوم کا درس دیتے تھے۔ آپؒ کو شہر کے عوام میں بڑی مقبولیت حاصل تھی۔ امرا اور حکمرانوں کے ہاں

بڑے ذی مرتبت تھے۔ اکبر بادشاہ کئی مرتبہ آپؒ کی صحبت میں بیٹھا۔ آپؒ کا انتقال 03/ رمضان 1005ھ (1597ء) میں ہوا۔'' (20)

## 20۔ شیخ طاہر بن یوسف سندھیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ طاہر بن یوسف سندھیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، علامہ، محدث (ابوعبداللہ) طاہر بن یوسف بن رکن الدین بن معروف بن شہاب سندھیؒ۔ علم حدیث اور علم فقہ کے ماہر علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ سرزمین سندھ کی ایک بستی ''پاتری'' میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی اپنے والد اور اپنے بھائیوں طیب اور قاسم کے ہمراہ سفر کیا۔ یہاں تک کہ شیخ شہاب الدین سندھیؒ کے پاس پہنچے۔ ان سے تصوف کی کتابیں پڑھیں۔ پھر 950ھ (1543ء) میں گجرات تشریف لے گئے۔ شیخ عبدالاول بن علی حسینی، جون پوری، ثم دہلویؒ سے علم حدیث حاصل کیا اور ایک زمانے تک ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے سند حاصل کی۔ شیخ محمد غوث گوالیاریؒ سے سلسلۂ طریقت کا فیضان حاصل کیا۔ پھر دکن سے احمد آباد کا سفر کیا اور شیخ ابراہیم بن محمد ملتانیؒ سے علوم حاصل کیے۔ پھر (سلطنتِ) برار کے علاقے کے شہر ''ایلچ پور'' تشریف لائے اور حاکم سلطنت تفال خان آپؒ کے ساتھ بہت اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ آپؒ نے کچھ عرصہ وہاں قیام کیا، پھر 1982ء میں ریاست ''خاندیس'' کے حکمران محمد شاہ فاروقی کے اصرار پر وہاں چلے گئے اور شہر برہان پور میں سکونت اختیار کی۔

آپؒ کی بہت سی تصانیف ہیں: تفسیر قرآن حکیم میں ''مجمع البحرین''، ''مختصر تفسیر المدارک''، علم حدیث میں ''تلخیص شرح اسماء رجال البخاری للکرمانی'' اور ایک بہت عمدہ کتاب ''ریاض الصالحین''، جس میں تین روضات ہیں: ''الروضة الاولیٰ'' میں احادیثِ صحیحہ، ''الروضة الثانيه'' میں شیخ عبدالقادر جیلانی، امام غزالی، ابوطالب مکی، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ وغیرہ صوفیا کے مقالات ہیں، جب کہ ''الروضة الثالثه'' میں اہل توحید، جیسا کہ شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ عین القضاۃ ہمدانی اور شیخ صدرالدین قونویؒ وغیرہ کی ملفوظات ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1004ھ (1596ء) میں ہوا۔'' (21)

## 21۔ شیخ عبدالرحمٰن بدخشیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ عبدالرحمٰن بدخشیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، عبدالرحمٰن بدخشی، کابلی، معروف ''حاجی رمزیؒ''۔ علمائے صالحین میں سے ہیں۔ حجاز کا سفر کیا اور حج و زیارت سے مستفید ہوئے۔ آپؒ نے حدیث ''مسلسل بالمصافحه'' شیخ سلطان

www.rahimia.org

علی دوسیؒ سے حاصل کی۔ انھوں نے شیخ محمود اسفرائنیؒ سے حاصل کی، انھوں نے شیخ سعید معمر حبشی اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبدالاحد عمری سرہندیؒ اور ان کے صاحبزادے شیخ محمد سعیدؒ اور بہت سے علما ہیں۔'' (22)

## 22۔ شیخ عبدالقادر حضرمیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ عبدالقادر حضرمیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، صالح، عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ عیدروس، شافعی، حضرمی، ہندی، گجراتی مصنف ''النور السافر عن أخبار قرن العاشر''۔ شہر احمد آباد میں جمعرات کے دن بیس ربیع الاول 978ھ (1570ء) میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے قرآن عظیم پڑھا اور علم کے حصول میں مشغول ہوگئے۔ بڑے مشاہیر کی ایک جماعت سے علوم وفنون کے متن پڑھے۔ بڑے مشائخ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ جن میں ان کے والد شیخ بن عبداللہ عیدروس، شیخ حاتم بن اہدلؒ وغیرہ ہیں۔ آپؒ کی بہت زیادہ تصنیفات ہیں اور دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ان میں ''فتح الباری بختم صحیح البخاری'' علم حدیث پر ہے۔ آپؒ کا انتقال 1038ھ (1629ء) میں احمد آباد ہوا اور وہیں دفن ہیں۔'' (23)

## 23۔ مفتی عبدالکریم گجراتیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں مفتی عبدالکریم گجراتیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، عبدالکریم بن محبّ الدین بن علاؤالدین خرقانی، نہروالی، گجراتیؒ۔ آپؒ ہندوستان کے شہر احمد آباد میں پیر کے دن 19/شوال 961ھ (1554ء) میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا خاندان گجرات کے شہر ''نہروالا'' میں علم وطریقت کا خانوادہ ہے۔ اپنے والد کے ساتھ مکہ مکرمہ کا سفر کیا، وہیں پرورش پائی۔ اپنے چچا شیخ مفتی قطب الدین محمد نہروالیؒ کی صحبت اختیار کی اور ان سے علوم حاصل کیے۔ نیز شیخ عبداللہ سندھیؒ اور علامہ شہاب احمد بن حجر ہیثمیؒ سے علم حدیث پڑھا، ان سے صحیح بخاری کی روایت کی۔ 982ھ (1574ء) میں مکہ مکرمہ کے منصبِ افتا پر فائز ہوئے۔ 990ھ (1582ء) میں حرمین کے خطیب مقرر ہوئے اور مدرسہ سلطانیہ مرادیہ مکہ مکرمہ بھی آپؒ کے سپرد ہوا۔ آپؒ کی بڑی عمدہ تالیفات ہیں۔ علم حدیث پر ''النهر الجاری علىٰ صحیح البخاری''، جو مکمل نہ ہوسکی اور تاریخ پر ''إعلام العلماء الأعلام ببناء المسجد الحرام'' ہے۔ آپؒ کا انتقال بدھ کے روز 15/ذی الحج 1014ھ (1606ء) میں ہوا اور آپؒ جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔'' (24)

www.rahimia.org

## 24۔ قاضی عبداللہ بیجاپوریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں قاضی عبداللہ بیجاپوریؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، فقیہ، قاضی عبداللہ حنفی، گجراتی، بیجاپوریؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم فقہ کے ماہر علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ نے علامہ وجیہ الدین بن نصراللہ علوی گجراتیؒ سے علوم حاصل کیے اور ایک زمانہ ان کی صحبت میں رہے۔ پھر بیجاپور چلے گئے اور منصبِ قضا پر فائز ہوئے۔ وہیں سکونت اختیار کی۔ آپؒ کی قبر شہر بیجاپور میں ہے۔'' (25)

## 25۔ شیخ عبدالملک گجراتیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ عبدالملک گجراتیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، عبدالملک بن عبداللطیف بن عبدالملک عباسی، احمد آبادی، گجراتیؒ۔ آپؒ علم حدیث کے بڑے ماہر علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ نے شیخ مفتی قطب الدین بن علاؤالدین نہروالی مکیؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپؒ سے روایت کرنے والوں میں شیخ ابراہیم بن حسن کورائی مدنیؒ اور شیخ ابوالاسرار حسن بن علی عجیمی مکیؒ ہیں۔ شیخ محمد بن طیب فاسیؒ نے ''عيون موارد السلسله فى الأحاديث المسلسله'' میں شیخ عبدالملک سے روایت ''مسلسل بالمشارقه'' نقل کی ہے، جو اُن سے حضرت داؤد طائیؒ تک اور پھر وہ روایت کرتے ہیں امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی سے اور وہ حضرت عطا ابن رباحؒ سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: ''إذا اتضع النجم رفعت العاهة عن كل بلد.'' (جب ستارہ گر جاتا ہے تو ہر شہر سے مصیبت دور ہو جاتی ہے۔)'' (26)

## 26۔ مولانا عبدالنبی اکبرآبادیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں مولانا عبدالنبی اکبرآبادیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، فاضل، کبیر، عبدالنبی بن شیخ عبداللہ شطاری بن عمادالدین محمد عارف عثمانی، سندیلوی، ثم اکبرآبادیؒ۔ آپؒ معارفِ الٰہیہ کے مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کی تصنیفات میں ''ذريعة النجات شرح المشكوة''، ''شرح شرح نخبة الفكر''، ''رسالة فى المعراج''، ''شرح حديث معراج المؤمنين''، ''شرح حديث كنت كنزا مخفيا''، ''روح الأرواح شرح الحكمة الإشراقيه'' وغیرہ ہیں۔'' (27)

www.rahimia.org

## 27۔ شیخ عبدالوہاب متقی مکیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ عبدالوہاب متقی مکیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، فقیہ، زاہد، عبدالوہاب بن ولی اللہ مندوی، برہان پوری، مہاجر مکیؒ۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش شہر برہان پور میں ہوئی۔ بچپن میں ہی آپؒ یتیم ہوگئے تھے۔ آپؒ مختلف علاقوں کا سفر کرتے ہوئے 963ھ (1556ء) میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ وہاں شیخ علی بن حسام الدین متقی گجراتی سے ملاقات ہوئی۔ ان میں اور ان کے والد میں بڑی دوستی تھی۔ آپؒ ان کی صحبت میں بارہ سال رہے اور مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔ ان سے علم و معرفت حاصل کی، علم حدیث کی سند ان سے اور دیگر مشائخ حرمین سے حاصل کی۔ ان کے بعد مکہ مکرمہ میں درس و افادہ کا سلسلہ شروع کیا۔ وہیں پر آپؒ نے پچاس سال کی عمر میں شادی کی۔ آپؒ اپنے شیخ کے نقش قدم پر زہد و تقویٰ اور طریقت پر استقامت کے ساتھ کام کرنے والے تھے۔ آپؒ سے علم حدیث حاصل کرنے والوں میں شیخ عبدالحق بن سیف الدین بخاری دہلویؒ اور بہت سارے علما اور مشائخ ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1001ھ (1593ء) میں ہوا۔'' (28)

## 28۔ شیخ عبدالوہاب بروجیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ عبدالوہاب بروجیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، صالح، عبدالوہاب بن فتح اللہ بروجی گجراتیؒ۔ آپؒ شیخ علی متقیؒ کے شاگردوں میں سے ایک ہیں۔ مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور ایک طویل مدت تک ان کی صحبت میں رہے۔ ان سے اور شیخ محمد بن افلح یمنی وغیرہ علما سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور دیگر علما ہیں۔'' (29)

## 29۔ شیخ مولانا عثمان بن عیسیٰ سندھی بوبکائیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا عثمان بن عیسیٰ سندھی بوبکائیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، فاضل، علامہ، عثمان بن عیسیٰ بن ابراہیم بن صدیقی بوبکانی، سندھی، حکیم برہان پوریؒ۔ آپؒ کی پرورش اور پیدائش سیوستان کے قریب ایک بستی ''بوبکان'' میں ہوئی۔ پھر گجرات کا سفر کیا، فقہ، اصول اور عربی ادب قاضی محمود موربیؒ اور علامہ وجیہ الدین علوی گجراتیؒ سے حاصل کیا۔ اور منطق اور حکمت شیخ حسین بغدادیؒ سے حاصل کیا۔ پھر آپؒ نے 983ھ (1575ء) میں برہان پور کا سفر کیا۔ وہاں ستائیس سال درس و افتا میں مشغول رہے۔ برہان پور میں آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں قاضی نصیرالدین بنانیؒ، قاضی عبدالسلام سندھیؒ، شیخ صالح سندھیؒ وغیرہ ہیں۔ آپؒ انتہائی متقی، زاہد، پرہیزگار علما میں سے

تھے۔آپؒ نے چالیس سال تک کبھی کوئی مشکوک اور مشتبہ کھانا نہیں کھایا۔آپؒ کی تصنیفات میں ''شرح علٰی صحیح البخاری'' اور ''حاشیہ تفسیر بیضاوی'' ہے۔آخر عمر میں برہان پور کے قریب ایک بستی میں منتقل ہوگئے تھے۔ اسی بستی میں چوروں اور ڈاکوؤں نے آپؒ کے گھرانے کے سترہ افراد سمیت آپؒ کو شہید کردیا۔ یہ وقوعہ ماہِ شعبان 1008ھ (1600ء) میں ہوا۔'' (30)

## 30۔ مولانا علم اللہ امیٹھویؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں مولانا علم اللہ امیٹھویؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، فاضل، علم اللہ بن عبدالرزاق بن خاصہ خضر صالحی امیٹھویؒ۔ آپؒ علم حدیث، علم فقہ اور علم ادب کے ماہر علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ کی پیدائش شہر ''امیٹھی'' میں 27/ جمادی الاولٰی 954ھ (1547ء) میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنے والد اور شیخ نظام الدین عثمانی امیٹھویؒ سے علوم حاصل کیے۔ پھر حجاز کا سفر کیا اور اٹھارہ سال وہاں رہے۔ اپنے زمانے کے علما سے علم حدیث اور علم فقہ حاصل کیا۔ پھر ہندوستان واپس لوٹے اور برہان پور تشریف لائے۔ وہاں کے حکمران سلطان عادل شاہ فاروقی نے آپؒ کا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ ایک طویل مدت تک برہان پور میں قیام کیا، یہاں تک کہ جب آپؒ کی عمر زیادہ ہوگئی تو دوبارہ حج کا ارادہ فرمایا۔ چناں چہ 1022ھ (1613ء) میں دوسری مرتبہ حج کے ارادے سے چلے اور بیجاپور داخل ہوئے اور 1024ھ (1615ء) میں وہیں انتقال ہوگیا۔ آپؒ کے شاگردوں نے آپؒ کی سن وفات ''استاذِ اہل حدیث'' سے نکالی ہے۔ آپؒ کی قبر بیجاپور میں ہے۔'' (31)

## 31۔ سید غضنفر بن جعفر گجراتیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں سید غضنفر بن جعفر گجراتیؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، علامہ، محدث، غضنفر بن جعفر حسینی، نہروالی، گجراتیؒ۔ آپؒ علم حدیث، فقہ اور عربی ادب کے ماہر علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ نے شیخ محمد امین ابن اخت الشیخ عبدالرحمٰن جامیؒ اور شیخ المسند محمد سعید بن مولانا خواجہ کوہی خراسانیؒ اور شیخ تاج الدین عبدالرحمٰن بن مسعود بن شمس گاذرونیؒ سے علومِ حدیث حاصل کیے۔ آپؒ سے علومِ حدیث روایت کرنے والوں میں شیخ ابوالمواحد احمد بن علی عباسی شناویؒ، شیخ عبدالرحمٰن بن عیسیٰ عمری مرشدیؒ مفتی حرم شریف مکہ مکرمہ، شیخ امام عبدالقادر بن محمد یحیٰ حسینی طبری مکیؒ ہیں۔'' (32)

## 32۔ شیخ فتح محمد برہان پوریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ ابوالمجد فتح محمد عیسیٰ جندی، برہان پوریؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، فتح محمد بن عیسیٰ بن قاسم بن یوسف سندھی، برہان پوری، ابوالمجد عبدالرحمٰنؒ۔

www.fahimia.org

آپؒ مشائخ صوفیا میں سے تھے اور علم پر عبور رکھنے والے مشہور علما میں سے ہیں۔ اپنے والد شیخ عیسیٰ جندی (بھتیجے شیخ طاہر بن یوسف سندھی محدث) سے علوم حاصل کیے اور انھیں سے سلسلۂ طریقت حاصل کیا۔ آپؒ نے شہر برہان پر میں ایک طویل مدت تک درس و افادہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے، حج اور زیارت سے مشرف ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

آپؒ کا انتقال 1040ھ (1630ء) مکہ مکرمہ میں ہوا۔ آپؒ کے بہت سے مفید رسائل ہیں، جن میں سید امیر علی بن شہاب حسینی ہمدانی کی کتاب کی تخریج ''تخریج احادیث السبعین'' بھی شامل ہے۔'' (33)

## 33۔ شیخ علامہ مرزا قلیج محمد اندجانیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ علامہ مرزا قلیج محمد اندجانیؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''امیر کبیر، فاضل، علامہ قلیج محمد حنفی اندجانیؒ۔ آپؒ فضل و کمال کے مشہور مردانِ کار میں سے ایک ہیں۔ اکبر بادشاہ نے آپؒ کو 980ھ (1572ء) میں قلعہ سورت کی حفاظت کے لیے مقرر کیا تھا۔ پھر 985ھ (1577ء) میں گجرات کا حاکم بنایا۔ پھر 987ھ (1579ء) میں وزارتِ جلیلہ کے منصب پر فائز کیا۔ 990ھ (1582ء) میں مالوہ کا حکمران بنایا۔ 996ھ (1588ء) میں سنبھل کی ایک جاگیر آپؒ کو عطا کی اور انھیں حکم دیا کہ وہ لاہور میں وزیر مال راجہ ٹوڈر مل اور راجہ بھگونت داس کے ساتھ مل کر اہم امور سرانجام دیں۔ جب ٹوڈر مل کا انتقال ہو گیا تو آپؒ کو وزیر مالیات مقرر کر دیا گیا۔ 1002ھ (1594ء) میں کابل کا بھی حکمران بنا دیا۔ 1005ھ (1597ء) میں اکبر بادشاہ نے اپنے بیٹے دانیال کا ''اتا بک'' کا مقرر کیا۔ 1007ھ (1599ء) میں اکبر آباد کی پولیس کا سربراہ بنایا۔ 1009ھ (1601ء) میں پنجاب کا حکمران مقرر کیا اور اس کے ساتھ کابل کا صوبہ بھی ملا دیا۔ اکبر بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو جہاں گیر نے آپؒ کو پھر گجرات کا حکمران بنا دیا۔ پھر 1016ھ (1607ء) میں پنجاب اور 1018ھ (1609ء) میں کابل کا حکمران بنا دیا۔ آپؒ بڑے عالم، معقول و منقول میں علامہ، صالح اور متقی آدمی تھے۔ ہمیشہ ہر جگہ درس و افادہ میں مشغول رہے۔ اپنے لاہور کے قیام میں روزانہ مدرسہ تشریف لے جاتے اور علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ کا ہر روز درس دیتے۔ علوم کی نشر و اشاعت میں بڑی جدوجہد اور کوشش کی۔ آپؒ کا انتقال جہاں گیر کے زمانے میں 1023ھ (1614ء) میں ہوا۔'' (34)

مترجم عرض کرتا ہے کہ: حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اپنے مکتوبات میں مرزا قلیج خان کے نام اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''یہ فقیر آپ کی تعریف اور شکر گزاری کرتا ہے کہ شہر لاہور میں آپ کے وجود سے بہت سے احکامِ شرعی اس زمانے میں جاری ہو گئے ہیں اور اس جگہ میں دین کی تقویت اور مذہب کی ترویج حاصل ہو گئی

www.rahimia.org

ہے۔ اور وہ شہر (لاہور) فقیر کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں کی نسبت ''قطبِ ارشادؔ'' کی طرح ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت ہندوستان کے تمام شہروں میں پھیلی ہوئی ہے۔ اگر وہاں ترقی ہے تو سب جگہ ترقی متحقق ہے۔ حق تعالیٰ آپ کا مددگار اور معاون ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کا مددگار رہے گا اور جو اس کو ذلیل و خوار کرنے کا ارادہ کرے گا، وہ اس کو کچھ ضرر نہ دے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اور وہ اس حال پر ہوں گے۔'' چوں کہ آپ کی محبت کا رشتہ حضرت معرفت پناہ ہمارے خواجہ قدس سرہٗ کے ساتھ بہت محکم تھا، اس واسطے یہ فقیر یہ چند کلمے لکھ کر اس محبت کی نسبت کو حرکت میں لایا ہے۔ اس سے زیادہ لکھنا طول کلامی ہے۔'' (35)

## 34۔ شیخ محمد بن عمر آصفی گجراتیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ محمد بن عمر آصفی گجراتیؒ بھی ہیں۔ ''نزھة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، محمد عبداللہ بن سراج الدین عمر بن کمال الدین آصفی، فخانی، مکی، نہروالی، گجراتیؒ آپؒ علم حدیث اور علومِ ادبیہ کے ماہر علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپؒ کے والد سراج الدین عمر اپنے دوست وزیر عبدالعزیز بن محمد گجراتی المشہور ''آصف خان'' کے ساتھ 942ھ (1535ء) میں مکہ مکرمہ آگئے تھے اور آپؒ ان کے وکیل تھے۔ وہیں پر غالباً 946ھ (1539ء) میں شیخ محمد بن عمر پیدا ہوئے۔ آپؒ نے مکہ مکرمہ میں اپنے زمانے کے علما سے علوم حاصل کیے۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے شیخ عزالدین عبدالعزیز زمزمیؒ اور شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی سے پڑھا ہے۔ ایک طویل مدت تک آپؒ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے۔ اور اندازا ہے کہ 981ھ (1573ء) میں ہندوستان آئے اور یہاں گجرات میں امیر سیف الملوک کا تقرب حاصل کیا، ان کے پاس ایک طویل مدت رہے اور ان کے کاتب مقرر ہوئے۔ 1008ھ (1599ء) تک آپؒ کی موجودگی کا پتا چلتا ہے، اس کے بعد معلوم نہیں کیا ہوا۔'' (36)

## 35۔ شیخ محمد ہاشم بن شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں شیخ محمد ہاشم بن شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی ہیں۔ ''نزھة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، محمد ہاشم بن عبدالحق بن سیف الدین بخاری دہلوی، ابوالمکارم، تقی الدینؒ۔ آپؒ اللہ کے نیک بندوں میں سے اور علمائے عاملین سے تھے۔ دارالحکومت دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ اپنے والد سے علوم حاصل کیے اور طویل مدت تک ان کی صحبت اختیار کی۔ یہاں تک کہ علم حدیث اور علم فقہ میں مہارت حاصل کی۔ آپؒ علم و عمل میں اپنے بھائی مفتی نور الحق دہلویؒ کے متبع تھے۔

آپؒ کے والد نے آپؒ کو اجازتِ عامہ تامہ عطا کی تھی۔ ان کی سند پر انھوں نے لکھا کہ انھوں نے مجھ سے تمام مشہور کتابیں پڑھی ہیں اور ان کی سماعت کی ہے۔'' (37)

## 36۔ قاضی نصیرالدین برہان پوریؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں قاضی نصیرالدین برہان پوریؒ بھی ہیں۔ ''نزھۃ الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، فقیہ، قاضی نصیرالدین بن قاضی سراج محمد حنفی برہان پوریؒ۔ آپؒ علم حدیث، علم فقہ اور عربی ادب کے ماہر علما میں سے ایک تھے۔ اپنے زمانے میں اسماء الرجال، علم حدیث، کتاب و سنت کی اتباع اور عمدہ گفتگو کرنے میں آپؒ سے بڑا کوئی عالم نہ تھا۔ آپؒ نے اپنے والد قاضی سراج محمد اور شیخ عثمان بن عیسیٰ سندھیؒ سے علوم حاصل کیے۔ آپؒ شیخ عثمان کی ایک طویل مدت تک صحبت میں رہے، یہاں تک کہ علم میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہوگئے۔ آپؒ نے اٹھارہ سال کی عمر میں ایک بحث کے دوران علامہ شکراللہ شیرازیؒ کو لاجواب کردیا۔ اپنے سسر شیخ علم اللہ کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے آپؒ حرمین شریفین چلے گئے اور پانچ سال وہاں قیام کیا۔ پھر ہندوستان واپس لوٹے اور اس عرصے میں انگریزوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے اور ایک زمانے تک ان کے قبضے میں رہے۔ پھر انھوں نے رہا کردیا۔ آپؒ 1024ھ (1615ء) میں بندگارہ دائل میں داخل ہوئے۔ اُس زمانے میں (سلطان ابراہیم) عادل شاہ حکمران تھا۔ اُس نے تین میل دور جا کر آپؒ کا استقبال کیا۔ اور اُن کو اپنے دارالامارہ میں لے کر آیا۔ جب جہاں گیر کو حجاز سے آپؒ کی آمد کا پتا چلا تو اُس نے اپنے لشکر میں آپؒ کو بلایا۔ آپؒ برہان پور آگئے اور اپنے گھر میں تنہائی اختیار کرلی۔ پھر جہاں گیر کا بیٹا خرم برہان پور آیا تو آپؒ کو آگرہ بھیج دیا، جہاں جہانگیر نے آپؒ کو بڑا اکرام کیا۔ اور ایک مدت کے بعد آپؒ کو رخصت دی اور آپؒ برہان پور تشریف لے آئے۔ آپؒ کا انتقال 1031ھ (1622ء) میں ہوا۔'' (38)

# فصل (5): نویں دور (1036ھ/ 1627ء تا 1118ھ 1707ء) کے محدثین

نویں دور کے محدثین میں امامِ ربانی (مجدد الف ثانی) اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے صاحبزادگان اور ان کے متبعین کی ایک پوری جماعت ہے، جنھوں نے علم حدیث کے پڑھنے پڑھانے میں زندگی بسر کی۔

## 1۔ شیخ نورالحق دہلویؒ (بن شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

ان میں سے ایک شیخ نورالحق دہلویؒ اور ان کے صاحبزادے شیخ فخرالدین دہلویؒ ہیں۔

{مترجم عرض کرتا ہے کہ: شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے بارے میں مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ''نزھۃ الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

www.rahimia.org

''شیخ، امام، عالم، محدث، فقیہ، مفتی نور الحق بن شیخ عبدالحق بن شیخ سیف الدین بخاری ابوالسعادات جمال الدین دہلویؒ۔ آپؒ فقہائے حنفیہ کے بڑے لوگوں میں سے ایک ہیں۔ شہر دہلی میں آپؒ کی پیدائش اور پرورش ہوئی۔ آپؒ نے اپنے والد سے علوم حاصل کیے اور انھیں سے علم حدیث بھی اَخذ کیا۔ اس کے بعد اکبر آباد (آگرہ) کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپؒ کی تعریف آپؒ کے والد نے ''**اخبار الفضلاء**'' میں کی ہے کہ ''وہ سلیم الذہن، عمدہ تربیت اور اونچے فضل و کمال کے آدمی ہیں۔'' آپؒ بڑے عالم، عارف اور ماہر اور بہت سے علوم پر نظر رکھنے والے شخص تھے۔ آپؒ کی بہت عمدہ تصنیفات ہیں، جن میں سب سے زیادہ مشہور ''**شرح جامع الصحیح للإمام البخاریؒ**'' فارسی زبان میں چھ جلدوں میں ہے۔ آپؒ نے اپنے والد کے حکم پر یہ کتاب لکھی۔ آپؒ نے فارسی زبان میں ''**شرح شمائل الترمذی**'' بھی لکھی۔ آپؒ کی دیگر تصنیفات بھی ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1073ھ (1662ء) میں ہوا، جب کہ آپؒ کی عمر 92 سال تھی۔ آپؒ کی قبر دہلی میں ہے۔''} (39)

## 2۔ شیخ فخر الدین (بن محبّ اللہ بن نور اللہ بن نور الحق بن شیخ عبدالحق) دہلویؒ

نوویں دور کے محدثین میں سے شیخ فخر الدین دہلویؒ بھی ہیں۔

{مترجم عرض کرتا ہے کہ ان کے بارے میں مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ''**نزهة الخواطر**'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، فخر الدین بن محبّ اللہ بن نور اللہ بن نور الحق بن شیخ عبدالحق بخاری دہلویؒ۔ آپؒ مختلف علوم کے حامل اور مشہور تصنیفات کے مصنف ہیں۔ ہمیشہ علم حدیث اور علم فقہ میں مشغول رہے اور اپنے آبا وَ اجداد کی طرح ان دونوں علوم میں تصنیف و تالیف اور تدریس کے حوالے سے بڑی خدمت کی۔ آپؒ نے ''**صحیح مسلم**'' کی فارسی زبان میں ایک تفصیلی شرح لکھی ہے۔ اور ایسے ہی ''**حصن حصین**'' اور ''**عین العلم**'' کی بھی بڑی عمدہ شرح لکھی ہے۔''} (40)

## 3۔ شیخ محمد سعید بن امام ربانی (مجدد الف ثانی)

نوویں دور کے محدثین میں سے شیخ محمد سعید بن امام ربانیؒ بھی ہیں۔

{مترجم عرض کرتا ہے کہ ان کے بارے میں مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ''**نزهة الخواطر**'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، محدث، محمد سعید بن احمد بن عبدالاحد عدوی، عمری، خازن الرحمہ، سرہندیؒ۔ آپؒ علمائے ربانیین میں سے ہیں۔ آپؒ کی پیدائش 1005ھ (1597ء) میں شہر سرہند میں ہوئی۔ آپؒ نے بعض درسی کتابیں اپنے بھائی (خواجہ) محمد صادق سے پڑھیں اور اکثر کتابیں شیخ محمد طاہر (بندگی) لاہوریؒ سے پڑھیں۔ آپؒ نے اپنے والد سے بھی پڑھا اور انھی سے علم حدیث کی سند حاصل کی۔ نیز شیخ عبدالرحمٰن

www.rahima.org

رمزیؒ سے بھی پڑھا۔ آپؒ نے ایک طویل زمانے تک اپنے والد کی صحبت اختیار کی اور ان سے سلسلۂ طریقت اَخذ کیا۔ آپؒ کے والد حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی آخری عمر میں ان کے لیے مسندِ تدریس چھوڑ دی تھی۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ: ''میرے یہ بیٹے علمائے راسخین میں سے ہیں۔'' انھوں نے انھیں اپنا خرقہ خلافت بھی عطا کیا اور ان کا لقب ''خازن الرحمہ'' رکھا۔

جب آپؒ کے والدِ گرامی کا انتقال ہوا تو انھوں نے مسندِ طریقت اپنے بھائی شیخ خواجہ محمد معصوم کے لیے چھوڑ دی اور خود حرمین شریفین کا سفر کیا، حج و زیارت سے مستفید ہوئے۔ پھر 1069ھ (1659ء) میں واپس ہندوستان آئے اور اپنی عمر درس و تدریس اور رُشد و ہدایت کی تلقین میں صَرف کردی۔ آپؒ کی چند تصنیفات ہیں: ''**حاشیہ علٰی مشکٰوۃ المصابیح**''، ''**حاشیہ علٰی حاشیۃ الخیالی علٰی شرح العقائد**''۔ آپؒ کا انتقال 27/ جمادی الاخریٰ 1070ھ (1660ء) میں ہوا۔''} (41)

## 4۔ شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید دہلویؒ

نویں دور کے محدثین میں سے شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید دہلویؒ بھی ہیں۔

{مترجم عرض کرتا ہے کہ ان کے بارے میں مولانا سید عبدالحئ حسنیؒ ''**نزھۃ الخواطر**'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، محدث، عبدالاحد بن محمد سعید بن امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ: آپؒ اپنے والد کے بیٹوں میں سے پانچویں ہیں اور ان کے علوم و معارف کے وارث ہیں۔ آپؒ کی پیدائش سرہند شہر میں 1050ھ (1640ء) میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنے والدِ گرامی سے تعلیم حاصل کی اور ان سے علم حدیث اور سلسلۂ طریقت اخذ کیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپؒ نے اپنے چچا شیخ محمد معصوم سرہندیؒ کی صحبت اختیار کی اور ان سے ان کی نسبتِ خاصہ حاصل کی۔ آپؒ بڑے عالم اور عارف، نیز بہت عمدہ شعر کہنے والے شاعر تھے۔ شیخ حجۃ اللہ محمد نقشبند سرہندیؒ آپؒ کے بارے میں کہتے ہیں کہ: ''بے شک اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمارے آباؤ اجداد میں علم و معرفت میں کوئی تفریق نہیں رکھی۔ آج بھی ایک شخص، جس میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں، وہ شیخ عبدالاحد ہیں۔'' آپؒ کا انتقال جمعہ کے دن 27/ ذی الحج 1127ھ (1714ء) میں دہلی میں ہوا۔ آپؒ کے متعلقین نے آپؒ کا تابوت سرہند منتقل کیا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔} (42)

## 5۔ شیخ عبداللہ بن محمد باقی (خواجہ باقی باللہ) دہلویؒ

نویں دور کے محدثین میں سے شیخ عبداللہ بن محمد باقی (خواجہ باقی باللہ) دہلویؒ بھی ہیں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ (والدِ گرامی امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ) انھی کے شاگرد ہیں۔

{مترجم عرض کرتا ہے کہ ان کے بارے میں مولانا سید عبدالحئ حسنیؒ ''**نزھۃ الخواطر**'' میں لکھتے ہیں:

www.rahimia.org

''شیخ، عالم، کبیر، علامہ عبداللہ بن (خواجہ باقی باللہ) عبدالباقی نقشبندی، کابلی ثم دہلویؒ: آپ شہر دہلی میں 07/رجب 1010ھ (جنوری 1602ء) میں اپنے بڑے بھائی عبیداللہ کے بعد پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد حضرت خواجہ باقی باللہ کا انتقال آپؒ کے بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔ چناں چہ آپؒ نے (ان کے خلیفہ) شیخ حسام الدین دہلویؒ کی گود میں پرورش پائی۔ آپؒ نے درسی کتابیں شیخ شاکر محمد اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے پڑھیں۔ پھر سرہند کا سفر کیا اور بعض کتابیں امامِ ربانی (مجدد الف ثانی) شیخ احمد سرہندی سے پڑھیں، نیز آپؒ سے سلسلۂ طریقت بھی حاصل کیا۔ ایک طویل مدت تک آپؒ کی صحبت اختیار کی اور پھر دہلی تشریف لائے۔ آپؒ کو حضرت شیخ حسام الدین (دہلویؒ) اور شیخ الہٰ داد (دہلویؒ) نے بھی اجازت عطا فرمائی۔ چناں چہ آپ درس و تدریس اور افادہ و استفادہ میں مشغول ہوگئے۔

آپؒ کو شیخ محی الدین ابن عربی کے طریقے کے مطابق معارفِ الٰہیہ پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ ان کی کتاب ''فصوص الحکم'' اور ''فتوحاتِ مکیہ'' آپ کی نوکِ زبان پر ہر وقت رہتی تھیں۔ آپؒ نے ان دونوں کتابوں پر بڑے عمدہ حواشی لکھے ہیں۔ آپؒ کا انتقال بدھ کے روز 25/ جمادی الاولیٰ 1074ھ (دسمبر 1663ء) میں ہوا۔''} (43)

## 6۔ شیخ سید مبارک بلگرامیؒ

نوویں دور کے محدثین میں سید مبارک بلگرامیؒ بھی ہیں۔

{مترجم عرض کرتا ہے کہ ان کے بارے میں مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ''نزھۃ الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''سید مبارک بن فخرالدین حسینی بلگرامیؒ: آپؒ عالم اور محدث ہیں۔ آپ کی پیدائش 1033ھ (1624ء) میں ہوئی۔ آپؒ نے بعض درسی کتابیں شیخ طیب بلگرامی سے اپنے شہر میں ہی پڑھیں۔ پھر دہلی کا سفر کیا۔ اور باقی تمام کتابیں خواجہ عبداللہ بن خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلویؒ سے پڑھیں۔ اور حدیث کا علم شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شیخ ابورضا بن اسماعیل سے حاصل کیا۔ پھر اپنے شہر بلگرام تشریف لائے اور تعلیم و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں شیخ عبدالجلیل بلگرامیؒ اور دیگر بہت سے علما ہیں۔''} (44)

وغیرہم رضی اللہ عنہم (اللہ تعالیٰ ان تمام سے راضی ہو)

# {تتمہ فصل (5) (اضافہ از مترجم)

## 7۔ شیخ، امام، مجاہد سلطان اورنگ زیب عالم گیر بن شاہ جہانؒ

نوویں دور کے محدثین میں شیخ، امام، مجاہد سلطان اورنگ زیب عالم گیر بن شاہ جہانؒ بھی ہیں۔

www.rahimia.org

مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ''نزهة الخواطر'' میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام، مجاہد، المظفر المنصور، سلطان بن سلطان ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالم گیر بن شاہ جہانؒ۔ آپؒ کی پیدائش اتوار کی رات 15/ذی قعد 1028ھ (1619ء) میں ہوئی۔ آپؒ نے مولانا عبداللطیف سلطان پوریؒ، مولانا محمد ہاشم گیلانیؒ، شیخ محی الدین بن عبداللہ بہاریؒ وغیرہ اساتذہ سے علوم پڑھے اور تمام علوم وفنون میں کمال حاصل کیا۔ پھر شیخ محمد معصوم بن مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ سے بیعت ہوئے۔ سلسلۂ طریقت کی تکمیل شیخ سیف الدین بن خواجہ محمد معصومؒ سے حاصل کی۔ آپؒ 1068ھ (1658ء) میں ہندوستان کے تختِ سلطنت پر بیٹھے اور عدل و احسان قائم کرنے اور ظلم وستم کے خاتمے کے لیے بڑی جدوجہد اور کوشش کی، حتیٰ کہ پورے ہندوستان پر اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔ اورنگ زیب عالم گیرؒ متقی پرہیز گار اور فقہ حنفی پر پورا عمل کرنے والے ایک متدین عالم تھے۔

آپؒ بادشاہت کے منصب پر فائز ہوتے ہوئے بھی ہر قسم کی ناجائز اور غلط کاموں سے مکمل پرہیز کرتے تھے۔ کبھی شراب نہیں پی۔ کسی غیر محرم عورت سے کوئی تعلق قائم نہیں کیا۔ موسیقی کے ماہر ہونے کے باوجود کبھی گانے بجانے اور فضول لغویات میں وقت ضائع نہیں کیا۔ سونے چاندی کے برتن کا بھی استعمال نہیں کیا۔ اپنے امرا کو بھی سادگی اور انسانیت کی خدمت کی تاکید کرتے تھے۔ تختِ مملکت پر فائز ہونے کے بعد پورا قرآنِ کریم حفظ کیا۔ آپؒ کو علم حدیث پر عبور حاصل تھا۔ ''كتاب الأربعين'' کے نام سے آپؒ نے حدیث پر ایک کتاب بھی لکھی، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس احادیث جمع کیں۔ اسی عنوان سے تختِ سلطنت پر بیٹھنے کے بعد ایک اور رسالہ لکھا اور فارسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا اور اس پر عمدہ حواشی لکھے۔ فقہ پر آپؒ کو مکمل عبور تھا۔ ''فتاویٰ ھندیه (فتاویٰ عالم گیر)'' اپنی نگرانی میں مرتب کرایا۔ آپؒ انتہائی سخی، غریبوں پر خرچ کرنے والے، کمزوروں کی مشکلات کو دور کرنے والوں میں سے تھے۔ آپؒ کا انتقال اورنگ آباد دکن میں ماہِ ذی القعدہ 1118ھ (1707ء) میں ہوا۔ آپؒ کی حکومت پچاس سال رہی۔'' (45)

## 8۔ شیخ ابورضا بن اسماعیل دہلویؒ

نویں دور کے محدثین میں شیخ ابورضا بن اسماعیل دہلویؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، ابورضا بن اسماعیل حنفی دہلویؒ بڑے علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش دہلی میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنے نانا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے علم حاصل کیا اور ایک طویل مدت ان کی صحبت میں رہے۔ آپؒ نے شیخ مبارک بن فخرالدین بلگرامیؒ اور بہت سے علما سے علوم حاصل کیے۔ درس وافادہ کا سلسلہ قائم کیا۔ آخر عمر میں حجاز تشریف لے گئے اور حج اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر

www.rahnuma.org

ہندوستان واپس آئے۔ آپؒ کا انتقال دہلی میں 1063ھ (1653ء) میں ہوا۔ (46)

## 9۔ شیخ احمد بن حسین بیجا پوریؒ

نوویں دور کے محدثین میں شیخ احمد بن حسین بیجا پوریؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، فاضل، کبیر، محدث، احمد بن حسین نائطی نظام الدین بن لطف اللہ قاضی بیجا پوریؒ۔ آپؒ علم حدیث اور فقہ کے ماہر علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ نے شیخ عوض بن محمد بن شیخ ضعیف سقافؒ سے علوم حاصل کیے۔ شہر بیجا پور میں ''نظارۃ الإنشا'' کے منصب پر فائز ہوئے۔ ایک زمانے تک اس خدمتِ جلیلہ پر قائم رہے۔ پھر ان کو عادل شاہ نے سفیر بنا کر شاہ جہاں بن جہاں گیر سلطان الہند کی خدمت میں دہلی بھیجا۔ پھر ایک زمانہ وہاں قیام پذیر رہے اور خدمت سے علاحدگی اختیار کر لی۔ آپؒ بہت بڑے عالم، ماہر محدث اور بہت سی احادیث کے حفظ اور ان کا احاطہ کرنے میں بڑا تعجب خیز حافظہ رکھتے تھے اور بغیر کسی تکلف کے علما کے تمام مذاہب آپؒ کو یاد رہتے تھے۔ آپؒ کا انتقال 18/ربیع الاول 1100ھ (1689ء) میں ہوا۔'' (47)

## 10۔ شیخ اسماعیل بن فتح اللہ لاہوریؒ

نوویں دور کے محدثین میں شیخ اسماعیل بن فتح اللہ لاہوریؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، اسماعیل بن فتح اللہ بن عبداللہ بن فیروز حنفی لاہوریؒ۔ آپؒ کھوکھر خاندان سے تھے۔ سلطان اکبر بن ہمایوں تیموریؒ کے عہدِ حکومت میں پیدا ہوئے۔ جب آپؒ پانچ سال کی عمر میں پہنچے تو آپؒ کے والد نے انھیں شیخ عبدالکریم لاہوریؒ کی گود میں دے دیا۔ چناں چہ ان سے علم حاصل کرنے لگے۔ پھر آپؒ دریائے چناب کے کنارے ایک بستی میں کوچ کر گئے، جو کہ لاہور شہر سے دس کوس کے فاصلے پر واقع تھی۔ وہاں درس و افادہ میں ایک طویل مدت تک مشغول رہے۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں شیخ عبدالحمیدؒ، شیخ تیمورؒ، شیخ جان محمد (لاہوریؒ) اور بہت سے علما ہیں۔ آپؒ کا انتقال شوال 1085ھ (1674ء) میں شہر لاہور میں ہوا۔ وہیں پر آپؒ دفن ہیں، جیسا کہ ''خزینۃ الاصفیاء'' میں لکھا ہے۔'' (48)

## 11۔ شیخ جعفر بن علی گجراتیؒ

نوویں دور کے محدثین میں شیخ جعفر بن علی گجراتیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، فقیہ، محدث، جعفر بن علی بن عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ عیدروس، شافعی، حضرمیؒ، ثم ہندی، گجراتی، شریف علی القدرؒ۔ آپؒ ''جعفر صادق'' کے نام سے مشہور ہیں۔ آپؒ شہر ''تریم''

www.rahimia.org

میں 997ھ (1589ء) میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے اپنے والد کی صحبت اختیار کی اور ان سے چند علوم و فنون حاصل کیے۔ قرآن پاک حفظ کیا اور پھر اپنے چچازاد بھائی شیخ عبدالرحمٰن سقاف بن محمد عیدروسؒ، شیخ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن شہابؒ، شیخ زین بن حسین بافضلؒ اور شیخ ابوبکر شلّی باعلویؒ سے علوم حاصل کیے۔ اور علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ اور علم تصوف وغیرہ میں مہارت حاصل کی۔ آپؒ کو اللہ نے عمدہ فہم و بصیرت اور خوب شکل و صورت عطا کی تھی۔ آپؒ کو قبولیتِ عامہ بھی حاصل ہوئی۔ پھر آپؒ حرمین شریفین تشریف لے گئے، حج کیا اور وہاں ایک جماعت سے علم حاصل کیا۔ پھر ''تریم'' واپس تشریف لائے اور ایک مدت تک وہاں قیام پذیر رہے۔ پھر علومِ عقلیہ کی تلاش میں ہندوستان تشریف لائے اور سورت کی بندرگاہ میں اپنے چچا شریف محمد کے فیضان سے علوم حاصل کیے۔ پھر دکن کا رُخ کیا اور وہاں وزیر ملک عنبر کے مصاحبین میں شامل ہو گئے۔ پھر واپس بندرگاہِ سورت پر آئے اور وہیں اپنے چچا محمد عیدروس کے پاس قیام فرما رہے۔ آپؒ نے دارا شکوہ کی کتاب ''سفینة الاولیاء'' کا عربی ترجمہ ''تحفة الأصفیاء'' کے نام سے کیا ہے۔ آپؒ کی وفات 1064ھ (1654ء) میں ہوئی اور اپنے چچا محمد عیدروس کے قبرستان میں دفن ہوئے۔'' (49)

## 12۔ مولانا حیدر بن فیروز کشمیریؒ

نویں دور کے محدثین میں مولانا حیدر بن فیروز کشمیریؒ بھی ہیں۔ ''نزھة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، حیدر بن فیروز حنفی کشمیریؒ۔ آپؒ مشاہیر علما میں سے ایک ہیں۔ سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ شیخ نصیب الدین سے ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر مولانا جوہر نانت محدث کی صحبت اختیار کی۔ ان سے بڑا وسیع علم حاصل کیا۔ پھر دہلی کا سفر کیا اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ پھر کشمیر واپس آئے اور درس و افادہ کی مسند بچھائی۔ آپؒ بہت جلد کتابوں کو حفظ کر لیتے تھے۔ بہت زیادہ ذہین تھے۔ طلبا پر شفقت کرنے والے مدرس تھے۔ کشمیر کے بعض حکمرانوں نے آپؒ کو منصبِ قضا سونپنا چاہا اور تین دفعہ اس بات پر اصرار کیا، لیکن آپؒ نے اسے قبول نہیں کیا۔ اور رات کو شہر سے نکل کر کسی دوسری جگہ چلے گئے۔ اور جب قاضی کا تقرر ہو گیا تو واپس تشریف لائے۔ اپنی ساری عمر درس و افادہ میں گزار دی۔ 1057ھ (1647ء) میں آپؒ کا انتقال ہوا۔'' (50)

## 13۔ شیخ قاضی خوب اللہ جونپوریؒ

نویں دور کے محدثین میں شیخ قاضی خوب اللہ جونپوریؒ بھی ہیں۔ ''نزھة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، فاضل، قاضی خوب اللہ، جو کہ شیخ محمد حفیظ حسینی جونپوریؒ کے پوتے ہیں۔ آپؒ علم نحو اور عربی

www.rahimia.org

ادب کے ماہر علما میں سے تھے۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش شہر جونپور میں ہوئی اور علوم پڑھے۔ علم حدیث میں آپؒ منفرد اور یکتا شخص تھے۔ آپؒ کو 1800 احادیثِ مرفوعہ کے متون حفظ تھے۔ آپؒ شہر الٰہ آباد کے قاضی رہے۔ آپؒ کا انتقال 14/شعبان 1100ھ (1689ء) میں ہوا۔'' (51)

## 14۔ شیخ مولانا داؤد مشکوٰتی کشمیریؒ

نویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا داؤد مشکوٰتی کشمیریؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، فقیہ، داؤد مشکوٰتی، حنفی، کشمیریؒ۔ آپؒ اکابر فقہا میں سے ایک ہیں۔ آپؒ نے علوم شیخ حیدر بن فیروز کشمیریؒ سے حاصل کیے اور سلسلۂ طریقت شیخ نصیب الدین سے حاصل کیا۔ آپؒ نے خواجہ خاوند محمود بخاریؒ سے بہت سے فیوض کا استفادہ کیا۔ آپؒ ان کی صحبت میں ایک زمانے تک رہے، یہاں تک کہ علم و معرفت کا ایک بڑا حصہ حاصل کرلیا۔ آپؒ کو حدیث کی کتاب ''مشكوٰة المصابيح'' زبانی حفظ تھی۔ اسی لیے آپؒ ''مشکوٰتی'' کے نام سے مشہور ہیں۔ آپؒ نے چند کتابیں تصوف و سلوک میں لکھی ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1097ھ (1686ء) میں ہوا۔'' (52)

## 15۔ شیخ سلیمان ابو احمد کردی، گجراتی

نویں دور کے محدثین میں شیخ سلیمان ابو احمد کردی، گجراتیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، فاضل، علامہ، سلیمان ابو احمد کردی، گجراتیؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم فقہ میں مہارت رکھنے والے علما میں سے ایک ہیں۔ کردستان کے علاقے سے ہندوستان آئے اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے فقہ اور علم حدیث حاصل کیا۔ پھر گجرات کا سفر کیا اور وہیں سکونت اختیار کی اور درس و افادہ کا سلسلہ قائم کیا۔'' (53)

## 16۔ سید شیخ بن عبداللہ حضرمیؒ

نویں دور کے محدثین میں سید شیخ بن عبداللہ حضرمیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''سید شریف، شیخ بن عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ عیدروس، یمنی، حضرمی، استاذِ کبیر، محدث، صوفی، فقیہؒ۔ آپؒ شہر تریم میں 993ھ (1505ء) میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے وہاں حفظِ قرآن وغیرہ کیا۔ اپنے والد سے علوم حاصل کیے اور انھیں سے خرقۂ خلافت لیا۔ اور علم فقہ، فقیہ فضل بن عبدالرحمٰن بافضلؒ اور شیخ زین باحسین بافضلؒ سے حاصل کیا۔ پھر قاضی عبدالرحمٰن بن شہاب الدینؒ وغیرہ سے علوم حاصل کیے۔ پھر 1016ھ (1607ء) میں یمن اور حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حرمین شریفین کی ایک جماعت سے علوم حاصل کیے۔ حجاز سے واپسی پر سید عبداللہ بن علی صاحب الوهط اور احمد بن عمر عیدروسؒ سے عدن میں علوم حاصل کیے اور انھی سے خرقہ تصوف حاصل کیا۔ اکثر مشائخ سے آپؒ نے خرقۂ تصوف

حاصل کیا۔ پھر یمن کے مشائخ سے علوم حاصل کیے۔ پھر 1025ھ (1616ء) میں ہندوستان کا سفر کیا اور شیخ عبدالقادر بن شیخ سے علوم حاصل کیے۔ پھر دکن کا رُخ کیا۔ وزیر ملک عنبر اور سلطان برہان نظام شاہ کے پاس پہنچے اور بڑا مرتبہ حاصل کیا۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں ایک جماعت ہے۔ آپؒ کی کئی تصنیفات بھی ہیں۔ آپؒ ہمیشہ ابراہیم عادل شاہ کے پاس ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ سلطان کا انتقال ہوگیا اور آپؒ دولت آباد تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ 1041ھ (1631ء) میں آپؒ کا انتقال ہوگیا۔ آپؒ کو دولت آباد کے قریب ایک باغ میں دفن کیا گیا۔ آپؒ کی قبر مشہور ہے، لوگ زیارت کے لیے وہاں حاضر ہوتے ہیں۔'' (54)

## 17۔ شیخ مولانا ضیاء الدین جون پوریؒ

نوویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا ضیاء الدین جون پوریؒ بھی ہیں۔ ''نزھة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، ضیاء الدین حنفی، پھول پوری، جون پوریؒ۔ آپؒ علم تفسیر اور علم حدیث کے ماہر علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ نے شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی جون پوریؒ مصنف ''رسالہ رشیدیہ'' سے علم حاصل کیا۔ انھوں نے مولانا حیدر علیؒ وغیرہ علما سے بھی علم حاصل کیا۔ پھر سنبھل آئے، یہیں پر سکونت اختیار کی، شادی کی اور درس و افادہ کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہے۔ شاید کہ 1067ھ (1657ء) میں زندہ تھے۔ (55)

## 18۔ شیخ عبداللہ لاہوریؒ

نوویں دور کے محدثین میں شیخ عبداللہ لاہوریؒ بھی ہیں۔ ''نزھة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، معمر، عبداللہ بن سعد حنفی لاہوریؒ۔ آپؒ پسندیدہ ترین صوفیا میں سے تھے۔ آپؒ کے والد کا نام سعداللہ تھا، بعض لوگوں نے سعدالدین کہا ہے۔ آپؒ کی پیدائش 985ھ (1577ء) کی ہے۔ آپؒ اُن لوگوں میں سے ہیں، جنھوں نے مفتی مکہ قطب الدین نہروالی سے علوم حاصل کیے اور ان سے ''صحیح امام بخاری'' ایسی سندِ عالی کے ساتھ روایت کی کہ اُس سے بلند تر سندِ عالی میرے علم میں اور کوئی نہیں۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں شیخ ابراہیم بن حسن کردیؒ ہیں اور ان سے روایت کرنے والوں میں شیخ سالم بن عبداللہ بصری مکیؒ ہیں، یہاں تک کہ پورے حجاز میں اُن کا یہ علم پھیل گیا۔ آپؒ کا انتقال 1083ھ (1672ء) میں ہوا۔'' (56)

## 19۔ مولانا عبداللہ سیالکوٹیؒ

نوویں دور کے محدثین میں مولانا عبداللہ سیالکوٹیؒ بھی ہیں۔ ''نزھة الخواطر'' میں ہے:

www.rahimia.org

''شیخ، عالم، کبیر، علامہ عبداللہ بن عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹیؒ۔ سرزمین ہندوستان کے مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش سیالکوٹ شہر میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنے والد سے علوم حاصل کیے اور علم حدیث مفتی نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے حاصل کیا۔ پھر درس و افادہ اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ فضل و کمال میں آپؒ بڑے مشہور ہیں۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں بہت سے لوگ ہیں۔ سلطان عالم گیر بن شاہ جہاں اور ان کے صاحبزادگان آپؒ کی بہت زیادہ عزت و احترام کرتے تھے۔ عالم گیرؒ نے 1086ھ (1675ء) میں شہر لاہور میں آپؒ کی صحبت سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ پھر اُس نے آپؒ کو اجمیر بلوایا، تاکہ صدارتِ عظمٰی کا منصب دے اور اپنے ہاتھ سے خط لکھ کر بختاور خان کو بھیجا کہ شیخ سے کہیں کہ اسے قبول کرلیں۔ آپؒ نے جواب دیا کہ: ''یہ زمانہ جدائی کا زمانہ ہے، نہ کہ عالم میں شہرت کمانے کا زمانہ۔'' لیکن بادشاہ کے حکم اطاعت کرتے ہوئے آپؒ نے اجمیر کا سفر کیا اور ایک مدت تک وہاں قیام کیا۔ پھر واپس اپنے شہر لوٹ آئے۔ عالم گیرؒ کے حکم سے آپؒ نے ''رسالة فی حقائق التوحید'' لکھا۔ آپؒ کا انتقال 1093ھ (1682ء) میں ہوا۔'' (57)

## 20۔ خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ

آٹھویں دور کے محدثین میں خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، فقیہ، محمد ہاشم بن محمد قاسم کشمی، بدخشی، ثم برہان پوریؒ۔ آپؒ نقشبندیؒ مشائخ میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش بدخشاں کے قریب ایک بستی کشم میں ہوئی۔ وہاں کے علما سے علم حاصل کیا، پھر ہندوستان آئے، برہان پور میں داخل ہوئے اور وہاں شیخ محمد نعمان بدخشیؒ کی صحبت اختیار کی اور ان سے سلسلۂ طریقت سیکھا۔ پھر 1031ھ (1622ء) میں سرہند شریف چلے گئے اور طریقۂ مجددیہ کے امام حضرت شیخ مجدد الف ثانی احمد بن عبدالاحد سرہندیؒ کی صحبت اختیار کی اور 1033ھ (1624ء) میں آپؒ سے علم حدیث کی سند حاصل کی۔ نیز ذکر و اذکار کی تلقین کی بھی اجازت ملی۔ پھر برہان پور تشریف لے گئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ آپؒ سے بہت سے علما نے فائدہ حاصل کیا۔ 1037ھ (1628ء) میں آپؒ نے اپنے مشائخ کے حالات پر ایک بہت عمدہ کتاب ''زبدة المقامات'' لکھی۔ آپؒ کا فارسی زبان میں ایک دیوان بھی ہے۔ آپؒ کا انتقال برہان پور میں ہوا۔'' (58)

## 21۔ شیخ مودود بن اولیا کالپویؒ

نویں دور کے محدثین میں شیخ مودود بن اولیا کالپویؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، فاضل، مودود بن اولیا بن سراج حنفی کالپویؒ۔ آپؒ علم حدیث کے ماہر علما میں سے ایک

ہیں۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش علم و مشیخت کے ماحول میں ہوئی۔ اپنے والد کے ساتھ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور علم حدیث شیخ عبدالوہاب بن ولی اللہ متقی برہان پوریؒ سے حاصل کیا اور ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہے۔'' (59)

## 22۔ مولانا ابو یوسف یعقوب بُنانی لاہوریؒ

نویں دور کے محدثین میں مولانا ابو یوسف یعقوب بُنانی لاہوریؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، ابو یوسف، یعقوب بُنانی، لاہوریؒ۔ آپؒ علم حدیث، علم فقہ اور فنونِ حکمت کے مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش لاہور میں ہوئی۔ اپنے زمانے کے اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ بہت سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ آپؒ کو شاہ جہاں نے اپنے لشکر کا ''میر عدل'' مقرر کیا۔ آپؒ بڑے عالم، عارف، علم معقول ومنقول کے جامع تھے۔ مدرسہ شاہ جہانیہ کی درس و تدریس آپؒ کے سپرد تھی۔ بہت سے لوگوں نے آپؒ سے فائدہ اٹھایا۔ آپؒ کو علم حدیث میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ آپؒ اپنے درس کے دوران فاضل (علامہ عبدالحکیم) سیالکوٹیؒ پر تنقید کیا کرتے تھے۔

آپؒ کی تصنیفات میں ''**الخير الجاری فی شرح صحيح البخاری**''، ''**المعلم فی شرح صحيح الإمام مسلم**''، ''**المصفی فی شرح المؤطا**'' اور فقہ اور اصولِ فقہ میں کئی کتابیں ہیں۔ عالم گیرؒ نے بھی آپؒ کو اپنے لشکر میں محکمہ عدلیہ کا ناظر مقرر کیا تھا۔ آپؒ کا انتقال 1098ھ (1687ء) میں ہوا۔'' (60)

## 23۔ شیخ مولانا یونس حسینی کرویؒ

نویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا یونس حسینی کرویؒ بھی ہیں۔ ''نزهة الخواطر'' میں ہے:

''شیخ، عالم، محدث، یونس بن ابو یونس حسینی کرویؒ۔ آپؒ ماہر علما میں سے ایک تھے۔ ہمیشہ علم حدیث، فقہ اور فنونِ عربیہ کے درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آپؒ انتہائی زاہد، صالح اور قناعت پسند تھے۔ سنتِ نبویہ کی اتباع کرنے والے تھے۔ اپنے شہر سے کالپی منتقل ہو گئے تھے۔ شیخ سید محمد بن ابو سعید حسینی ترمذیؒ نے آپؒ سے درسی کتابیں پڑھیں اور علم حدیث کی سند حاصل کی تھی۔'' (61)

## 24۔ شیخ محمد اعظم سرہندیؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ محمد اعظم سرہندیؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، محدث، محمد اعظم بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ۔

آپؒ کی پیدائش اور پرورش سرہند شریف میں ہوئی اور علوم اپنے چچا شیخ فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید اور اپنے والد سے حاصل کیے۔ اور انھی سے سلسلۂ طریقت بھی حاصل کی۔ آپؒ نے ''صحیح بخاری'' کی ایک مفید شرح ''فیض الباری'' کے نام سے لکھی۔ آپؒ کا انتقال 1114ھ (1702ء) میں ہوا، جب کہ آپؒ کی عمر 48 سال تھی۔'' (62)

تتمہ فصل (5) مکمل ہوا۔}

# فصل (6): دسویں دور (1118ھ/ 1707ء تا 1174ھ/ 1761ء) کے محدثین

دسویں دور کے شروع کے محدثین میں شیخ عبدالرحیم دہلویؒ اور شیخ محمد افضل سیالکوٹیؒ ہیں۔ اور اس دور کے آخر میں امام، مجدد شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلویؒ اور امام شمس الدین محمد مظہر دہلوی رضی اللہ عنہم ہیں۔

## {تتمہ فصل (6) (اضافہ از مترجم)

### 1۔ شیخ شاہ عبدالرحیم بن وجیہ الدین دہلویؒ

دسویں دور کے شروع کے محدثین میں شیخ شاہ عبدالرحیم دہلویؒ ہیں۔

ان کے بارے میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں لکھتے ہیں:

''ان کا نام عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد العمری الدہلوی ہے۔...آپؒ کے نانا شیخ رفیع الدین محمد بن قطب العالم بن امام عبدالعزیز دہلویؒ نے شیخ عبدالرحیمؒ کی ولادت کی خوش خبری دی تھی۔ اور انھوں نے آپ کے لیے بہت سی وصیتیں کی تھیں۔ چناں چہ جب آپ کی پیدائش 1054ھ (1644ء) میں ہوئی تو آپ نے یہ وصیتیں اپنی نانی سے وصول کی تھیں۔

امام ولی اللہ دہلویؒ نے لکھا ہے کہ: ''سلطان شاہجہاں نے سن (10/شوال) 1060ھ (06/اکتوبر 1650ء) میں دہلی شہر میں جامع مسجد ''جہاں نما'' کی بنیاد رکھی۔ والد گرامی کو یہ واقعہ اچھی طرح یاد تھا۔'' انتھیٰ (63)

شاہ عبدالرحیم دہلویؒ نے سلطان محی الدین عالم گیرؒ کے زمانے میں دارالسلطنت دہلی اور اکبر آباد (آگرہ) میں جمع ہونے والے بڑے بڑے اکابرین سے علوم و معارف، اَخلاق اور حکمت کی تربیت حاصل کی۔ اور جب انھیں حضرت سید عظمت اللہ (اکبر آبادی) سے اجازت اور خلافت حاصل ہوئی تو 1084ھ (1674ء) میں وہ ایک ایسی حیثیت کے رہنما اور امام بن گئے، جن کی مکمل پیروی اور اتباع کی جاتی تھی۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی شیخ ابوالرضا محمد دہلویؒ، شیخ عبداللہ بن محمد باقی (باللہ) دہلویؒ المعروف خواجہ خوردؒ، سید عبداللہ قاری دہلویؒ، میر زاہد اکبر آبادیؒ (دورِ عالم گیری کے امیر الاحتساب)،

www.rahimia.org

خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادیؒ، سید عظمت اللہ اکبر آبادیؒ، امیر نور العلاء اکبر آبادیؒ سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور ان کی صحبت اٹھائی۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں: ''والدِ گرامیؒ نے آئمہ طریقت شیخ ابومحمد عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ بہاؤ الدین نقشبندؒ اور شیخ معین الدین محمد ابن حسن چشتیؒ کی روح سے بھی فیض حاصل کیا اور ان سے بھی اجازت اور خلافت حاصل کی۔'' انتہیٰ (64)

میں کہتا ہوں: شیخ عبدالرحیم دہلویؒ اُس اجازتِ عامہ میں بھی شامل ہیں، جو انھیں درج ذیل مشائخ سے حاصل ہوئی تھی: شیخ خیرالدین رَملیؒ حنفیؒ، شیخ عبداللہ بن سعداللہ لاہوری مدنی حنفیؒ، محقق ابراہیم بن حسن کردی مدنی شافعیؒ، مسند شمس الدین محمد بابلی شافعیؒ۔

امام ولی اللہ دہلویؒ نے آپؒ کی درجِ ذیل اہم خصوصیات بیان کی ہیں:

1۔ شیخ عبدالرحیم دہلوی ایک محقق حنفی عالم اور فقیہ تھے۔ چناں چہ آپ فتاویٰ عالم گیریہ کے جمع کرنے میں کچھ عرصہ شریک رہے۔ پھر چند وجوہات کی وجہ سے اس سے علاحدہ ہوگئے۔ آپ تحقیق میں مجتہدین منتسبین کے درجے پر پہنچے ہوئے تھے۔ جیسا کہ متأخرین میں شیخ کمال الدّین ابن ہمامؒ اور ان کے شاگرد ہیں۔ اسی لیے آپ بعض اوقات اَحناف کے علاوہ اہل سنت میں سے کسی اور امام کے قول کو بھی پسند کرلیتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان کے نزدیک اس امام کی دلیل زیادہ راجح ہوتی ہے۔

2۔ مسائل کے انتخاب کرنے اور اس کی ترجیح میں آپ کا طریقۂ کار یہ ہے کہ آپ محض دلائل فقہیہ پر اپنی نظر و فکر کو محدود نہیں رکھتے، بلکہ زیر بحث مسئلے میں کشفی وجوہات اور سیاسی مصلحتوں کو بھی اسی طرح پیش نظر رکھتے تھے، جیسا کہ احادیث کے دلائل آپؒ کے سامنے ہوتے تھے۔ (گویا شریعت، طریقت اور سیاست کے دلائل، کشفی وجوہات اور ان کے تقاضے ہمیشہ آپؒ کے پیش نظر رہتے تھے۔)

3۔ شیخ عبدالرحیم دہلویؒ عارفِ کامل تھے۔ اور قادری، چشتی، نقشبندی اور مجددی طریقۂ سلوک کی تکمیل کرنے والے تھے۔ اور معارف و احوال کی تحقیق میں محقق اور مجتہد تھے۔ (65)

4۔ آپ کے عظیم ترین کمالات میں سے یہ ہے کہ آپؒ نے پورے تدبر کے ساتھ قرآن عظیم کی تعلیم و تدریس کے کام کی تجدید کی۔ آپ قرآن حکیم کی اُسی طرح تعلیم دیتے تھے، جیسا کہ تمام علوم و فنون کی تعلیم دیتے ہوئے شروحات اور حواشی سے پہلے متون پڑھائے جاتے ہیں۔ اس طرح آپ مفسرین کی متنازع آرا اور ان کے باہمی اختلافات کو نظرانداز کرتے ہوئے خالصتاً مفہومِ قرآنی کو متعین کرلیتے تھے۔ اس طرح یہ اندازِ درس و تدریس ولی اللّٰہی سلسلے کے خاص لوگوں کا طریقہ بن گیا۔ (66)

5۔ ایسے ہی آپؒ کے مخصوص کمالات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے حکمتِ عملی اور سنت محمدیہ کے درمیان جمع و تطبیق کے کام کی تجدید کی ہے۔ چناں چہ شیخ حکمتِ عملی کے بڑے ماہر تھے۔ اس لیے کہ

www.rahimia.org

آپ نے اس کے اساسی اصول اور نظریات شیخ جلال الدین دوانیؒ کے تلامذہ سے حاصل کیے تھے۔ ایسے ہی نظامِ حکومت سے متعلقہ عملی اُمور آپ نے شیخ خواجہ حسام الدین دہلویؒ کے تربیت یافتہ اصحاب اور شیخ ابوالعلا اکبرآبادیؒ کے صحبت یافتہ مشائخ سے حاصل کیے۔ اس لیے یہ کہ دونوں خانوادے ہندوستانی حکومت و سلطنت کے نظام کا ہمیشہ حصہ رہے ہیں۔ اسی لیے شیخ عبدالرحیم دہلویؒ کی کنیت ''ملاءِ اعلیٰ'' میں ''ابوالفیض'' ہے۔ (67) یہ ایسے ہی ہے، جیسے اکبر بادشاہ کی سلطنت میں وزیرِاعظم کی کنیت (''ابوالفضل'' یا ''ابوالفیض'') ہوتی تھی۔

6۔ انھوں نے اپنے صاحبزادے امام ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیم و تربیت کی جانب اپنی ہمت و صلاحیت کو پوری طرح متوجہ کرلیا تھا۔ چناں چہ انھوں نے انھیں تعلیم، ارشاد اور تربیت کے تمام پہلو سکھائے۔ اللہ پاک نے آپ کی کوششوں میں بڑی برکت عطا فرمائی۔ اس طرح آپ کی اولاد میں بہت پاکیزہ اور بلند درجہ آئمہ پیدا ہوئے۔ رضی اللہ عنہم

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''انفاس العارفین'' میں لکھتے ہیں کہ: ''ایک دفعہ فرمایا کہ: مجھے الہام کیا گیا ہے کہ تیرا سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا۔'' انتھیٰ (68)

## 2۔ شیخ محمد افضل سیالکوٹی دہلویؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ محمد افضل سیالکوٹی دہلویؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئیٔ حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، محدث محمد افضل سیالکوٹی ثم دہلوی: آپؒ اصل سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور مشہور محدثین میں سے ہیں۔ آپؒ نے حضرت شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید سرہندیؒ سے تعلیم حاصل کی اور ان سے بہت زیادہ فیض اٹھایا۔ علم حدیث کی سند بھی انھی سے لی۔ پھر حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں حضرت شیخ سالم بن عبداللہ بصریؒ کی صحبت اٹھائی۔ پھر واپس ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپؒ مدرسہ غازی خان میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ آپؒ سے حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں وغیرہ بہت سے علما نے علوم حاصل کیے اور فیض اٹھایا۔ آپؒ کا انتقال 1146ھ/ 1733ء میں ہوا۔'' (69)

## 3۔ امام مجدد (شاہ) ولی اللہ (احمد) بن عبدالرحیم دہلویؒ

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں حضرت شاہ صاحبؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام قطب الدین ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد عمری

دہلویؒ، آپ کی پیدائش کی خوش خبری شیخ الاسلام قطب الدین اوشی دہلویؒ (خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ) نے دی تھی۔ آپ 1114ھ (1703ء) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے والد امام عبدالرحیم دہلویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور انہی سے تمام علوم کی تکمیل کی تھی۔

شیخ محسنؒ ''الیانع الجنی'' میں لکھتے ہیں: ''پھران کو حدیث کی روایت کرنے کی عام اجازت شیخ الاجل، بلند معارف اور فضیلتوں کے حامل علوم کے متبحر عالم شیخ محمد افضل المعروف حاجی سیالکوٹی ثم دہلویؒ سے حاصل ہوئی۔ اور یہ شیخ عبدالاحد بن خازن الرحمہ شیخ محمد سعید بن الامام العارف شیخ اجل احمد بن عبدالاحد مجدد (الف ثانی) سرہندیؒ کے بلند مرتبہ اصحاب میں سے تھے۔ ان سے بہت سے لوگوں نے نفع حاصل کیا۔ اور ان سے سندِ حدیث حاصل کی۔ حضرت مجددؒ کی اسانید ان کے حالاتِ زندگی پر مشتمل کتابوں میں مکمل طور پر بیان کی گئی ہیں۔'' انتھیٰ (70)

ایسے ہی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حرمین شریفین کے درج ذیل مشائخ سے بھی تعلیم حاصل کی تھی: شیخ ابوطاہر مدنی شافعیؒ: جنھوں نے اپنے والد امام محقق علامہ شیخ ابراہیم بن حسن کردی مدنی شافعیؒ سے اور امام محقق شیخ حسن بن علی عُجیمی مکی حنفیؒ سے تعلیم حاصل کی تھی۔ شیخ محمد وفداللہ مکی مالکیؒ: جنھوں نے اپنے والد امام محقق حافظ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی مکی مالکیؒ سے تعلیم حاصل کی تھی۔ شیخ تاج الدین قلعی مکی حنفیؒ: وہ امام محقق حسن بن علی عُجیمی مکی حنفیؒ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اور شیخ عُجیمیؒ نے شیخ محمد حسین خاکیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور انھوں نے شیخ عبدالحق (محدث) دہلویؒ سے۔ شیخ اسعد بن عبداللہ بن شمس الدین عتاقی مکی حنفیؒ: وہ اپنے والد اور اپنے دادا کے واسطے سے محقق علامہ (ملا) علی قاری ہروی اکبر آبادی مکی حنفیؒ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

امام ولی اللہ دہلویؒ نے (اپنے خودنوشت حالاتِ زندگی) ''الجزء اللّطیف'' میں لکھا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ کی اس بندۂ ضعیف پر عظیم ترین نعمتوں میں سے چند ایک یہ ہیں کہ:

1۔ اُس نے مجھے ''خلعت الفاتحیہ للدورۃ الاخیرۃ'' (اس آخری دور کے (اَسرار و رموز) کھولنے والے کی حیثیت) عطا فرمائی۔ نیز اللہ نے اپنی پسندیدہ فقہ کی مجھے ہدایت دی ہے۔ اور مجھے فقہ الحدیث کی تجدید اور اس کی جمع و ترتیب کا کام کرنے کی توفیق دی۔

2۔ اللہ نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں اپنے ربّ کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ تمام احکامات، سنن، شرائع اور مصالح کے اَسرار و حکمتیں بیان کروں۔ یہ بڑا عظیم الشان فن ہے۔ اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ مجھ سے پہلے کسی آدمی نے ایسے ضبط و اتقان کے ساتھ اس علمِ اسرارِ دین کو بیان نہیں کیا۔ اور جس کو اس بارے میں شک ہو تو اُس کو چاہیے کہ وہ علامہ عز بن

www.rahimia.org

عبدالسلام کی کتاب ''القواعد الکبریٰ'' پڑھے۔ انھوں نے اس کتاب کے لکھنے میں بڑی کدو کاوش کی ہے، اس کے باوجود وہ اس فن کا دسواں حصہ بھی بیان کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔

3۔ اس زمانے میں اللہ کے نزدیک سلوک کا جو پسندیدہ طریقہ ہے، اللہ نے مجھے اس کا الہام کیا۔ اس دور میں اسی طریقۂ سلوک سے کامیابی حاصل کرنا مقرر کیا جا چکا ہے۔ پس میں نے اس طریقۂ سلوک کو اپنے دو رسالوں میں منضبط کرکے بیان کیا ہے۔ میں نے ان دونوں رسالوں کا نام ''لمحات'' اور ''الطاف القدس'' رکھا ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کی توفیق دی کہ میں سلفِ صالحین کے عقائد کو واضح دلائل اور قطعی حجتوں کے ذریعے سے ثابت کروں، اور اُن کو اہلِ معقول (منطقیوں اور فلسفیوں) کے شکوک و شبہات سے پاک کروں۔ اور ان کو ایسے طریقے سے بیان کروں کہ اس کے بعد کسی کو بھی اس میں بحث مباحثے کی گنجائش نہ رہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کمالاتِ اربعہ یعنی: 1) ابداع، 2) خلق، 3) تدبیر، 4) تدلی کے علم کا تفصیلی فیضان کیا ہے۔ (اس کی تفصیل ''حجة اللّٰه البالغه'' میں بیان ہوئی ہے)

6۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انسانی نفوس کی استعداد و صلاحیت، اُن کے کمالات اور فائدے کے اُمور سے متعلق علوم (یعنی نفوسِ انسانی کے اَخلاقِ اربعہ، ارتفاقاتِ اربعہ اور تعلق مع اللہ کے لیے شعائرِ اربعہ) کا بھی فیضان کیا ہے۔ یہ آخری دو علم ایسے ہیں کہ اس فقیر سے پہلے کوئی آدمی ان دونوں علوم کے قریب تک بھی نہیں پہنچ سکا۔

7۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکمتِ عملی کی تعلیم اور اس کا شعور دیا ہے۔ اور یہ ایک ایسی خاص عنایت ہے کہ اس دور کی کامیابی کا دار و مدار اس کے تفصیلی اُمور پر عمل کرنے پر ہی ہے۔ اللہ نے مجھے اس بات کی توفیق دی کہ میں حکمتِ عملی سے متعلقہ علم و شعور کو کتاب، سنتِ رسولؐ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مربوط اور مضبوط بناؤں۔

8۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا ملکہ اور دینی فہم و شعور عطا فرمایا کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ علم دین اور جو کچھ اس میں تحریف شدہ چیزیں داخل کردی گئی ہیں، کے درمیان تمیز پیدا کرسکوں۔ اور مجھ میں یہ صلاحیت بھی اللہ نے عطا فرمائی کہ سنتِ رسول اللہؐ اور بعد کے تمام فرقوں کی جانب سے گھڑی ہوئی بدعت، کے درمیان تمیز پیدا کرسکوں۔ اِنتھیٰ (71)

شیخ محسن یمانی ''الیانع الجنی'' میں لکھتے ہیں:

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو بہت سے علوم دیے گئے۔ ان میں سے تیسرا علم ''علم الحدیث'' اور آثار و اَخبار کا

فن ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسے لوگوں کے سامنے دوپہر کے چمکتے ہوئے سورج کی طرح واضح کیا۔ اس طرح علم حدیث ایسا روشن ہوگیا، جیسے دوپہر کو چمکتا ہوا سورج۔ چناں چہ اس علم کے عمدہ اور بہترین طریقۂ کار سے بہت سے لوگوں نے خوشہ چینی کی۔ اور بہت سے شکوک وشبہات میں مبتلا لوگوں کے امراض دور ہوئے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے لوگوں کے سامنے اس کا نچوڑ بڑے واضح انداز میں پیش کیا۔ علم حدیث کے آئینے کو انتہائی صاف وشفاف بنایا۔ اس علم کے پھیلاؤ کے لیے انتہائی قوت صرف کی۔ اس کا جھنڈا بلند کیا۔ اور اس کے اہم ترین بنیادی پہلوؤں کی تجدید کی۔ یہاں تک کہ لوگ دور دراز سے آکر اس سے سیراب ہونے لگے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے آپؒ کی فضیلت اور مرتبے کو دل و جان سے تسلیم کرلیا۔ اور آپ کو ''**رئیس المحدّثین**'' اور ''**ناصر سنن سید المرسلینؐ**'' (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی بہترین مدد کرنے والا) سمجھ کر آپ سے اَحادیث کی روایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔

اس حوالے سے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی یہ وہ اہم فضیلت ہے، جس کے بارے میں کوئی سے دو افراد بھی اختلاف نہیں رکھتے، حتیٰ کہ آپؒ کے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کرسکتے، پھر دوستوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے!۔ مرتبہ اور فضیلت تو وہ ہوتی ہے، جس کا دشمن بھی علی الاعلان اعتراف کریں۔ ہندوستان میں رہنے والوں میں اس علم کی طرف توجہ دینے والا آپ سے پہلے کوئی آدمی نہیں ہے۔ شاہ صاحبؒ اور ان کے صحبت یافتہ اصحاب اور شاگرد ہی وہ لوگ ہیں، جنھوں نے احادیث کے علم کی روایت کا سلسلہ آگے بڑھایا۔ اور اُسے دنیا کے دور دراز علاقوں میں پھیلایا۔ ولی اللّٰہی جماعت کے علاوہ اللہ نے یہ کام کسی اور کے مقدر میں نہیں لکھا تھا۔

یہ ایک ایسی فضیلت ہے کہ جسے اللہ نے صرف شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے لیے چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ اور ان کے ہاتھ پر ہی اسے ظاہر کیا۔ اور آپؒ کی اتباع کرنے والے علم حدیث کے حاملین اور روایات کو منتقل کرنے والے لوگوں کے ذریعے اسے ظاہر کیا۔ حال آں کہ آپؒ سے پہلے بھی بڑے بڑے اجل علما اور فضلا ہوگزرے ہیں۔ اور وہ اس علم حدیث میں مشغول بھی رہے ہیں۔ اور ان کا پروازِ فکر اس طرف متوجہ بھی ہوا ہے۔ اور ان کا نفع بھی بہت سی جماعتوں تک پہنچا ہے۔ اور ان کے علوم کی بارش سے لوگ سیراب بھی ہوئے ہیں، لیکن ان کے بعد ان کے تربیت یافتہ شاگرد اس کام کے لیے اٹھ نہ سکے۔ اس طرح ان کے آثار مٹ گئے۔ ان کا تذکرہ ختم ہوگیا۔ ان کے اہم ترین لوگوں نے اس علم کو چھوڑ دیا۔ چناں چہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان کے اکثر خطے میں ان کی اسناد کا تذکرہ لوگوں کے درمیان ہمیں دیکھنے میں نہیں آتا۔ اور نہ اس کا کوئی حوالہ دیکھتے ہیں، لیکن جہاں تک معاملہ امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے والد یعنی امام ولی اللہ دہلویؒ کا ہے، تو اُن کا سلسلۂ سند ایسا ہے کہ لوگ اس پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ اور لوگ

www.rahimia.org

حدیث کے اس روشن منار پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں۔ اور اس علم کی روشنی ہی کی بنیاد پر زندگی حاصل کرتے ہیں۔ اور انہی کے سینے کے اَنوار سے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔

أفلت شموس الأولین، و شمسنا
أبداً علٰی أفق العُلٰی لاتغربُ

(پہلے لوگوں کے تمام سورج غائب ہوگئے۔ اور ہمارا سورج ہمیشہ ہمیشہ بلند مرتبوں کے اُفق پر روشن ہے، جو کبھی غروب نہیں ہوگا۔)

جہاں تک اصولِ حدیث کا تعلق ہے، اس سلسلے میں آپ کا دامن بڑا وسیع ہے۔ آپؒ کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ نے اس طرف اشارہ کیا ہے، کہ:

''شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اس سلسلے میں اتنے بے شمار دائروں میں تحقیقات ہیں کہ اس سلسلے میں کوئی بھی آپ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ آپ نے اتنی باریک بینی سے عمدہ دلائل اور نکتے بیان کیے ہیں کہ کسی کا قدم وہاں تک نہیں پہنچا۔'' (72)

جو آدمی ان دونوں علوم یعنی اصولِ تفسیر اور اصولِ حدیث میں حضرت شاہ صاحبؒ کی لکھی ہوئی کتابوں کی تحقیق و تفتیش کرے اور پھر اس کی نظر و فکر ان کتابوں تک پہنچے، جو ابوعبدالعزیز (یعنی امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ) نے ان دونوں علوم کے حوالے سے جمع کی ہیں یا مرتب اور مدوّن کی ہیں، وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ یہ کتابیں علوم کے نشے میں ہمیشہ سرشار رہنے والوں کے لیے انتہائی لذت آگیں ہیں۔

علومِ حدیث میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتابوں کی حوالے سے شیخ محسن یمانیؒ ''الیانع الجنی'' میں لکھتے ہیں: ''فقہ الحدیث میں آپؒ کی کتاب ''المسوّٰی'' ہے۔ جس میں:

(الف) آپؒ نے ''مؤطا'' کی احادیث کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہے، تا کہ باب سے متعلقہ ہر حدیث کو لینا آسان ہو جائے۔

(ب) پھر ہر حدیث کے ذیل میں جمہور علما کے مستنبط کردہ مسائل بیان کیے ہیں۔

(ج) اسی کے ساتھ قرآن عظیم سے ایسے دلائل بیان کیے ہیں، جن کا ایک فقیہ کے لیے یاد کرنا اور ان کی تفسیر معلوم کرنا ضروری ہے۔

(د) پھر ہر باب میں صرف شافعی اور حنفی مذاہب کو بیان کیا ہے۔ ان دو کے علاوہ عام طور پر دیگر مذاہب کو بیان نہیں کیا، تا کہ عمل کرنے والوں کے لیے ان سے استفادہ کرنا آسان رہے۔ البتہ چند مقامات ایسے ہیں، جہاں نکات کی تشریح بیان کرتے ہوئے دیگر مذاہب کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

(ھ) اسی طرح آپؒ نے بہت لطیف اشارات کے ذریعے اُن مقامات کی بھی نشان دہی کی ہے، جہاں آئمہ فقہا نے صریح اور صحیح حدیث کی بنیاد پر امام مالکؒ کی رائے پر گرفت کی ہے۔

(و) جہاں غریب اور اجنبی الفاظ کی شرح اور مشکل الفاظ کی درست نشان دہی کی ضرورت تھی، ان کے لغوی یا فقہی معنی بیان کر کے وضاحت کر دی ہے۔

(ز) اسی طرح کسی شرعی حکم کی علت اور اُس کے اقسام کو بھی بیان کیا ہے۔

(ح) فریقین کے نزدیک احادیث کی تاویل اور اس سے متعلقہ دیگر معاملات کی بھی نشان دہی کی ہے۔

غرض یہ کہ آپؒ کی یہ کتاب اس باب (فقہ الحدیث) کی تمام درج ذیل عمدہ اقسام کی جامع ہے:

(الف) قرآن حکیم کی نصوص سے اخذ شدہ فقہی مسائل

(ب) اصولِ حدیث کی روشنی میں صحیح طور پر روایت کردہ احادیثِ مشہورہ

(ج) جمہور صحابہؓ اور تابعینؒ کے متفقہ مسائل

(د) امام مالکؒ اور ان کے متبعین کے مستنبط کردہ مسائل

(ہ) فقہائے محدثین کی جماعتوں کے اخذ کردہ مسائل

3۔ آپؒ کی ایک اہم کتاب ''المصفّٰی'' ہے۔ جس میں آپؒ نے (فارسی زبان میں) ''مؤطا'' کی بڑی عمدہ شرح بیان کی ہے۔ اور اس کے مخفی اَسرار و رُموز کو بہترین انداز میں بیان کیا ہے۔

4۔ ان کتابوں میں سے ''شرح تراجم الجامع الصحیح للبخاریؒ'' ہے۔ چناں چہ حضرت شیخ اسحاق (یعنی ہمارے شیخ، (شیخ الہندؒ) کے شیخ مولانا احمد علی سہارنپوریؒ) نے اپنے مقدمے کے شروع میں اس کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔ یہ کتاب آپؒ کے نئے اور منفرد طریقے کی نشان دہی کرتی ہے۔

5۔ آپؒ کی کتابوں میں سے ایک اہم کتاب ''إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء'' ہے۔ آپؒ نے اس میں کتاب و سنت اور آئمہ اہل بیت اور اجماعِ امت کے ہزاروں دلائل اور اقوال جمع کر دیے ہیں، جن کی طرف صحیح بات سننے والے ضرور متوجہ ہوتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کتاب کے بعض اہم نکات کی تشریح آپؒ کے صاحبزادے (حضرت شاہ) عبدالعزیزؒ نے اپنی کتاب ''تحفة (إثنا عشرية)'' میں کی ہے۔ اور عام لوگوں کے لیے آپؒ کے بیان کردہ بہت سے فوائد کی تفصیل و تشریح کی ہے۔'' (73)

ان کتابوں میں سے ایک کتاب ''حجة الله البالغه'' ہے۔ جو شریعتوں کی حکمتوں اور حدیث کے اَسرار کے بیان میں ہے۔

www.rahimia.org

آپؒ کی ایک اور کتاب "**الإنتباه فی سلاسل أولیاء اللّٰه**" ہے۔ یہ ایک عمدہ کتاب ہے، جس کی طرف ہمتِ مردانہ رکھنے والے لوگ بڑی رغبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اسی طرح "**الإرشاد إلی مھمّات علم الأسناد**"، **الدّرّالثّمین فی مبشرات نبی الأمین**"، "**النوادر من أحادیث سید الأوائل و الأواخر**" اور "**الأربعین**" ہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا انتقال 1176ھ (1762ء) میں ہوا۔'' (74)

## 4۔ امام شمس الدین (حبیب اللہ) محمد مظہر (مرزا مظہر جانِ جاناںؒ) دہلوی

دسویں دور کے محدثین میں امام شمس الدین (حبیب اللہ) محمد مظہر (مرزا مظہر جانِ جاناںؒ) دہلویؒ بھی ہیں۔

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے ان کے بارے میں "**سبیل الرشاد**" میں لکھا ہے کہ:

شیخ محسن یمانیؒ "الیانع الجنی" میں امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ کے تذکرے کے بعد لکھتے ہیں:

''ان کے تربیت یافتہ متاخرین اصحاب میں سے اس طریقے کے نگران اور قیم شیخ شمس الدین مظہر المعروف (مرزا) ''جانِ جاناں'' شہید علوی ہیں۔ آپؒ حضرت محمد بن حنفیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ بہت زیادہ فضائل و کمالات کے حامل ہیں۔ آپؒ نے علم حدیث شیخ حاجی محمد افضل سیالکوٹی سے پڑھا۔ اور مجددیہ طریقہ اس سلسلے کے اکابرین سے حاصل کیا۔ سنت نبویہ کی اتباع اور قوتِ کشفی میں آپ کو بڑی مہارت تھی۔ ائمہ صوفیا اور محدثین آپ کی فضلیت اور جلالتِ شان کی گواہی دیتے ہیں۔ جس طرح کہ آپ کے استاذ شیخ (حاجی محمد افضل) سیالکوٹیؒ، ابوعبدالعزیز (شاہ ولی اللہ دہلویؒ) اور حاجی فاخر الٰہ آبادی محدث کی بڑی شہرت تھی۔ آپ نے بڑے عمدہ اشعار کہے ہیں۔ اور بہترین نفع بخش خطوط و مکاتیب لکھے ہیں۔ اور آپ محدث شیخ محمد حیات سندھیؒ کے اس قول کو درست تسلیم کرتے تھے کہ ''صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے۔ اگرچہ ایسی حدیث اپنے مسلک و مذہب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔'' آپ کا انتقال عاشورا کی رات شہادت کی حالت میں ہوا۔ بعض لوگوں نے آپ کے سن وفات کی تاریخ، بعض احادیث میں وارد اِن الفاظ سے نکالی ہے: "**عاش حمید و مات شھیدًا.**" (1195ھ)

میں کہتا ہوں کہ: امام حبیب اللہ محمد مظہر (مرزا مظہر جانِ جاناں) اور امام ولی اللہ دہلویؒ ـــــ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہوجائے ـــــ دونوں ایک دوسرے کے قریبی ساتھی تھے۔ دو بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ تعاونِ باہمی اور مدد و نصرت کرتے تھے۔ اور شہر دہلی ان دونوں حضرات پر ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ اور اسے اس حوالے سے باقی شہروں پر بالادستی حاصل رہے گی۔

امام محمد مظہر کا انتقال (ہفتے کی رات 10/ محرم الحرام) 1195ھ (07/ جنوری 1780ء) میں شہادت کی حالت میں ہوا۔'' (75)

www.rahimia.org

## 5۔ مولانا شیخ فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید سرہندیؒ

دسویں دور کے محدثین میں مولانا شیخ فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید سرہندیؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئ حسنیؒ ان کے بارے میں ''**نزهة الخواطر**'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ۔ آپؒ اپنے والد کے تیسرے بیٹے تھے۔ آپؒ کی پیدائش 1088ھ (1677ء) میں ہوئی۔ اپنے والد سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ خاص طور پر فقہ، حدیث اور تصوف میں۔ آپؒ کو علم حدیث پر بہت زیادہ توجہ تھی۔ حرمین شریفین کا سفر کیا اور حج و زیارت سے مستفیض ہوئے۔ پھر ہندوستان واپس آئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے علما اور مشائخ نے آپؒ سے علوم حاصل کیے۔ شیخ محسن یمانی ''**اليانع الجني**'' میں لکھتے ہیں کہ: ''آپؒ کو 70,000 (ستر ہزار) احادیث متن، سند اور راویوں کی جرح و تعدیل کے حوالے سے زبانی یاد تھیں۔ احکامِ فقہیہ میں آپؒ اجتہاد کے مرتبے پر فائز تھے۔ آپؒ نے علم فقہ، علم حدیث اور دیگر علوم میں بہت سے ایسے رسائل لکھے، جن میں اپنے دادا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے علوم وافکار کا دفاع کیا۔ جن میں ''**القول الفاصل بين الحق و الباطل**'' اور ''**رسالة في الحقيقة المحمدية**'' وغیرہ ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1122ھ (1710ء) میں ہوا۔'' (76)

## 6۔ شیخ محدث ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالہادی سندھی کبیرؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ محدث ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالہادی سندھی کبیرؒ ہیں:

مولانا سید عبدالحئ حسنیؒ ''**نزهة الخواطر**'' میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شیخ، امام، عالم، علامہ، محدث کبیر، ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالہادی حنفی، سندھی، کبیر، مہاجر مدنیؒ۔ آپؒ سندھ کے مشہور شہر ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ پھر ''تستر'' شہر میں چلے گئے اور وہاں کے تمام مشائخ سے علوم حاصل کیے۔ پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ حرمِ نبوی شریف کے مشائخ سید محمد بن عبدالرسول برزنجیؒ، شیخ ابراہیم بن حسن تورانی مدنیؒ وغیرہ سے علوم حاصل کیے۔ آپؒ حرمِ نبوی شریف میں درس دینے لگے۔ ذہانت و فطانت اور نیکی اور فضیلت میں آپؒ بڑے مشہور ہیں۔ آپؒ نے صحاحِ ستہ کی تمام کتابوں کے حواشی لکھے ہیں۔ البتہ ''**جامع ترمذی**'' کا حاشیہ مکمل نہیں ہو سکا۔ اسی طرح ''**مسند امام احمد**'' پر بھی ایک عمدہ حاشیہ لکھا ہے۔ امام نوویؒ کی ''**الأذكار**'' کی بھی عمدہ شرح لکھی ہے۔ آپؒ کا انتقال 1138ھ (1726ء) میں مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں آپؒ کو دفن کیا گیا۔'' (77)

www.rahimia.org

## 7۔ شیخ محمد حیات سندھیؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ محمد حیات سندھیؒ بھی ہیں۔ مولانا عبدالحئیؒ لکھنویؒ ''نزھة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، امام، عالم کبیر، محدث محمد حیات بن ابراہیم سندھی مدنیؒ: آپؒ مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ نسلاً ''چاچڑ'' قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سندھ کے قدیم شہر ''بھکر'' (سکھر کے قریب قدیم شہر ہے) کے قریب ایک گاؤں ''عادل پور'' میں رہائش پذیر تھے۔ وہیں پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔ پھر سندھ کے دارالخلافہ ''ٹھٹھہ'' میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں شیخ محمد معین بن محمد امین ٹھٹھوی سندھیؒ (خلیفہ وتلمیذ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ) سے علوم حاصل کیے۔ پھر وہاں سے حرمین شریفین ہجرت کی اور مدینہ منورہ میں مستقل قیام پذیر ہوئے۔ وہاں شیخ کبیر ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی مدنیؒ کی صحبت اختیار کی اور ان سے علوم حاصل کیے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین بن کر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ آپؒ سے بہت سے علما نے اخذِ علم کیا۔ جن میں شیخ ابوالحسن صغیر سندھیؒ اور سید غلام علی بلگرامیؒ بھی شامل ہیں۔ آپؒ کی بھی کئی تصنیفات ہیں۔ آپؒ کا انتقال بدھ کے روز 26/صفر 1163ھ (1750ء) میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور آپؒ کو ''جنت البقیع'' میں دفن کیا گیا۔'' (78)

## 8۔ مولانا شیخ محمد عاشق پھلتی

دسویں دور کے محدثین میں مولانا شیخ محمد عاشق پھلتی بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزھة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، محمد عاشق بن عبیداللہ بن محمد صدیقی، پھلتیؒ۔ آپؒ بڑے مشائخ میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کا سلسلۂ نسبت اکیس واسطوں سے حضرت محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تک پہنچتا ہے۔ بچپن میں ہی علم کے حصول میں مشغول ہوگئے اور حضرت الامام، شیخ الاجل شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی صحبت اختیار کی۔ شاہ صاحبؒ آپؒ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ ان سے تمام علوم ومعرفت حاصل کیے۔ انھی کے ساتھ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ حرمین کے اساتذہ سے علم حدیث حاصل کرنے میں شاہ صاحبؒ کے شریک رہے۔ بقول شیخ ابوطاہر مدنیؒ کے ''آپؒ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے کمالات کا آئینہ ہیں۔'' حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے بھی آپؒ کو مخاطب کرکے بہت سے اشعار کہے ہیں۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور امام شاہ رفیع الدین دہلویؒ وغیرہ بہت سے علما ہیں۔ آپؒ کی مشہور تصنیفات میں ''سبیل الرشاد'' اور ''القول الجلی فی مناقب الولی'' وغیرہ ہیں۔ آپؒ کا سب سے بہترین کام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب

www.rahimia.org

''المصفی شرح المؤطا'' کے مسودے کو مہذب و مرتب بنانا ہے۔ آپؒ کا انتقال 1187ھ (1773ء) میں ہوا۔'' (79)

## 9۔ شیخ محمد معین ٹھٹھوی سندھیؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ محمد معین ٹھٹھوی سندھیؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، فاضل، علامہ محمد معین بن محمد امین بن طالب اللہ سندھیؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم کلام وغیرہ کے ماہر علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ سرزمین سندھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ عنایت اللہ بن فضل اللہ سندھیؒ سے علوم حاصل کیے۔ پھر دہلی کا سفر کیا اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے علوم حاصل کیے۔ پھر اپنے علاقے میں واپس تشریف لائے۔ سلسلۂ طریقت شیخ ابوالقاسم نقشبندیؒ سے حاصل کیا۔ پھر شاہ عبداللطیف بھٹائی کی صحبت میں رہے اور ان سے بہت سے علم و معرفت کے فیوض حاصل کیے۔ آپؒ انتہائی ذہین، تیز طبیعت اور علم حدیث اور علم کلام کے اپنے زمانے میں بے نظیر سربراہ تھے۔ آپؒ کی تصنیفات میں ''دراسات اللبیب فی الاسوة الحسنة للحبیب'' بڑی اہم کتاب ہے، جس میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے بہت سے اقوال پر ردّ کیا ہے۔ آپؒ کی وفات 1161ھ (1748ء) میں ہوئی۔'' (80)

## 10۔ شیخ نوراللہ بڈھانویؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ نوراللہ بڈھانویؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، نوراللہ بن معین الدین صدیقی بڈھانویؒ۔ آپؒ مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ کی پیدائش اور پرورش بڈھانہ بستی میں ہوئی۔ بچپن سے ہی علوم میں مشغول ہو گئے۔ دہلی کا سفر کیا اور شیخ کبیر حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی صحبت میں طویل مدت تک رہے۔ اُن سے علوم حاصل کیے اور اُن کی زندگی میں ہی بڑے علما میں آپؒ کا شمار ہوتا تھا۔ حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے آپؒ سے علوم حاصل کیے ہیں اور وہ آپؒ کے داماد بھی ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1187ھ (1773ء) میں ہوا۔'' (81)

## 11۔ شیخ خواجہ محمد امین کشمیری ولی اللّٰہیؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ خواجہ محمد امین کشمیری ولی اللّٰہیؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، کبیر، خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی کشمیریؒ۔ آپؒ شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے ایک ہیں۔ اپنے شیخ سے تعلق کی وجہ سے ''ولی اللّٰہی'' کی نسبت سے مشہور ہیں۔ آپؒ سے علوم حاصل کرنے والوں میں حضرت الامام شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلویؒ بھی ہیں۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے آپؒ کے لیے بعض رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1187ھ (1773ء) میں ہوا۔'' (82)

## 12۔ شیخ ابوالحسن بن محمد صادق سندھی صغیرؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ ابوالحسن بن محمد صادق سندھی صغیرؒ ہیں۔

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، امام، عالم، محدث، ابوالحسن بن محمد صادق سندھی، صغیرؒ۔ آپؒ سرزمین سندھ میں پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ ہجرت کی اور شیخ محمد حیات سندھیؒ سے علوم حاصل کیے اور ایک طویل مدت تک ان کی صحبت میں رہے۔ پھر وہیں مبارک مقام پر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپؒ اپنے زمانے میں بہت زیادہ درس و افادہ کے حامل شخصیت تھے۔ آپؒ کی تصنیفات میں ''شرح جامع الاصول'' وغیر ہیں۔ بہت سے علما نے آپؒ سے فیض حاصل کیا ہے۔ آپؒ کا انتقال جمعہ کی رات 25/ رمضان المبارک 1187ھ (1773ء) میں مدینہ منورہ میں ہوا۔'' (83)

## 13۔ شیخ ابوطیب محمد بن عبدالقادر سندھیؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ ابوطیب محمد بن عبدالقادر سندھیؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، صالح، ابوطیب محمد بن عبدالقادر سندھی، مدنیؒ۔ آپؒ علمائے محدثین میں سے ایک ہیں۔ سرزمین سندھ میں پیدا ہوئے، پرورش پائی اور وہیں علوم حاصل کیے۔ پھر حجاز کا سفر کیا۔ مدینہ منورہ میں شیخ حسن بن علی عجیمیؒ اور علامہ طاہر بن ابراہیمؒ اور شیخ محمد سعید کوکیؒ وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپؒ نے عربی زبان میں ''جامع ترمذی'' کی ایک اچھی شرح لکھی ہے۔'' (84)

## 14۔ شیخ سیف اللہ بخاری دہلویؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ سیف اللہ بخاری دہلویؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، فاضل، سیف اللہ بن نوراللہ بن نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔ فقہ اور حدیث کے

www.rahimia.org

ماہر علما میں سے ایک ہیں۔آپؒ نے ''شمائل ترمذی'' کی ایک شرح فارسی زبان میں ''اشرف الرسائل فی شرح الشمائل'' لکھی۔'' (85)

## 15۔ مولانا شیخ الاسلام بن فخر الدین دہلویؒ

دسویں دور کے محدثین میں مولانا شیخ الاسلام بن فخر الدین دہلویؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، محدث، شیخ الاسلام بن فخر الدین بن محبّ اللہ بن نور اللہ بن نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔آپؒ مشہور محدثین میں سے ایک ہیں۔آپؒ نے ''صحیح بخاری'' کی فارسی زبان میں چھ جلدوں پر مشتمل ایک طویل شرح لکھی ہے۔'' (86)

## 16۔ شیخ مولانا ظہیر الدین بالا پوریؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ مولانا ظہیر الدین بالا پوریؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، فاضل، ظہیر الدین بن محبّ اللہ بن عنایت اللہ حسنی بالا پوریؒ۔آپؒ مشہور علما میں سے ایک ہیں۔ 1105ھ (1694ء) میں سرزمین برار کے ایک شہر ''بالا پور'' میں پیدا ہوئے۔علوم وفنون مولانا عبدالغنیؒ اور قاضی سیف اللہ بالا پوریؒ سے حاصل کیے۔ پھر 1131ھ (1719ء) میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔شیخ عبدالکریمؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔آپؒ نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔آپؒ کا انتقال جمعرات کی رات 26/ جمادی الاخریٰ 1141ھ (1729ء) میں ہوا۔'' (87)

## 17۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامیؒ

دسویں دور کے محدثین میں مولانا غلام علی آزاد بلگرامیؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، امام، عالم، کبیر، علامہ غلام علی آزاد بن نوح حسینی، واسطی، بلگرامی۔آپؒ مشہور علما میں سے ایک ہیں۔آپؒ کی پیدائش اتوار کے دن 25/صفر 1117ھ (1705ء) میں بلگرام میں ہوئی۔علوم و فنون وہیں کے مشائخ سے حاصل کیے۔ 1151ھ (1738ء) میں حجاز کا سفر کیا اور شیخ محمد حیات سندھیؒ سے ''صحیح بخاری'' پڑھی اور ان سے صحاحِ ستہ کی تمام کتابوں کی اجازت حاصل کی۔ 1152ھ (1739ء) میں واپس ہندوستان تشریف لائے اور اَورنگ آباد میں سکونت اختیار کی۔آپؒ کی بڑی عمدہ

www.rahmia.org

تصنیفات ہیں، ان میں **"ضوء الدراری شرح صحیح بخاری"** ہے، جو **"کتاب الزکٰوۃ"** کے آخر تک لکھی جا سکی۔ ایسے ہی **"سبحۃ المرجان فی آثارِ ھندوستان"** اور **"مآثر الکرام فی تاریخ بلگرام"** وغیرہ ہیں۔ آپؒ کا انتقال 1200ھ (1786ء) میں اَورنگ آباد شہر میں ہوا۔ آپؒ کے شاگردوں نے آپؒ کی تاریخ وفات ''آہ غلام علی آزاد'' سے نکالی ہے۔'' (88)

## 18۔ شیخ قطب الدین سرہندیؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ قطب الدین سرہندیؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ان کے بارے میں **"نزھۃ الخواطر"** میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، محدث، قطب الدین حنفی، نقشبندی، سرہندیؒ۔ علم حدیث اور علم فقہ میں مہارت رکھنے والے علما میں سے ایک ہیں۔ آپؒ نے شیخ محمد زبیر بن ابوالعلا سرہندیؒ سے سلسلۂ طریقت حاصل کیا۔ حجاز کا سفر 1173ھ (1760ء) میں کیا، حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور وہیں آپؒ کا انتقال ہوگیا۔'' (89)

## 19۔ قاضی شیخ محمد اکرم سندھیؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ محمد اکرم سندھیؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ان کے بارے میں **"نزھۃ الخواطر"** میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، کبیر، محدث، محمد اکرم بن قاضی عبدالرحمٰن حنفی، نصرپوری، سندھیؒ۔ آپؒ علم حدیث اور علم فقہ کے مشہور علما میں سے ایک تھے۔ آپؒ نے علم اصولِ حدیث میں ایک کتاب **"إمعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر"** بڑی ضخیم جلد میں لکھی ہے۔'' (90)

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ **"إمعان النظر"** کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ:

''محدثِ کبیر، قاضی محمد اکرم بن قاضی عبدالرحمٰن نصرپوری سندھیؒ: حیدرآباد (سندھ) کے قریب ایک شہر ''نصرپور'' میں گیارہویں صدی کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد قاضی عبدالرحمٰن اس علاقے میں حنفی قاضیوں میں سے تھے۔ قاضی محمد اکرمؒ اپنے والد اور سندھ کے دیگر مشائخ سے علوم حاصل کیے۔ خاص طور پر اپنے علاقے کے محدثین سے علم حدیث پڑھا۔ جب ان کے والد مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور حرم کے قریب سکونت اختیار کی، تو انھوں نے مکہ مکرمہ کے محدثین سے بھی حدیث پڑھی۔ قاضی صاحب کو علومِ حدیث میں گہری بصیرت حاصل تھی۔ انھوں نے اپنی تمام عمر علم حدیث کی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں خرچ کر دی۔ آپؒ نے امامِ بخاریؒ کی **"الجامع الصحیح"** کی ایک شرح لکھی۔ جس میں محققانہ انداز میں کسی مذہب کے ساتھ بغیر کسی تعصّب کا رویہ رکھتے ہوئے احادیث کی تشریح

www.rahnuma.org

بیان کی۔ اس سلسلے میں آپؒ نے ''الجادّة القويمه'' کو اختیار کیا۔ بخاری شریف کی اس شرح کا ایک مخطوطہ عمر کوٹ، سندھ کے قریب ''ولھٹ'' کے کتب خانے میں محفوظ تھا۔ چند سال قبل میں اس شرح سے استفادہ اور زیارت کے لیے وہاں گیا، لیکن افسوس کہ ہمارے علاقے کے لوگوں نے اس علمی امانت کی پوری حفاظت نہیں کی اور اس شرح کے تمام نسخے کِرم خوردہ تھے۔ البتہ مجھے ''مشكوٰة المصابيح'' کا ایک حاشیہ دستیاب ہوا، جو مخدوم عثمان نے صحیح بخاری کی اس شرح سے تلخیص کر کے لکھا تھا۔

قاضی محمد اکرمؒ کی دوسری تصنیف ''إمعان النظر شرح نخبة الفكر'' ہے۔ اس کتاب کی تعریف بھی محققین علما نے کی ہے۔ جن میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ، خاتم المحققین مولانا عبدالحئی لکھنویؒ اور شیخ عبدالفتاح ابوغدا حلبی شامیؒ وغیرہ شامل ہیں۔ ایسے ہی دارالعلوم دیوبند کے مشائخ محدثین نے بھی اس کتاب کی تعریف کی ہے۔'' (91)

تتمہ فصل (6) مکمل ہوا۔}

# فصل (7): گیارہویں دور (1174ھ/1761ء تا 1274ھ/1857ء) کے محدثین

گیارہویں دور کے شروع کے محدثین میں امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ہیں اور اس دور کے درمیان میں ولی اللّٰہی خانوادے کے آخری فرد صدر الحمید شاہ محمد اسحاق دہلویؒ ہیں۔ اور اس دور کے آخری زمانے کے محدثین میں شیخ احمد سعید (مجددی) دہلویؒ، شیخ عبدالغنی (مجددی) دہلویؒ، شیخ احمد علی محدث سہارن پوریؒ اور امیر امداد اللہ تھانویؒ ہیں، جو کہ دیوبندی جماعت کے رہنماؤں میں سے ہیں۔

## {تتمہ فصل (7) (اضافہ از مترجم)

### 1۔ حضرت الامام عبدالعزیز دہلویؒ

{امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبيل الرشاد'' میں لکھتے ہیں:

امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ تیرھویں صدی کے شروع کے مجدد اور ہندوستانی تحریک کے امام ہیں۔

شیخ محسن یمانیؒ ''اليانع الجنى'' میں لکھتے ہیں:

''ہمارے رہنما اور باعثِ برکت شیخ عبدالعزیز بن ولی اللہ دہلویؒ، جو اپنے زمانے میں ہمارے علما کے مشائخ میں سے ہیں اور ان کے استاذ کے صاحبزادے ہیں، بعض لوگوں نے ان کا لقب ''سراج الہند'' رکھا ہے۔ ان سے پہلے کے زمانے میں شیخ الاجل شیخ نصیرالدین دہلویؒ خلیفہ سلطان المشائخ (خواجہ نظام الدین دہلویؒ) چشتی کا لقب ''سراجِ دہلی'' تھا۔

آپؒ 1159ھ (1746ء) میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے علم حدیث اور تمام مروّجہ علومِ اسلامیہ اپنے

www.rahimia.org

والد گرامی سے حاصل کیے۔ بعض علوم براہِ راست ان سے پڑھ کر، اور بعض دوسرے علوم ان سے سن کر حاصل کیے۔ پوری تحقیق، عقل وشعور، غور وفکر اور پوری توجہ کے ساتھ ان علوم پر عبور حاصل کیا۔ یہاں تک کہ آپؒ کو تمام علوم میں ملکہ راسخہ حاصل ہو گیا۔

جب آپؒ کے والدِ گرامی (حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ) اس دارِ فانی سے کوچ کر کے اللہ کی رحمت کے جوار میں تشریف لے گئے، تو آپؒ نے اپنے والد کے تربیت یافتہ اونچے درجے کے شاگردوں (جیسے مولانا محمد عاشق پھلتیؒ اور خواجہ محمد امین کشمیری ولی اللٰہیؒ) سے استفادہ کیا۔ اور ان سے خوب نفع اٹھایا۔ اور جو علوم اپنے والد سے پڑھنے سے رہ گئے تھے، ان سے حاصل کیے۔ حتیٰ کہ آپؒ نے اپنے زمانے کے فضلا پر بلند مرتبہ حاصل کرلیا۔ اور دور دراز سے لوگ علوم حاصل کرنے کے لیے آپؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے لیے آنے لگے۔ اور دور ونزدیک کے تمام لوگوں نے آپؒ کے علمی کمالات کا اقرار کیا۔ آپؒ ہمیشہ علومِ دین کے پھیلانے میں مسلسل مصروف رہے۔ اور اس کے انوارات سے آپؒ کا چہرہ تروتازہ رہا کرتا تھا۔ آپؒ نے ان علوم کو بہت عمدہ انداز میں لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ آپؒ زیادہ تر درس وتصنیف میں مشغول رہا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیتیں اور کمالات آپؒ کو عطا کی تھیں، ان میں سب سے بڑی یہ تھی کہ آپؒ کو شاگردوں کی ایک بہترین جماعت میسر آ گئی۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو قائم کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اس کے اسباب بھی جمع کردیتا ہے۔ اللہ نے اس جماعت کے ذریعے سے گھٹا ٹوپ اندھیروں اور ظلمتوں کو ختم کردیا۔ اور اس زمانے کی تمام خرابیوں کا خاتمہ کر کے ایک روشن دور کا آغاز کردیا۔ چناں چہ اس جماعت کے ذریعے سے آپؒ کے علوم و افکار کی تحریک بڑی مضبوطی سے آگے بڑھی۔ اس جماعت کے لوگ آپؒ کے دست و بازو بن گئے۔ انھوں نے آپؒ کے شروع کیے ہوئے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ ان کے ذریعے سے آپؒ کے علوم پھیلے۔ اور آپؒ کے بعد بھی ان علوم کے آثار اور نشانات قائم ودائم رہے۔

امام شاہ عبدالعزیزؒ کمال اور شہرت کے ایسے مقام تک پہنچے کہ ہندوستان کے لوگ ان کے ساتھ اپنی علمی اور فکری نسبت قائم کرنے پر فخر کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے شاگردوں کے ساتھ نسبت بھی قائم ہونے پر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔ الغرض یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؒ میں فضل وکمال کی تمام قسموں کو جمع کردیا تھا۔ جو آپؒ کے ہم عصر لوگوں میں مختلف اور منتشر تھیں۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو اس امت کے سلفِ صالحین میں شامل فرمائے۔ اور ان کا حشر اس امت کے بڑے آئمہ میں سے سابقین اولین کے ساتھ فرمائے۔'' إنتھٰی ملخّصًا (92)

میں (عبیداللہ سندھیؒ) یہ کہتا ہوں کہ: امام عبدالعزیز دہلویؒ امام تھے۔ اور انتہائی بردبار شخص تھے۔ اللہ نے آپؒ کو توفیق دی کہ آپؒ نے اپنے والد امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے طریقے کو پھیلایا۔ آپؒ 1159ھ (1746ء) میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر اپنے والد کے شاگردوں مثلاً شیخ محمد امین کشمیری ولی اللّٰہیؒ اور شیخ محمد عاشق پھلتیؒ اور شیخ نوراللہ بڑھانوی دہلویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ آپؒ شیخ محمد بن سنہ عمری متوفی 1186ھ (1772ء) کی جانب سے حاصل اجازتِ عامہ میں بھی شامل تھے۔ اور آپؒ مسلسل علوم و معارف کے فوائد کو پھیلانے اور اس کی تجدید میں اسی دن سے مشغول ہوگئے تھے، جس دن لوگوں نے آپؒ کو 1176ھ (1762ء) میں اپنے والد گرامی کی مسند پر بٹھایا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کی 1239ھ (1824ء) میں وفات ہوگئی۔ آپؒ کا دور گیارھویں دور کے طبقہ اولیٰ کے اختتام پر ہے۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے شاگردوں کے چند طبقات ہیں:

1۔ پہلے طبقے میں آپؒ کے (i) بھائی شیخ رفیع الدین دہلویؒ، (ii) دوسرے بھائی شیخ عبدالقادر دہلویؒ، (iii) شیخ عبداللہ (شاہ غلام علی) دہلوی مظہریؒ (iv) اور شیخ عبدالحیٔ بن نور اللہ دہلوی صدر السعیدؒ ہیں۔

2۔ دوسرے طبقے میں (i) صدر الشہید محمد اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہؒ (ii) اور صدر الحمید محمد اسحاق بن محمد افضل بن احمد بن اسماعیل بن منصور بن احمد عمریؒ (iii) امیر الشہید سید احمد حسنیؒ (iv) شیخ رشید الدین کشمیریؒ، چاروں دہلویؒ لوگ ہیں۔

3۔ تیسرے طبقے میں (i) شیخ مخصوص اللہ بن رفیع الدین دہلویؒ، (ii) شیخ محمد یعقوب بن محمد افضل دہلوی مکیؒ، (iii) شیخ ابوسعید دہلوی مظہریؒ، (iv) شیخ خالد کردی دمشقیؒ ہیں۔'' (93)

مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں کہ:

''علم حدیث میں آپؒ کی کتابیں درج ذیل ہیں: ''بستان المحدثين'': اس میں کتبِ حدیث کی فہرست اور محدثین کے حالات جمع کیے گئے ہیں۔ ''عجالہ نافعه'': فارسی زبان میں اصولِ حدیث پر ایک عمدہ رسال ہے۔ ''رسالة في ما يجب علمهٗ لطالبي الحديث''. اور تفسیر میں ''تفسیر عزیزی'' وغیرہ ہیں۔'' (94)

## 9۔ شیخ احمد محدث دہلویؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ احمد محدث دہلویؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحیٔ حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، الحاج، احمد بن ابواحمد فاضل کبیر، محدثؒ۔ آپؒ نے علوم حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے

حاصل کیے۔ خاص طور پر علم حدیث ان سے پڑھا۔ پھر شیخ فخرالدین بن نظام الدین دہلویؒ کی طویل مدت تک صحبت اختیار کی اور ان سے سلسلۂ طریقت لیا۔ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ ہندوستان واپس آئے۔'' (95)

## 12۔ شیخ محمد سعید بن محمد ظریف دہلویؒ

دسویں دور کے محدثین میں شیخ محمد سعید بن محمد ظریف دہلویؒ بھی ہیں۔

مولانا سید عبدالحئ حسنیؒ ان کے بارے میں ''نزهة الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ، عالم، صالح، محمد سعید بن محمد ظریف بن خان محمد بن یار محمد بن خواجہ احمد افغانی دہلویؒ۔ آپؒ علم فقہ وغیرہ کے مشہور علما میں سے ہیں۔ افغانستان میں آپؒ کی پیدائش اور پرورش ہوئی۔ علم کے حصول کے لیے دہلی آئے اور شیخ الاجل حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے دروس میں ہمیشہ حاضر رہے۔ پھر انھی کے ساتھ ہی حجاز کا سفر کیا اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپؒ سے ہی علم حدیث کی سند حاصل کی اور جب تک حضرت شاہ صاحبؒ زندہ رہے، آپؒ ان کی صحبت میں رہے۔ پھر دہلی سے نکلے۔ بریلی کے حکمران رحمت خان کے عہدِ حکومت میں بریلی آئے۔ انھوں نے اپنے بیٹے عنایت خان کی تعلیم و تربیت پر مقرر کیا۔ پھر ساری عمر بریلی میں رہے اور وہیں 1188ھ (1774ء) میں آپؒ کا انتقال ہوا۔'' (96)

## 2۔ صدرالحمید شاہ محمد اسحاق دہلویؒ

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں شیخ محسن یمانیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''امام عبدالعزیز دہلویؒ کے تربیت یافتہ اصحاب میں ان کے نواسے شیخ الاجل، محدث، ابوسلیمان، (شاہ محمد) اسحاق (دہلویؒ) ہیں۔ انھوں نے اپنے نانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور ان کے بعد ان کی مسند پر بھی بیٹھے۔ انھوں نے ان کے چھوڑے ہوئے کام کو بلندی تک پہنچایا۔ اور لوگوں کو بہت عمدہ طریقے سے فائدہ پہنچایا۔ انھوں نے اپنے نانا کے علوم و اَفکار کا فیضان لوگوں میں عام کیا۔ آپؒ بہترین فضائل کے حامل اور علم و تقویٰ وغیرہ کے حوالے سے بہت مشہور ہیں۔ بعض لوگوں کا ان کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ: ''آپ تقویٰ پر پیدا ہوئے تھے''۔

انھوں نے **مشکوٰۃ شریف** کا ترجمہ کیا۔ جو لوگوں میں بڑا مشہور اور پسند کیا جاتا ہے۔ انھوں نے مکہ مکرمہ ہجرت کر لی تھی۔ اور کئی سال تک وہاں قیام فرما رہے۔ آپؒ کا انتقال (روزے کی حالت میں پیر کے دن 27/رجب) 1262ھ (جولائی 1846ء) کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے۔ اور ان کا ٹھکانہ اچھا کرے۔ اور انھیں اچھا بدلہ عنایت کرے۔''

میں (عبیداللہ سندھی) کہتا ہوں کہ: شیخ (محمد اسحاق دہلویؒ 10/ ذی الحجہ) 1197ھ (نومبر 1783ء) میں پیدا ہوئے۔ ان کا سلسلۂ نسب امام عبدالعزیز دہلویؒ کے نسب سے چوتھی پشت میں شیخ منصور بن احمد عمری پر جا ملتا ہے۔ انھوں نے تینوں ائمہ (شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، شاہ رفیع الدین دہلویؒ، شاہ عبدالقادر دہلویؒ) سے تعلیم حاصل کی تھی۔

حدیث کی کتاب ''مشکوۃ المصابیح'' کا جو اردو ترجمہ آپؒ نے کیا تھا، اسے آپؒ کے شاگرد حضرت شیخ (نواب) قطب الدین دہلویؒ نے اپنی شرح ''مظاھر حق شرح مشکوۃ'' کے ساتھ ملا کر ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اس سے اس کا نفع بہت عام ہو گیا۔

جن لوگوں کی سند امام شاہ عبدالعزیز تک پہنچتی ہے، ان میں عام طور پر صدرالحمید (شاہ محمد اسحاق دہلویؒ) کو علومِ دینیہ اور علم حدیث میں امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن سیاسیات میں آپؒ کی امامت کا آغاز 1257ھ (1841ء) میں مکہ مکرمہ کی جانب ہجرت کرنے کے بعد ہوا۔ اور سیاست میں آپؒ کی امامت اُس جماعت کے لیے طے شدہ ہے، جو سید احمد (شہید) دہلویؒ کی شہادت تسلیم کرتی ہے۔...

''حزبِ دہلوی'' کی امامت صدرالحمید کی وفات (1262ھ/ جولائی 1846ء) کے بعد ان کے بھائی شیخ محمد یعقوب دہلوی مکیؒ کو منتقل ہو گئی۔'' (97)

## 3۔ شیخ احمد سعید مجددی دہلویؒ

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ احمد سعید دہلویؒ کی ولادت (یکم/ ربیع الاول) 1217ھ (31/ جولائی 1802ء مصطفیٰ آباد، رام پور) میں ہوئی۔ انھوں نے طریقت کا فیض شیخ عبداللہ دہلوی (حضرت شاہ غلام علیؒ) اور اپنے والد شیخ ابوسعید دہلویؒ سے حاصل کیا۔ اور دیگر کتابیں شیخ فضل امام خیرآبادیؒ اور مفتی شرف الدین (رام پوریؒ) سے پڑھیں۔ اور علم حدیث شیخ عبدالعزیز دہلویؒ کے شاگردوں مثلاً مولانا رشیدالدین خانؒ وغیرہ امام رفیع الدین دہلویؒ، امام عبدالقادر دہلویؒ صاحبزادگان شیخ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے حاصل کیا۔ شاہ احمد سعید دہلویؒ اکثر اوقات ان حضرات کی خدمت میں زیارت، یا کسی دقیق مسئلے کی تحقیق، یا عربی اشعار کے معانی و مفاہیم سمجھنے کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ یہ حضرات آپؒ کا بہت زیادہ اکرام کیا کرتے تھے۔ حدیث کی سند انھوں نے شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے بھی حاصل کی۔ اور بعض کتابیں انھوں نے اپنے والد کے ماموں شیخ سراج احمدؒ سے بھی پڑھیں۔ اور ان سے ''حدیث مسلسل بالأوّلیه'' کی سند امام ربانی (مجدد الف ثانیؒ) تک حاصل کی۔ اور پھر 1273ھ (صحیح محرم 1274ھ/ اگست ستمبر 1857ء ہے) میں واقعہ دہلی کے موقعے پر حرمین شریفین کا سفر کیا۔ اور وہاں (مدینہ منورہ میں 02/ ربیع الاوّل)

www.rahimia.org

1277ھ (18/ستمبر 1860ء) میں انتقال کر گئے۔''

آپؒ کے اساتذہ میں مولانا شاہ محمد اسحاق دہلویؒ بھی ہیں۔ اس کی صراحت ہمارے شیخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور شیخ ابوالشرف بن محمد معصوم بن عبدالرشید بن (شیخ احمد سعید دہلویؒ) نے کی ہے۔'' (98)

## 4۔ شیخ عبدالغنی مجددی دہلویؒ

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں شیخ محسن یمانیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''عابد و زاہد اور رہنما شیخ عبدالغنی بن ابوسعید (دہلویؒ) ماہِ شعبان 1235ھ (مئی/ جون 1820ء) میں دارالسلطنت دہلی میں پیدا ہوئے۔ محدثین، فقہا اور صوفیا میں سے اہل صلاح و تقویٰ لوگوں کی گود میں آپؒ نے پرورش پائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ پر جو انعامات کیے تھے، ان میں سب سے بڑا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بدعات کی رسومات اور نئی گھڑی جانے والی باتوں میں مشغول ہونے سے باز رکھا۔ اور آپؒ کو دین کے نفع بخش علوم کے حامل صلاح و تقویٰ رکھنے والے نیک لوگوں کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپؒ نے کتاب اللہ کو حفظ کیا۔ اور اس کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ نبی الامینؐ کی سنت کے پڑھنے پڑھانے کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہبِ نعمان پر فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

آپ نے علوم کے حصول اور ان سے نفع اٹھانے کے لیے ہندوستان اور حجاز کے علما میں سے اپنے زمانے کے اکابرین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ مثلاً اپنے والد شیخ ابوسعید دہلویؒ، آپ نے ان سے امام ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانیؒ کی کتاب ''المؤطّا'' پڑھی۔ اور شیخ شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلویؒ کہ ان سے کتاب ''مشکوۃ المصابیح'' پڑھی۔ اور شیخ الاجل، محدث، ابوسلیمان حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ —— جو شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کی صاحبزادی کے بیٹے ہیں —— سے اخذ فیض کیا۔ اسی طرح آپؒ نے شیخ الاجل محمد عابد انصاری سندھی مدنیؒ سے کتابیں پڑھیں۔ اور شیخ ابوزاہد اسماعیل بن ادریس رومیؒ سے تعلیم حاصل کی۔

جب آپؒ کو بڑے مشائخ سے اجازت حاصل ہوئی تو آپؒ اپنے شہر (دہلی) میں حدیث کے درس و تدریس اور آثارِ صحابہؓ کی روایت کرنے میں مشغول ہوگئے۔ آپؒ سے اس شہر کے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور باہر سے آنے والے لوگ بھی آپؒ سے خوب فیض یاب ہوئے۔ آپؒ نے اسی دوران ''سنن ابن ماجه'' کی شرح اور اس کا ذیل (''انجاح الحاجه'' کے نام سے) تصنیف فرمائی۔ پھر جب ہندوستان میں 1857ء کا ہول ناک واقعہ ہوا اور دہلی پر سامراج کا تسلط ہوگیا اور وہاں کے لوگوں پر انگریزوں نے حکمرانی قائم کر لی تو آپؒ نے اپنی جماعت کے ساتھ سرزمین حجاز کی جانب ہجرت کی۔ اور مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ یہاں آ کر بھی آپؒ اپنے سلسلۂ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے حدیث کی

www.rahimia.org

تعلیم میں مشغول رہے۔''

میں (عبیداللہ سندھی) کہتا ہوں کہ: ان سے ہمارے دیوبندی مشائخ: شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ہمارے استاذ شیخ الہندؒ نے تعلیم حاصل کی ہے۔ آپؒ نے ہی مولانا رفیع الدین دیوبندیؒ کو دارالعلوم دیوبند کا مدیر امورِ عامہ مقرر کیا تھا۔ آپؒ کا انتقال (بروز منگل 06/محرم) 1296ھ (21/دسمبر 1879ء) کو ہوا۔ میں نے اپنے استاذ شیخ الاسلام رشید احمد گنگوہیؒ کو دیکھا ہے کہ وہ درسِ حدیث وغیرہ میں انہی کی اتباع کرتے تھے۔''} (99)

## 5۔ شیخ احمد علی (محدث) سہارنپوریؒ

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں لکھتے ہیں:

آپؒ وہ مولانا احمد علی بن لطف اللہ انصاریؒ ہیں۔ انھوں نے مولانا مملوک علی (نانوتویؒ) اور شیخ وجیہ الدین سہارنپوریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور انھوں نے صدر الحمید مولانا محمد اسحاق (دہلویؒ) سے تعلیم حاصل کی تھی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ایک طویل عرصے تک آپؒ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ پھر آپؒ نے دہلی میں ''مطبع احمدیہ'' قائم کیا۔ اور اس سے قرآن عظیم اور کتب حدیث پوری تصحیح کے ساتھ شائع کیں۔ آپؒ اس زمانے میں حالات کے تغیر کے باوجود احادیثِ نبویہؐ کے حافظ تھے۔

آپؒ نے **صحیح بخاری** پر حاشیہ اور تعلیقات بھی لکھیں۔ اس کام میں آپؒ کے شریکِ کار شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم دیوبندیؒ بھی تھے۔ (کہ آخری چھ پارے کی شرح و تعلیق انھوں نے لکھی ہے) آپؒ نے اکثر کتبِ حدیث پر حواشی لکھے ہیں۔ اس طرح ان کی وجہ سے ہندوستان کے اطراف میں علم حدیث بہت مشہور ہوگیا۔ آپؒ سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ہمارے استاذ حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسنؒ) بھی ہیں۔ آپؒ کا انتقال (06/جمادی الاولیٰ) 1297ھ (17/مئی 1880ء) کو ہوا۔'' (100)

## 6۔ سید الطائفہ حضرت حاجی امیر امداد اللہ تھانوی، مہاجر مکیؒ

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں لکھتے ہیں:

''عارف باللہ، شریعت و طریقت کے جامع، اللہ کے دین کو غالب کرنے کے حوالے سے مجتہد، شیخ امام امداد اللہ فاروقی (پیر کے دن 22/صفر)، 1233ھ (02/جنوری 1818ء) کو ''نانوتہ'' میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کے شاگرد شیخ محمد قلندر (جلال آبادیؒ) اور امیر الشہید (سید احمد بریلویؒ) کی شہادت کے بعد جماعتِ مجاہدین کے امیر، شیخ نصیر الدین دہلویؒ سے تعلیم حاصل

کی۔ اور امیر الشہیدؒ کے خلیفہ حضرت شیخ نور محمد جھنجھانویؒ سے اخذ فیض کیا۔ شیخ نور محمد (جھنجھانویؒ) کا انتقال (04/ رمضان) 1259ھ (28/ ستمبر 1843ء) میں ہوا۔

1261ھ (1845ء) میں امیر امداداللہ (مہاجر مکیؒ) حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ اور شیخ (شاہ) محمد اسحاق دہلویؒ سے ملاقات کی۔ اور ان سے دعوت کا طریقہ حاصل کیا۔

شیخ عبدالغنی بن عبدالواحد بڈھانویؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ہوئے بیان کرتے ہیں:

''آج میں نے اثنائے تذکرہ میں حضرت حاجی امداداللہ کی خدمت میں گزارش کی کہ بندہ سلسلۂ خدام حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی میں داخل ہے۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! وہ تو ہمارے بھی سردار ہیں۔'' شیخ عبدالغنی نے آخر تک بیان کیا ہے۔.....''

آپؒ 1262ھ (1846ء) میں (حرمین شریفین سے) ہندوستان واپس لوٹ آئے۔ آپؒ کا نام پہلے ''امداد حسین'' تھا۔ حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نے آپؒ کا نام تبدیل کر کے ''امداداللہ'' رکھ دیا۔

گرد و پیش کے شہروں سے لوگ آپؒ کے پاس آنے لگے۔ اور اہل علم میں بڑے بڑے اکابر، جیسے مولانا محمد قاسم (نانوتویؒ)، مولانا رشید احمد (گنگوہیؒ) اور شیخ فیض الحسن سہارنپوریؒ آپؒ کے گرد جمع ہونے لگے۔ اس طرح ہندوستان کے علما کی ایک بڑی جماعت آپؒ سے وابستہ ہوگئی۔ جنگ آزادی 1857ء میں آپؒ جہادِ شاملی کے امیر تھے۔ 1857ء کے بعد آپؒ نے مستقل طور پر ہندوستان سے ہجرت کی۔ اور 1276ھ (1860ء) میں حرمین شریفین پہنچے اور مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا۔ آپ دیوبندی جماعت کے امیر رہے۔ آپ کا انتقال (بدھ کے روز 12/ جمادی الاخریٰ) 1317ھ (19/ اکتوبر 1899ء) کو ہوا۔

یہ تمام حضرات دیوبندی جماعت کے سرکردہ رہنماؤں میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم (101)

## فصل (8): بارہویں دور (1274ھ/ 1857ء تا 1340ھ/ 1922ء) کے محدثین

بارہویں دور کی ابتدا میں شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم دیوبندیؒ ہیں۔ اور اس دور کے آخر میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ہیں۔ رضی اللہ عنہم (اللہ تعالیٰ ان تمام سے راضی ہو)

## {تتمہ فصل (8) (اضافہ از مترجم)

### 1۔ شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں لکھتے ہیں:

''آپؒ شیخ ابوالہاشم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بن علاء الدین بن محمد فتح بن مفتی محمد بن عبدالسمیع بن شیخ محمد ہاشم نانوتویؒ ہیں۔ آپ کی پیدائش 1248ھ (1832ء) میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنے چچا

مولانا مملوک علی (نانوتویؒ)، شیخ عبدالغنی مجددی دہلویؒ، شیخ احمد علی محدث سہارنپوریؒ اور امیر امداداللہ تھانوی (مہاجر مکیؒ) اور ایک جماعت سے تعلیم حاصل کی۔

آپؒ نے 1283ھ (1866ء) میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔ آپ چودھویں صدی کے مجددین میں سے تھے۔ آپؒ کو اللہ نے یہ توفیق دی کہ ولی اللّٰہی علوم کو جدید ہندوستانی زبان (اردو) کا لباس پہنائیں۔ آپؒ سے تعلیم حاصل کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت رہی ہے۔ جس میں ہمارے استاذ حضرت شیخ الہندؒ بھی ہیں۔

آپ کا انتقال (جمعرات کے دن 04/ جمادی الاولیٰ) 1297ھ (15/اپریل 1880ء) کو ہوا۔

آپ صدرالشہید مولانا محمد اسماعیل کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سے راضی ہوجائے۔''

## فصل (9) ہمارے شیخ حضرت شیخ الاسلام رشید احمد گنگوہیؒ کا تذکرہ

آپؒ ابومسعود، ابومحمود، رشید احمد بن ہدایت احمد انصاری گنگوہیؒ ہیں۔ آپؒ کی پیدائش (06/ ذوالقعدہ) 1244ھ (10/مئی 1829ء) میں ہوئی۔ آپؒ نے مولانا مملوک علی (نانوتویؒ)، شیخ عبدالغنی مجددیؒ، شیخ احمد سعید (مجددیؒ) اور امیر امداداللہ تھانویؒ اور علما کی ایک جماعت سے تعلیم حاصل کی۔

میں نے حضرت شیخ الاسلام (گنگوہیؒ) سے ''سنن ابو داؤد'' کا ایک بڑا حصہ انتہائی فقہی تحقیق کے ساتھ پڑھا ہے۔ ان کے پاس اس طرح تحقیقی نقطۂ نگاہ سے پڑھنے سے مجھے بڑا نفع ہوا۔ میں نے آپ سے بہت زیادہ نفع اٹھایا۔ اور یہ انہی کی صحبت کا میرے دل پر اثر ہے کہ اس نے مجھے ہر طرح کے مشکل حالات میں اپنے نظریات کو تبدیل کرنے سے روکے رکھا۔

اور یہ انھی کی صحبت کا اثر ہے کہ ولی اللّٰہی طریقہ روشن ہوکر میرے سامنے آگیا۔ اس طرح میں نے فقہ کے اہم مقامات، سلوک و طریقت کے بنیادی قاعدے، عربی زبان اور کتاب وسنت کی اصولی اور معقولی مباحث کو صحیح طور پر سمجھ لیا۔ میں نے اپنے سر کی ان آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آپؒ بلاشبہ مذہبِ امام ابوحنیفہؒ کے مجتہد اور ماہر امام تھے۔ بلاشبہ ہمارے شیخ (گنگوہیؒ) اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ کے طریقے پر استقامت کا پہاڑ تھے۔ اور آپؒ ولی اللّٰہی تھے۔ اور صدرالحمید حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

میں نے سنت و بدعت کے صحیح معنی آپ کی کتاب ''براهينِ قاطعه'' سے معلوم کیے۔ جو آپ نے صدرالشہید (حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ) کی کتاب ''الإيضاح (الحقّ الصّريح فی أحكام الميّت و الضّريح)'' کے دفاع میں لکھی تھی۔ (102) اسی طرح میں نے توحید و شرک کا معنی و مفہوم بھی صدرالشہید کی دوسری کتاب ''تقوية الإيمان'' سے سمجھا تھا۔

بعض مشائخ نے آپ کے درس سے سنی ہوئی حدیث کی پانچ کتابوں (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی) کی شرح پر مشتمل تحقیقات قلم بند کی ہیں۔ انہی میں سے ایک شیخ عبدالکریم بائلی سے میں نے جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور نسائی کی لکھی ہوئی تحقیقات پڑھی ہیں۔ اور میں نے انھیں حفظ کیا ہے۔ اگر چہ مجھے حضرت شیخ الاسلام گنگوہیؒ سے براہِ راست تمام کتبِ حدیث کی اجازتِ عامہ حاصل نہیں ہے، لیکن ان سے پڑھنے والوں سے میں نے اس کی اجازت لی ہے۔ اور انھوں نے مجھے آپ کی روایات کی اجازت دی ہے۔

شیخ الاسلام (گنگوہیؒ)، امیر امداداللہ تھانوی (مہاجر مکیؒ) کے بعد دیوبندی جماعت کے امیر تھے۔ اور امام محمد قاسم دیوبندیؒ کے بعد آپؒ اس جماعت کے امام ہوگئے۔ آپ سے علومِ دین حاصل کرنے والے تقریباً تین سو سے زائد مشائخ ہیں۔ آپؒ کا انتقال (جمعہ کے دن 08/ جمادی الاخریٰ) 1323ھ (11/ اگست 1905ء) کو ہوا۔ اور اسی تاریخ کو شیخ محمد عبدہٗ مصریؒ کا بھی انتقال ہوا۔

میرا کہنا یہ ہے کہ: ہمارے استاذ (حضرت شیخ الہندؒ) کے شیخ حضرت مولانا محمد قاسم (نانوتویؒ)، سیدالطائفہ حضرت شیخ امداداللہ تھانویؒ کی زبان تھے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کی جگہ ہمارے شیخ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ان کی زبان بن گئے۔ لیکن بعض لوگ (دارالعلوم دیوبند کے حوالے سے) بعض واقعات میں الجھاؤ پیدا کر کے انھیں مسخ کر دیتے ہیں۔ اس لیے واقعات کی درست وضاحت کے لیے ہم اپنے استاذ حضرت شیخ الہندؒ کے درجِ ذیل اشعار (103) یہاں لکھتے ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| 20 | رحمتِ حق ہوئی حامی تو یکایک اٹھے | چند مردانِ خدا باندھ کے صف ٹھونک کے خم |
| 22 | سلسلہ ڈالا فقیرانہ بنامِ ایزد | کورِہ میں کہ جہاں بیٹھے ہیں اربابِ ہمم |
| 24 | اتنے میں دیکھتے ہیں کیا کہ ہے اِک مردِ خدا | آرہا تیزروی سے ہے لیے ساتھ علم |
| 21 | یوسفِ علم شریعت کے خریداروں میں | جمع کرکے اخلاص سے معدود درم |
| 23 | شوق کہے تھا بڑھو، ضعف کہے تھا ٹھہرو | ناتوانوں کا تھا کیا کہیے عجب ضیق میں دَم |
| 25 | بے نیازی و توکل رخِ روشن سے نمود | قطع منزل کے لیے دونوں قدم تیغ دو دَم |

## 2۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ''سبیل الرشاد'' میں لکھتے ہیں:

میرے وہ استاذ کہ جو تمام علوم میں میرے لیے مستند حیثیت رکھتے ہیں، وہ ہمارے شیخ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن بن ذوالفقار علی بن فتح علی اُموی (عثمانی) دیوبندیؒ ہیں۔ آپؒ 1268ھ/ 1851ء میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے اپنے والد (مولانا ذوالفقار علیؒ) اور اپنے تایا (''بڑے ابا'' یعنی مولانا مہتاب

علی) سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اور جب 1283ھ (1866ء) میں علمی مرکز ''دارالعلوم دیوبند'' کی بنیاد رکھی گئی تو آپؒ نے حضرت مولانا محمد یعقوب بن مولانا مملوک علی نانوتوی دیوبندیؒ اور مولانا محمود دیوبندیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور پھر شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم دیوبندیؒ کی صحبت کو لازم پکڑ لیا۔ اور تعلیم میں انھی سے فراغت حاصل کی۔ ہمارے شیخ حضرت شیخ الہندؒ نے دیوبندی جماعت کے اہم رہنما شیخ حافظِ (حدیث) مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ، شیخ محمد مظہر نانوتویؒ، شیخ قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ سے بھی اجازت حاصل کی۔ اور انھوں نے آپؒ کو اپنی روایات کی اجازت عنایت فرمائی۔ اسی طرح شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے آپؒ کے لیے حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ سے بھی اجازت طلب کی۔ جب وہ ان کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تھے تو انھوں نے بھی آپؒ کو اجازت دی۔ اسی طرح اپنے شیخ کے حکم کی اتباع کرتے ہوئے حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت حاجی امداداللہ تھانویؒ سے بھی اجازت حاصل کی۔

حضرت شیخ الہندؒ، سید عبدالرحمٰن بن سلیمان اہدل شافعیؒ سے حاصل اجازتِ عامہ بھی داخل ہیں۔ اس لیے کہ حضرت شیخ الہندؒ کے والد (حضرت مولانا ذوالفقار علیؒ) نے سید صاحبؒ کا زمانۂ حیات تقریباً 12 سال پایا ہے۔ اور انھوں نے انھیں کلی اجازت کچھ اس طرح دی تھی کہ جو بھی ان کی زندگی میں ان سے اجازت مانگے، اس کو اجازت ہے۔ ان کی اولاد اور جو ان کی اولاد میں پیدا ہونے والے لوگ ہیں، انھیں بھی عام اجازت ہے۔

ایسے ہی ہمارے شیخ، شیخ الہندؒ اس اجازتِ عامہ میں بھی داخل ہیں، جو انھیں شیخ احمد بن سلیمان اروادی طرابلسی حنفیؒ نے دی تھی۔ اس لیے کہ ہمارے شیخ حضرت شیخ الہندؒ نے ان کا تقریباً سات سال تک کا زمانۂ حیات پایا ہے۔ اور انھوں نے بھی 1272ھ (1856ء) میں ان تمام لوگوں کو اجازت دی تھی، جو کہ ان کی زندگی میں ان سے اجازت حاصل کریں۔

جن لوگوں نے شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم (نانوتوی) دیوبندیؒ سے تعلیم پائی ہے، ان میں تین آدمی سب سے فائق اور بلند درجہ رکھتے ہیں۔ اور ہمارے شیخ حضرت شیخ الہند رضی اللہ عنہ ان تینوں میں سب سے زیادہ اپنے شیخ سے محبت حاصل کرنے والے تھے۔ اور آپؒ کے علم وفکر اور زندگی کے مقاصد کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔ اور آپؒ کی اتباع کرنے میں سب سے زیادہ فنا تھے۔ ہمارے شیخ حضرت شیخ الہندؒ، مولانا محمد قاسم (نانوتویؒ) کے علوم و معارف اور تجدیدِ دین کے کام میں ان کے عزائم کی قوت و شدت کو صحیح طور پر سمجھتے تھے۔ اور اس حوالے سے آپ کی امامت کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ آپؒ کی نظر میں حضرت نانوتویؒ، امام فخرالدین رازیؒ اور شیخ اکبر (محی الدین ابن عربیؒ) پر بھی فوقیت اور

www.rahimia.org

برتری رکھتے تھے۔

ہمارے شیخ، حضرت شیخ الہندؒ نے بہت سے مشائخ سے کتابیں پڑھیں۔ اور اپنے ساتھیوں سے بحث و مباحثہ اور نظر و فکر پر باہمی گفتگو کی۔ اور فضل و کمال کے مدارج میں بڑی سربلندی حاصل کی۔ لیکن اس سب کے باوجود آپؒ کے پیشِ نظر ہمیشہ ایسی استعداد حاصل کرنا رہا ہے کہ جس سے وہ اپنے شیخ اور امامِ وقت (حضرت نانوتویؒ) سے پوری طرح استفادہ کرسکیں۔ اسی وجہ سے ان کے بہت زیادہ خاص اور عمدہ علوم آپؒ نے اخذ کیے۔ حضرت شیخ الہندؒ اپنی خاص مجلسوں میں اپنے استاذ کی باتوں میں سے ایسے ایسے باریک نکتے بیان کرتے تھے کہ سننے والے اس پر بڑا تعجب کرتے تھے۔ اس سے (علوم میں) کمال کے حصول کا شوق رکھنے والوں کے دلوں میں یہ بات پیدا ہوتی تھی کہ وہ شیخ الاسلام (نانوتویؒ) کی کتابیں حضرت شیخ الہندؒ سے پڑھیں۔ میں نے حضرت نانوتویؒ کی کتابوں کے سوا اُردو زبان میں لکھی ہوئی کوئی ایسی کتاب نہیں دیکھی کہ جسے ہندوستان کے علما عربی کتابوں کی طرح کسی استاذ سے پڑھتے ہوں۔ میں نے علما کو دیکھا کہ وہ حضرت شیخ الہندؒ سے حضرت نانوتویؒ کی کتابیں درساً پڑھتے تھے۔ خود میں نے شیخ الاسلام (حضرت نانوتویؒ) کی (اردو) کتاب ''حجۃ الاسلام'' حضرت شیخ الہندؒ سے پڑھی تھی۔ اس دوران بعض اوقات مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے علم و ایمان میرے دل میں نازل ہو رہا ہے۔

مجھے اس بات کا پختہ یقین اور اعتقاد ہے کہ ہمارے استاذ حضرت شیخ الہندؒ، امام ولی اللہ دہلویؒ کی اصطلاح (104) کے مطابق ''مفہّمین'' (اللہ کی طرف سے عطا کردہ سمجھ و شعور والے لوگوں) میں سے انتہائی تیز فطرت انسان تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ کسی نے خواب میں کچھ دیکھا ہوتا تو انھیں پتا چل جاتا تھا کہ اس نے خواب دیکھا ہے۔ پھر آپؒ اپنی مجلس میں سوال کرتے کہ: کوئی آدمی ہے، جس نے خواب دیکھا ہو؟ وہ اگر یہ کہتا کہ نہیں! تو آپؒ اس کے سامنے خواب کا پورا واقعہ بتلا دیتے تھے۔ اور جاگنے کے بعد اسے اس واقعے کے اسی طرح ہونے کا پختہ یقین ہوتا۔

آپؒ پر اپنے شیخ (حضرت نانوتویؒ) کی تواضع و انکسار کی نسبت غالب رہتی تھی۔ ایسی نسبت کا نام امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے (''القول الجمیل'' میں) ''نسبتِ اہل بیت'' رکھا ہے۔ اپنے شیخ (حضرت نانوتویؒ) سے شدید محبت کی وجہ سے آپ اکثر انھیں خواب میں دیکھا کرتے کہ وہ چند باتوں پر عمل کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ چناں چہ آپ اصولِ تدبیر اور حکمتِ عملی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان باتوں پر عمل کیا کرتے تھے۔ جو آدمی اس سلسلے کی بعض مثالوں کو جانتا ہے، وہ آپؒ کے سیاسی کاموں کی طاقت و قوت کی نوعیت کو سمجھ لے گا۔ اور اسے معلوم ہوگا کہ اس کی مثال بڑے بڑے وزرا کے ہاں بھی نہیں ملتی۔

شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، سید الطائفہ امیر امداد اللہ تھانوی مکیؒ کے وکیل اور نائب تھے۔ ان

کے انتقال کے بعد ان کی جگہ ہمارے شیخ، شیخ الاسلام رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت حاجی صاحبؒ کے وکیل، نائب اور ''جامعہ قاسمیہ'' (دیوبند) کے رئیس اور سرپرست بن گئے تھے۔ اور مولانا محمد یعقوب (نانوتویؒ) دیوبندی دارالعلوم دیوبند میں ان کے معاون اور نائب تھے۔ چناں چہ مولانا محمد یعقوب نائبِ اوّل تھے اور ہمارے استاذ حضرت شیخ الہندؒ نائبِ ثانی تھے۔ اس طرح آپؒ اپنے اُن ساتھیوں کی جماعت کے لیے گویا ایک مثالی شخصیت بن گئے، جنھوں نے حضرت مولانا محمد قاسم (نانوتویؒ) سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اور جو ''جمعیت ثمرۃ التربیت'' میں اکٹھے کام کرتے رہے تھے۔

پھر مولانا محمد یعقوب (نانوتویؒ) کے انتقال (03/ ربیع الاول 1302ھ/ 21/ دسمبر 1884ء) کے بعد ہمارے استاذ حضرت شیخ الہندؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے معاون اور نائبِ اول بن گئے۔ اس طرح آپؒ اس حیثیت میں 1302ھ (1884ء) سے لے کر اس وقت تک کام کرتے رہے، جب 1323ھ (1905ء) میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا انتقال ہوگیا۔ اور وہ آپؒ سے راضی ہوکر دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت گنگوہیؒ کے انتقال کے بعد حضرت شیخ الہندؒ اس جماعت کے امیر اور دارالعلوم دیوبند کے رئیس بن گئے۔''

## حضرت شیخ الہندؒ کا طرزِ تدریس

ہمارے استاذ حضرت شیخ الہندؒ تقریباً 1295ھ (1878ء) کے زمانے سے ہی احادیثِ نبویہؐ کی بڑی کتابیں پڑھاتے تھے۔ آپ اپنے درس میں ہمارے علاقے کے عام علما میں مقبول شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے طریقے اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے طریقے کو باہم جمع کرتے تھے۔ اور جب ان دونوں طریقوں میں کسی جگہ اختلاف پیدا ہوجاتا تو آپ حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے طریقے کو ترجیح دیتے تھے۔ لیکن دورانِ درس اس ترجیح کو امام ولی اللہ (دہلویؒ) کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے۔ بلکہ فقہائے محدثین مثلاً حافظ ابن حجر (عسقلانیؒ) اور محقق (کمال الدین) ابن ہمامؒ کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ یا ترجیح دینے والی شخصیت کا نام مبہم رکھتے تھے۔ اور یوں کہتے تھے کہ: ''یہ محققین کا طریقہ ہے۔'' اس سے آپؒ کی مراد امام ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے دہلوی اور دیوبندی متبعین ہوتے تھے۔ اس طریقۂ تدریس سے تمام عام وخواص فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور جب آپؒ دیکھتے کہ ان طلبا میں سے کسی میں امام ولی اللہ دہلویؒ یا مولانا محمد قاسم (نانوتویؒ) کا طریقہ سمجھنے کی صلاحیت اور ذہانت و فطانت ہے تو اسے اس طریقے کی مخصوص باتوں کی جانب رہنمائی کردیتے۔

حضرت شیخ الہندؒ جب ''جامع ترمذی'' پڑھاتے تو فقہ و حدیث میں تطبیق دینے میں آپؒ کا یہی طریقۂ کار ہوتا تھا۔ پھر جب صحیح امام بخاریؒ کا درس دینا شروع کرتے تو اس کتاب میں صرف تراجم

ابواب کے حل اور امام بخاریؒ کے بیان کردہ لطیف فقہی مباحث کی طرف توجہ دلایا کرتے۔ اور ان کی فقہ کی قوت طالب علم کے ذہن میں بٹھاتے تھے۔ پھر جب (بخاری شریف میں) ''ابواب الجهاد'' اور ''المغازی'' پر پہنچتے تو ان ابواب کو ایسی تحقیق سے پڑھاتے جیسا کہ لوگ ''ابواب الطهارت'' اور ''الصلوٰۃ'' کو پڑھتے ہیں۔

اہل علم میں سے کسی کو اس بارے میں شک نہیں کہ ہمارے استاذ (حضرت شیخ الہندؒ) حنفی تھے۔ اور اس کی جانب سے دفاع کرتے تھے۔ آپؒ انتہائی ذہین وفطین تھے۔ اور مباحثوں میں حصہ لینے والے تھے۔ سنی تھے اور ولی اللّٰہی تھے۔ نیز مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے طریقے کی اتباع کرنے والے تھے۔

ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ ہمارے شیخ کے ہم عصر لوگوں میں سے بعض لوگ حنفیہ کے دفاع کے لیے ہمہ وقت آمادہ، اور ان کی طرف سے مناظرے کرتے رہتے تھے۔ اور اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے ہم عصر لوگوں میں ذہین ترین لوگوں کی ایک جماعت سنت کی اتباع کرنے اور اس کے زندہ کرنے میں بڑی جدوجہد کرتی تھی۔ لیکن جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا، جو ''ابواب الجهاد و المغازی'' کے پڑھانے میں حضرت شیخ الہندؒ پر فوقیت رکھتا ہو۔ اس بات کو بیان کرنے میں ہم کوئی مبالغہ نہیں سمجھتے۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ اس طرح (جہاد و مغازی کے) اس نور سے لوگوں کے اذہان کو منور کرتے رہے۔ اور ان کے عزائم اور ارادوں کو مضبوط اور پختہ بناتے رہے۔ اور مسلسل چالیس سال تک اسی طرح اس کام میں مشغول رہے۔ آپ بڑوں کی عزت وتوقیر کرتے تھے۔ اور بڑے سکون و وقار کے ساتھ چھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے۔ اور جب اس سلسلے میں عمل کرنے کا وقت آیا تو آپ نے ایک لمحے کی تاخیر نہیں کی۔ آپ نے اپنے تفسیر القرآن (ترجمہ) کے شروع میں اپنے تحریر کردہ مقدمے (105) میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ؎

گو نالہ نارسا ہو ، نہ ہو آہ میں اثر
میں نے تو درگزر نہ کی ، جو مجھ سے ہوسکا

## امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ بھی عظیم محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ ولی اللّٰہی طریقۂ تفہیم حدیث کے آپؒ انتہائی ماہر فرد ہیں۔ ''سبیل الرشاد'' میں اپنی تعلیم

وتعلم کا تذکرہ کرتے ہوئے ہوئے مولانا سندھیؒ رقم طراز ہیں:

''ہمارے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ہی وہ شخصیت ہیں، جن سے میں نے تعلیم حاصل کی ہے۔ میں نے ان سے فقہ حنفی کی کتاب ''هدایه''، اصولِ فقہ میں ''توضیح تلویح''، ''مطوّل شرح التلخیص'' اور ''تفسیر بیضاوی'' پڑھی۔ اور بہت سی علمی مشکلات میں ان سے رجوع کیا۔ اس طرح میرے سامنے علمی طریقۂ کار واضح ہوگیا۔ اور مجھے اپنے دل میں آپ سے ''محبت'' کے تینوں پہلو: ذوقی، وجدانی اور عقلی بڑی شدت سے محسوس ہوئے۔ میں نے آپ سے ''جامع ترمذی'' تحقیق کے ساتھ پڑھی۔ اور باقی تمام کتبِ حدیث کی قرأت کی اور اجازت حاصل کی۔ آپؒ نے مجھے رجب 1308ھ (فروری 1891ء) میں عام اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے آپؒ کے سامنے ''مسند امام احمدؒ''، امام طحاویؒ کی کتاب ''شرح معانی الآثار''، امام محمدؒ کی کتاب ''مؤطّا'' اور ''کتاب الآثار'' پڑھی۔ آپؒ نے ان تمام کی مجھے اجازت دی۔

میں نے ''سنن ابی داؤد'' شیخ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے پڑھی۔ اور ان کی روایات کی عام اجازت ایک ایسی جماعت سے حاصل کی، جنھوں نے ان سے تعلیم حاصل کی تھی۔ ان میں شیخ عبدالکریم بائلی دہلویؒ اور شیخ عبدالرزاق افغانی کابلی ہیں۔

پھر میں نے شیخ حسین بن محسن یمانیؒ کی صحبت اختیار کی۔ اور ان سے تعلیم پائی۔ میں نے ان سے صِحّاح سِتّه اور ''فتح الباری'' کے اطراف پڑھے۔ اور ''نیل الأوطار'' اور فقہائے شافعیہ کے اصول و فروع کی کتابوں کے اطراف پڑھے۔ اور میں نے ان سے ''مسلسلات'' حاصل کی۔ اور میں نے ان سے محققین شافعیہ میں حافظ ابن حجرؒ کی اتباع کرنے والے محدثین کے طریقۂ تحقیق کو سمجھا۔

میں نے شیخ ابوالخیر (احمد بن عثمان) مکیؒ سے ''المسوّی من أحادیث المؤطا'' کی مناولتاً اجازت حاصل کی۔ اور شیخ الاسلام مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے بعض دروس میں حاضر ہوا۔ اور ان دونوں حضرات کی عمومی اجازتوں میں داخل ہوگیا۔

اسی طرح میں درجِ ذیل مشائخ کی عمومی اجازت میں بھی داخل ہوا:

1۔ شیخ عباس بن جعفر مکیؒ (1241ھ/ 1826ء-1320ھ/ 1902ء)

2۔ محمد علی بن ظاہر وتری مدنیؒ (ذی قعدہ 1261ھ/ 1845ء-1322ھ/ 1904ء)

3۔ عبدالجلیل بن عبدالسلام برادہ مدنیؒ (1242ھ/ 1827ء-1326ھ/ 1908ء)

4۔ شیخ نور الحسنین ہندیؒ (21/رمضان 1252ھ/ 31 دسمبر 1836ء۔ عمر: 70 سال سے زائد)

جب اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کرتے ہوئے مجھے اُمّ القریٰ (مکہ مکرمہ) میں قیام کی توفیق دی تو میں نے یہاں

www.rahimia.org

کے بعض مشائخ سے بھی اجازت حاصل کی۔ مثلاً:

5۔ شیخ تاج الدین عبدالستار بن عبدالوہاب ہندیؒ (1286ھ/ 1870ء - 1355ھ/ 1936ء)

6۔ شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندیؒ

7۔ شیخ ابوالشرف عبدالقادر بن محمد معصوم مجددیؒ

8۔ شیخ عبدالوہاب بن عبدالجبار دہلویؒ (1315ھ/ 1897ء - 1381ھ/ 1961ء)

اور جب شیخ عبدالحئی کتانی مغربی مالکیؒ 1351ھ (1932ء) میں حج کے لیے تشریف لائے تو میں نے ان کی صحبت اختیار کی۔ اور ان سے ''مسلسل بالأولیه'' کی حدیث کی سماعت کی۔ اور انھوں نے اس مجلس کے تمام حاضرین کو بالعموم اپنی روایات کی اجازت دی۔ شیخ کتانیؒ اپنے زمانے کے ''حُفّاظِ (حدیث)'' میں سے تھے۔

اور میں نے ان مشائخ سے بھی روایت کرنا پسند کیا، جنھوں نے ایسے ہم عصر علما سے اجازت حاصل کی تھی، جنھیں میرے مشائخ اور ان کے شیوخ میں سے کسی ایک نے اجازت دی ہو۔

شیخ شمس الحق عظیم آبادی نے ہمارے شیخ حسین بن محسن یمانی سے سوال کیا تھا کہ آپ اپنے اہل عصر تمام علما کو اجازت دیں۔ پس آپ نے انھیں اجازت دی۔ لیکن اس کے بعد وہ بھول گئے تھے۔ اس کے بعد میں نے اپنے شیخ، شیخ حسین بن محسن یمانی سے اپنے تمام اہل عصر کے لیے اجازتِ عامہ کے بارے میں عرض کیا تھا۔ تو انھوں نے تمام اہل عصر کے لیے اجازتِ عامہ دے دی۔ والحمدللّٰہ (اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔)

ربّ توفّنی مسلمًا و ألحقنی بالصّالحین.

اے میرے ربّ! مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دینا اور مجھے سلفِ صالحین کے ساتھ شامل کرنا۔

{تتمہ فصل نمبر (8) مکمل ہوا اور اس طرح پہلے باب کا ترجمہ پورا ہوا۔ آزاد}

☆☆☆☆☆☆

www.rahimia.org

# حوالہ جات و حواشی

1۔ سُبحة المرجان. از علامہ غلام علی آزاد بلگرامیؒ۔ ص:45۔
2۔ نزهة الخواطر. تالیف: مولانا عبدالحئیٔ حسنیؒ۔ ج:4۔ ص:44-343۔ طبع: طیب اکیڈمی، ملتان۔
3۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:74-473۔
4۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:219 تا 229۔
5۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:46 تا 61۔
6۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:7-6۔
7۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:11-10۔
8۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:66۔
9۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:83۔
10۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:97۔
11۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:105۔
12۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:109۔
13۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:129۔
14۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:131۔
15۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:138۔
16۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:38-137۔
17۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:51-150۔
18۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:164۔
19۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:95-194۔
20۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:199 تا 201۔
21۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:202 تا 206۔ نیز دیکھئے ''برہان پور کے سندھی اولیا'' از سید مطیع اللہ راشد برہان پوری۔ ص:27 تا 40۔ طبع: سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد، سندھ۔
22۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:234۔
23۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:255 تا 257۔
24۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:265 تا 266۔
25۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:279۔
26۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:282۔
27۔ ایضاً۔ ج:05۔ ص:84-283۔

www.rahimia.org

28۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:90-289۔
29۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:289۔
30۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:94-293۔
31۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:301-300۔
32۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:326۔
33۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:30-329۔ نیز دیکھیے! ''برہان پور کے سندھی اولیا'' از سید مطیع اللہ راشد برہان پوری۔ص:118 تا 164۔طبع: سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد، سندھ۔
34۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:39-338۔
35۔ مکتوبات امام ربانی (مترجم)، دفتر اول۔مکتوب نمبر 76۔ص:68-167۔طبع: ادارہ اسلامیات، لاہور۔
36۔ نزھۃ الخواطر۔ تالیف: مولانا عبدالحیٔ حسنیؒ۔ ج:05۔ص:380 تا 382۔طبع: طیب اکیڈمی، ملتان۔
37۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:26-425۔
38۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:52-451۔
39۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:59-458۔
40۔ ایضاً۔ ج:06۔ص:226۔
41۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:365۔
42۔ ایضاً۔ ج:06۔ص:143۔
43۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:255۔
44۔ ایضاً۔ ج:06۔ص:255۔
45۔ تلخیص نزھۃ الخواطر۔ ج:05۔ص:129 تا 143۔
46۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:21۔
47۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:44-43۔
48۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:82۔
49۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:118 تا 120۔
50۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:152۔
51۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:155۔
52۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:60-159۔
53۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:174۔
54۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:88-187۔
55۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:199۔
56۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:284۔
57۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:275۔

www.rahimia.org

58۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:426۔
59۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:446۔
60۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:85-484۔
61۔ ایضاً۔ ج:05۔ص:477۔
62۔ ایضاً۔ ج:06۔ص:84-283۔
63۔ انفاس العارفین، ص191 (اردو ترجمہ از سید محمد فاروق قادری) طبع مکتبہ الفلاح، دیوبند، انڈیا۔
64۔ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل۔ اردو ترجمہ از پروفیسر محمد سرور۔ ص97-196۔
65۔ چناں چہ آپؒ نے شیخ حسام الدینؒ کو لکھا تھا: ''اپنی ذات سے گزر جانا چاہیے۔ اور دوست میں پیوست ہوجانا چاہیے۔ ''ظاہر'' سے ''باطن'' کی طرف سفر کرنا چاہیے۔ اور ''باطن'' سے ''بطن البطون'' کی جانب یعنی ''مرتبۂ ظلیت'' سے ''مرتبۂ اصلیت'' کے ''حقائق'' کی جانب پہنچنا چاہیے۔ اور ''حقائق'' سے ''حقیقت الحقائق'' میں پیوست ہوجانا چاہیے۔ یہی مطلب ہے اس قول کا کہ: ''الفقر إذا تمّ هو الله'' (فقر جب مکمل ہوتا ہے تو وہی اللہ ہے۔) اس کا مطلب یہ نہیں کہ ممکن واجب ہوجاتا ہے اور واجب ممکن ہوجائے، اور جس کسی نے بھی یہ بات کہی ہے، وہ فضول، لغو میں مبتلا اور اہل شرک کی گمراہی اور حلول کے غلط نظریے کو مانتا ہے۔ أعاذنا الله من إعتقاد الزنادقه (اللہ ہمیں زندیقوں کے عقیدے سے محفوظ رکھے۔) ایسا آدمی تجلّی کی حقیقت کو نہیں جانتا۔ (رسائل (مکتوبات) حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ، مکتوب نمبر26 بنام شیخ حسام الدین، ص203 (اردو ترجمہ)، مطبوعہ خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میانوالی)
66۔ امام ولی اللہ دہلویؒ نے لکھا ہے کہ: ''حضرت والدِ گرامی کا معمول تھا کہ صبح کو سب سے پہلے تہجد کے نوافل پڑھتے تھے۔ اور پھر ہمیشہ تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ اس کے بعد اپنے دوستوں کے حلقے میں روزانہ قرآن حکیم کے دو تین رکوع کی تلاوت کرتے تھے۔ اور بڑے تدبر کے ساتھ ان کے معانی اور مفاہیم بیان کرتے تھے۔''
(انفاس العارفین، ص199-189 (اردو ترجمہ از سید محمد فاروق قادری) طبع مکتبہ الفلاح، دیوبند، انڈیا)
67۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''انفاس العارفین'' میں لکھتے ہیں: ''اِس فقیر نے بعض دوستوں سے سنا تھا کہ حضرت والا (والدِ گرامی) کا نامِ نامی عالم ملکوت میں ''ابوالفیض'' ہے۔ اس بارے میں مَیں نے آپؒ (والدِ گرامی) سے تنہائی میں پوچھا تو ہنس کر فرمایا: ''ہاں! ایسے ہی ہے۔ اور تمہارا نام عالمِ ملکوت میں ''ابوالفیاض'' ہے۔'' (انفاس العارفین، ص185، اردو ترجمہ، طبع دیوبند)
68۔ انفاس العارفین، ص191 (اردو ترجمہ از سید محمد فاروق قادری) طبع مکتبہ الفلاح، دیوبند، انڈیا۔
دیکھئے! التمهید لتعریف ائمة التجدید. سبیل الرشاد. الباب الاول. النوع الاول فی تذکرة امام عبدالرحیم بن وجیه الدین دهلویؒ. ص:109 تا 112۔ طبع: سندھی ادبی بورد، حیدرآباد۔
69۔ نزهة الخواطر. ج:06۔ص:288۔
70۔ الیانع الجنی، ص80، علی هامش کشف الاستار عن رجال معانی الآثار، طبع دار الاشاعت بدیوبند، الهند۔
71۔ انفاس العارفین، الجزء اللطیف بترجمة عبدالضعیف، ص204، طبع مجتبائی، دہلی، 1335ھ۔
72۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ''عُجالۂ نافعه'' میں لکھتے ہیں: ''وبرائے فہم معانی أحادیث و رفع تعارض من بینها حضرت والا ماجد قدس سرہٗ قواعدِ عجیبه وفوائدِ غریبه تنسیق فرموده اند۔'' (احادیث کے معنی سمجھنے اور ان کے تعارض اور اختلافی پہلوؤں کو دور کرنے کے لیے حضرت والا ماجد قدس سرہٗ نے بہترین قواعد وضوابط اور اچھوتے فوائد بڑی ترتیب سے بیان کیے ہیں۔)

www.rahimia.org

(عجالہ نافعہ، ص17، طبع نور محمد کارخانہ تجارت، آرام باغ، کراچی)

73۔ الیانع الجنی، علی ہامش کشف الاستار عن رجال معانی الآثار، ص90-91۔ طبع دار الاشاعت بدیوبند، الہند۔

74۔ دیکھئے! التمهيد لتعريف ائمة التجديد. سبيل الرشاد. الباب الاول. النوع الثانی فی تذكرة امام ولی الله احمد بن عبدالرحيم دهلویؒ۔ تلخیص صفحات: 113 تا 120۔ طبع: سندھی ادبی بورد، حیدرآباد۔

75۔ ایضاً۔ ص:43-142۔

76۔ نزهة الخواطر. ج:06۔ ص:31-230۔

77۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:07۔

78۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:10-309۔

79۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:39-338۔

80۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:361 تا 365۔

81۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:604۔

82۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:94-293۔

83۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:08۔

84۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:17-16۔

85۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:109۔

86۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:119۔

87۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:28-127۔

88۔ تلخیص نزہۃ الخواطر۔ ج:06۔ ص:208 تا 213۔

89۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:41-240۔

90۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:90-289۔

91۔ تقدمة الإمعان. إمعان النظر شرح شرح نخبة الفكر۔ از مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی۔ ص:11-10۔ طبع: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، سندھ۔

92۔ الیانع الجنی، ص73-74، طبع دار الاشاعت، دیوبند، ہند۔

93۔ التمهيد لتعريف ائمة التجديد. سبيل الرشاد. باب اول. النوع الثالث فی تذكرة الإمام عبدالعزيز. ص:28-127۔

94۔ نزهة الخواطر. ج:07۔ ص:293 تا 306۔

95۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:28۔

96۔ ایضاً۔ ج:06۔ ص:320۔

97۔ التمهيد لتعريف ائمة التجديد. سبيل الرشاد. باب اول. النوع الرابع. فصل (6) فی تذكرة الصدر الحميد مولانا شيخ محمداسحاق دهلویؒ۔ ص:139۔

98۔ ایضاً۔ النوع الخامس. فصل (5) فی تذكرة شيخ احمد سعيد دهلویؒ۔ ص:145۔

www.rahimia.org

99۔ ایضاً۔ النوع السادس. فصل (5) فی تذکرۃ شیخ عبدالغنی مجددی دھلویؒ۔ص:149۔

100۔ ایضاً۔ النوع الخامس. فصل (6) فی تذکرۃ شیخ احمد علی سھارنپوریؒ۔ص:150۔

101۔ ایضاً۔ فصل (4) فی تذکرۃ امیر امداداللہ تھانویؒ۔ص:49-148۔

102۔ ''براھینِ قاطعہ'' دراصل حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی تصنیف ہے۔ جوانھوں نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے حکم سے مولانا عبدالسمیع رام پوری کی کتاب ''انوارِ ساطعہ'' کے جواب میں لکھی تھی۔ اس کتاب میں سنت و بدعت کی حقیقت بہت عمدہ انداز میں بیان کی گئی ہے۔ اس کتاب کو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے مکمل طور پر پڑھا تھا۔ اور اس کتاب پر تقریظ لکھ کر اس کے لفظ لفظ کی تائید و تصدیق کی تھی۔ حضرت سندھیؒ نے اسی وجہ سے اس کتاب کو حضرت گنگوہیؒ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے۔ نیز اس کتاب کی تصدیق حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے اپنے ایک خط بنام مولوی نذیر احمد رام پوریؒ میں بھی کی ہے۔ اس کتاب میں سنت و بدعت کی حقیقت کے لیے صفحات 34 تا 51 ملاحظہ فرمائیں۔ اور حضرت گنگوہیؒ کی تقریظ کے لیے صفحہ 274 اور حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے خط کے لیے صفحہ 275 تا 280 ملاحظہ فرمائیں۔ یہ کتاب پہلی بار 24/ رمضان المبارک 1304ھ/ جون 1887ء میں طبع ہوئی۔ (براھینِ قاطعہ۔ مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی۔ 1987ء)

103۔ قصیدہ مشتمل بر بعض حالات مدرسہ اسلامیہ دیوبند۔ یہ قصیدہ 92 اشعار پر مشتمل ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے یہ قصیدہ دارالعلوم دیوبند کے ایک اجلاس منعقدہ 20/ صفر المظفر 1324ھ/ 15 اپریل 1906ء میں پیش فرمایا۔ ''کلیاتِ شیخ الہند'' کے مرتب مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ کے مطابق اس قصیدے نے حاضرین مجلس کو مضطر اور بے قرار بنا دیا۔
(دیکھیے! کلیاتِ شیخ الہندؒ۔ مرتبہ: سید اصغر حسین۔ مطبوعہ: مطبع قاسمیہ، دیوبند۔ 1340ھ۔ طبع ثانی: مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان، کراچی۔ ص:67-71۔ اشاعت: 1996ء۔)

104۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں ''مفھّمون'' کی تشریح میں لکھتے ہیں: ''وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی ملکیت اور بہیمیت میں کش مکش کے بجائے باہمی تصالح پایا جاتا ہے۔ اور ان کی ملکیت انتہائی بلند ہوتی ہے۔ وہ ملاءِ اعلیٰ کی جانب سے نازل ہونے والے داعیۂ حقانیہ کی بنیاد پر یہ طاقت وقوت پیدا ہوتی ہے کہ وہ عدل وانصاف اور بہترین نظام کے قیام کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ اور ان پر ملاءِ اعلیٰ کی جانب سے اس حوالے سے بہترین علوم اور الٰہی احوال مترشح ہوتے ہیں۔'' (دیکھیے! حجۃ اللہ البالغہ، جلد:01۔ص:84۔ طبع بیروت)

105۔ ''موضح الفرقان'' ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ بمع تفسیر عثمانی۔ص:811۔ مطبوعہ: دارالقرآن۔ اردو بازار، لاہور۔

☆☆☆☆☆☆

www.rahimia.org

<u>رپورٹ</u>

# حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کا سفرِ آخرت

## نمازِ جنازہ اور تدفین کا آنکھوں دیکھا حال

تحریر: محمد عباس شاد

برصغیر پاک و ہند کے معروف روحانی مرکز، خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسندنشین اور ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور، سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' لاہور اور ماہنامہ ''رحیمیہ'' لاہور کے بانی اور سرپرستِ اعلیٰ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ مؤرخہ 26 ستمبر بروز بدھ کو بوقت صبح 9:35 پر دو ہفتوں کی علالت کے بعد تقریباً 90 سال کی عمر میں لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ إنّا للّٰہ و إنا إلیه راجعون.

اُن کی وفات کی خبر پورے ملک کے دینی اور قومی حلقوں میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی۔ آپؒ کی وفات کو ایک عظیم انسانی المیے سے تعبیر کیا گیا۔ آپؒ کی وفات کے نتیجے میں پیدا ہونے والا خلا کسی صورت پورا ہونا ممکن نہیں ہے۔ تاہم آپؒ کی تیار کی ہوئی جماعت آپؒ کے مشن کی تکمیل کے لیے پُرعزم ہے۔ آپؒ کی وفات حسرت آیات کی خبر کو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے نمایاں طور پر شائع اور نشر کیا۔ ملک کے مشہور اخبارات اور ٹی وی چینلز مثلاً جیو نیوز، دنیا نیوز، ایکسپریس نیوز، رائل ٹی وی، City-42، اور اسی طرح اخبارات میں روزنامہ دنیا، روزنامہ ایکسپریس، روزنامہ جنگ، روزنامہ City-42، روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ وقت نے آپؒ کی وفات کی خبر کو نشر کیا۔ اور بعض ایف ایم ریڈیو چینلز نے بھی خصوصی بلیٹن جاری کیے۔ City-42 ٹی وی چینل نے آپؒ کی نمازِ جنازہ کے مناظر لائیو نشر کیے۔

آپؒ کی وفات کی خبر ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ملک کے کونے کونے سے ادارہ رحیمیہ لاہور میں فون کالز آنی شروع ہو گئیں۔ ملک بھر اور بیرونِ ملک میں موجود سلسلے کے متعلقین اور وابستگان غم سے نڈھال تھے اور آپؒ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے بے تاب تھے۔ 27 ستمبر 2012ء بروز جمعرات سہ پہر 2:30 بجے آپؒ کی نمازِ جنازہ کا وقت طے پایا۔ بیرونِ ملک اور پاکستان بھر سے متوسلین اور وابستگان سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور، لاہور آنا شروع ہو گئے۔ 27 ستمبر کی صبح لوگوں کی بھاری تعداد ادارہ رحیمیہ لاہور میں جمع ہو گئی۔ حضرتِ اقدس کے جسدِ مبارک کو عام زیارت کے لیے آپؒ کے حجرہ مبارک میں رکھ دیا گیا، جہاں کبھی خود حضرتِ اقدس ملک بھر سے آنے والے اپنے عقیدت مندوں کو شرفِ ملاقات کا موقع فراہم کیا کرتے تھے۔ آج حضرت اپنے حجرے میں خاموش لیٹے تھے اور چہرے پر اطمینان اور سکینت کا عالم طاری تھا اور زیارت کرنے والی ہزاروں اَشک بار آنکھیں آپؒ کے چہرۂ مبارک کی زیارت سے مستفیض ہو

رہی تھیں۔ آپؒ کی زیارت کے انتظامات انتہائی نظم وضبط کے حامل تھے، جو آپؒ کی تربیت کے ایک پہلو کا واضح مظہر تھا۔ چناں چہ ہزاروں افراد نے انتہائی ڈسپلن اور نظم وضبط میں رہتے ہوئے آپؒ کی زیارت کی، جو صبح دس بجے سے دوپہر دو بجے تک جاری رہی۔

جیسے ہی آپؒ کے جسدِ مبارک کو جنازہ گاہ کی طرف لے جانے کے لیے ادارہ رحیمیہ سے باہر نکالا گیا تو ہر شخص اپنا کندھا آپؒ کو پیش کر رہا تھا۔ نمازِ جنازہ کے لیے آپؒ کو ادارہ رحیمیہ سے متصل وارث روڈ گراؤنڈ میں منتقل کیا گیا۔ جہاں ہزاروں عقیدت مندوں کا مجمع آپؒ کا منتظر تھا۔ پوری قوم کے فکر وغم کو اپنے کندھوں پر اٹھانے والے حضرتِ اقدسؒ، آج اپنے مشن کے لیے تیار کیے ہوئے نوجوانوں کے کندھوں پر اپنا سفر آخرت جاری رکھے ہوئے تھے۔ جوں ہی آپؒ کی میت کو نماز کے لیے رکھا گیا تو چاروں طرف سے عوام کا بے پناہ ہجوم جنازگاہ کی طرف اُمڈ آیا۔ آپؒ کی نمازِ جنازہ سے قبل آپؒ کے خلیفہ مجاز اور صدر نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے غم اندوز اور رندھی ہوئی، مگر پُرعزم اور حوصلوں کو مہمیز دینے والی آواز میں آپؒ کی قومی وملّی اور اجتماعی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا اور ملک کے مختلف شہروں سے آئے ہزاروں وابستگان اور عقیدت مندوں کے اجتماع سے خطاب کیا۔ انھوں نے فرمایا:

''حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اس ظلمتوں بھرے دور میں مینارۂ نور ہے۔ انھوں نے اپنی تمام تر زندگی سامراجی نظاموں کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے گزاری۔ انھوں نے ایک طرف لادینیت اور دہریت کے خلاف بند باندھا تو دوسری طرف سرمایہ دارانہ نظام کی تباہ کاریوں کے مقابلے کا حوصلہ بخشا۔ وہ پاکستان میں تاریخ اسلام کے عظیم اسلاف کے نظریات کے مبلغ تھے۔ انھوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور ان کی جماعت کے تاریخی شعور اور تسلسل کے ذریعے ملک بھر کے دینی اداروں، کالجز اور یونیورسٹیز کے نوجوانوں کی ذہنی آبیاری کی۔ آج اُن کا آباد کیا ہوا گلشن دن بدن پھل پھول رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب اُن کی محنت رنگ لائے گی اور اس ملک سے عالمی سامراجی نظام کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور دُکھی انسانیت دین اسلام کے نظامِ عدل وانصاف سے فیض یاب ہوگی۔ حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی ساری عمر جماعت سازی اور بغیر کسی تفریق کے، جدید وقدیم علوم حاصل کرنے والی نوجوان نسل کی تعلیم وتربیت کرنے میں گزری۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آپؒ سے وابستہ آج ملک بھر میں کالج اور مدرسے کا نوجوان ایک ہی پلیٹ فارم پر امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفے سے رہنمائی حاصل کر رہا ہے۔ یہاں تک کے حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کے آخری الفاظ بھی یہی تھے کہ: ''یا اللہ! میری اس جماعت کی حفاظت فرما۔''

www.rahimia.org

انھوں نے مزید فرمایا کہ:

''حضرتِ اقدس نے بڑی محنتوں سے جماعت تیار کی ہے۔ اس کے لیے انھیں پنجاب کے میدانوں، سندھ کے ریگستانوں، خیبر پختون خواہ، بلوچستان اور شمالی علاقہ جات کے پُرصعوبت پہاڑی سفر اپنے مشن کے فروغ کے لیے میلوں پیدل چل کر طے کیے۔ ان کی ساری زندگی اپنے کارکنوں کی تربیت کرتے سفروں میں گزری۔ علالت کے باعث سفر میں انقطاع آیا، جو ابدی ثابت ہوا۔ حضرتؒ کی تربیت ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم حضرتؒ کے مشن کو کامیاب بنا کر ہی حضرتؒ کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کریں۔ جو لوگ بزرگوں سے عقیدت کے لیے محض زبانی جمع خرچ کرتے ہیں، اور ان کے مشن کے لیے کام نہیں کرتے، وہ بزرگوں سے عقیدت کے تقاضوں سے انحراف کرتے ہیں۔''

تیز دھوپ اور گرمی کی شدت کے باوجود شیخ رائے پور کے کام کی قدر و قیمت اور عظمت کو شرکا نے انتہائی اطمینان سے سنا۔ جنازہ گاہ میں آئے ہوئے تمام افراد اس خطاب کی طرف متوجہ رہے۔

اس موقع پر حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے حوالے سے حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کے جانشین کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ:

''ناظم اعلیٰ ادارہ رحیمیہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد پر حضرت اقدس رائے پوریؒ نے اپنی زندگی میں مکمل اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ انھوں نے ولی اللّٰہی فکر و عمل کے فروغ کے لیے ان کی محنتوں پر حضرتِ اقدسؒ کے اطمینان کو بیان کیا۔ نیز یہ کہ حضرتؒ نے اپنی زندگی میں ہی خانقاہ کے تمام امور اُن کے سپرد کر دیے تھے۔''

اس کے بعد انھوں نے حضرتؒ کے خلفا اور اہل مشاورت کی تحریر کردہ یہ یادداشت مجمع کے سامنے پڑھ کر سنائی:

''حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ میں بڑا اہم اور بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ چناں چہ ہزاروں نوجوان ان سے وابستہ ہوئے۔ حضرتؒ نے نوجوانوں کی رہنمائی اور تربیت کی ذمہ داری اپنی جماعت کے سپرد کی۔ سلسلے کے فیض و شعور کے لیے حضرتؒ نے اپنے خلفا پر اعتماد کیا۔ حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب باصلاحیت عالم دین ہیں۔ حضرتؒ نے اپنی حیات میں خانقاہی امور کی انجام دہی کے لیے مفتی صاحب پر اعتماد کیا۔ انھوں نے حضرت کے حسبِ منشا ہر رمضان المبارک میں قرآنی علوم کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ ہندوستان میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے اسفار میں حضرتؒ کے ساتھ رہے اور وہاں بھی وہ حضرت کے ارشاد پر خانقاہ میں تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دیتے رہے۔ حضرتؒ نے اپنی زندگی میں اپنی نمازوں کی امامت بھی انھیں ہی سونپ دی تھی اور زندگی کے آخری سالوں میں وہ شب و روز حضرتؒ کی تربیت و خدمت میں رہے۔ اس لحاظ سے حضرتؒ کے خلفاء،

www.rahimia.org

حضرتؒ کی جماعت حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتی ہے اور خانقاہی امور چلانے کے اعتبار سے ان کو اپنا رہنما مانتی ہے۔''

مولانا عبدالمتین نعمانی صاحب نے اس دوران یہ بھی فرمایا کہ:

''حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے مجھے اور حضرت مفتی عبدالخالق آزاد کو ایک مرتبہ رمضان المبارک میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور (انڈیا) جانے کا ارشاد فرمایا۔ جب ہم خانقاہ میں رمضان المبارک گزار کر واپس آئے تو حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ: ''تمہارا یہ سفر بہت مبارک اور باسعادت ہے۔ آپ کو مبارک ہو۔'' بہت دعائیں دیں۔ مفتی عبدالخالق آزاد صاحب ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور ماہنامہ ''رحیمیہ'' اور سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' کے مدیر بھی ہیں۔''

مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ العالی نے اپنا خطاب مکمل کرتے ہوئے حضرت مفتی عبدالخالق آزاد صاحب کو حضرتِ اقدس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی دعوت دی۔ اس وقت جنازہ گاہ میں ملک بھر سے آئے ہوئے بارہ سے پندرہ ہزار افراد موجود تھے، جس میں ملک کے دور دراز علاقوں کراچی، کوئٹہ اور شمالی علاقہ جات گلگت بلتستان سے بھی حضرت سے وابستہ افراد نے شرکت کی۔ جب کہ بیرونِ ملک دبئی، قطر، ابوظہبی، سعودی عرب سے بھی بہت سے متعلقین صرف نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے آئے تھے۔

نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے حضرت مفتی عبدالخالق آزاد مدظلہٗ العالی نے گلوگیر آواز میں تکبیر کہی اور نمازِ جنازہ کا آغاز ہوا۔ عجیب منظر تھا، حضرتِ اقدس کو نماز پڑھانے والے ہمارے مفتی صاحب، آج ہمیں حضرتِ اقدس کی نمازِ جنازہ پڑھا رہے تھے۔ نماز مکمل ہونے کے بعد ہزاروں ہاتھ فضا میں بلند تھے، جو حضرتِ اقدسؒ کی چارپائی کے بانس تک رسائی کی کوشش کر رہے تھے۔ ہر شریک کی خواہش تھی کہ وہ حضرتِ اقدس کے اس آخری سفر میں آپؒ کے جنازے کو کندھا دے سکے۔ وارث روڈ گراؤنڈ سے حضرتؒ کے جسدِ مبارک کو ادارہ رحیمیہ کے بالمقابل ایک پلاٹ میں منتقل کیا گیا، جسے بعد میں ''گل زارِ سعیدیہ رحیمیہ'' کا نام دیا گیا۔ جہاں آپؒ کی تدفین کا پروگرام طے تھا۔ حضرتؒ کے جسدِ مبارک کو جائے تدفین پر رکھا گیا۔ احباب نے حضرتِ اقدس کا آخری دیدار کیا اور حضرتِ اقدس کے مجازین، جماعت کے تمام رہنماؤں، اعزہ و اقربا اور صاحبزادگان کی موجودگی میں حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد، حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن اور حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہم العالیہ نے آپؒ کے جسدِ مبارک کو قبر میں اتارا۔ پھر ہر شخص نے دعائے مسنونہ پڑھتے ہوئے قبر مبارک پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالی ۔

موت اہل دل کی ، زندگی جاوداں ہوئی  برسوں ہر بزم میں ذکرِ وفا رہے گا

آپؒ کی نمازِ جنازہ میں حضرتِ اقدس کے برادرانِ گرامی قدر راؤ حبیب احمد، راؤ ظفر احمد، راؤ عبدالقادر، صاحبزادگان حافظ راؤ مسعود احمد، راؤ محمود احمد اور بھتیجے ڈاکٹر راؤ عبدالرحمٰن، راؤ فضل الرحمٰن، راؤ ضیاء الرحمٰن اور راؤ

www.rahimia.org

عزیز الرحمٰن سمیت پاکستان میں موجود آپؒ کے تمام خلفا و مجازین، ادارہ رحیمیہ کی مجلس شوریٰ کے تمام اراکین اور ملک کے ممتاز رہنماؤں نے شرکت کی، جن میں صدر تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن (ملتان)، جنرل سیکرٹری مفتی مختار حسن (نوشہرہ)، انجینئر آفتاب احمد عباسی (لاڑکانہ)، پروفیسر امجد علی آرائیں (محراب پور)، جان محمد گدارو (کراچی)، وسیم اعجاز (کراچی)، سید مطلوب علی زیدی (راولپنڈی)، ڈاکٹر لیاقت علی شاہ (سکھر)، حاجی محمد بلال بلوچ (قاضی احمد)، مولانا عبداللہ عابد سندھی (شکار پور)، مولانا محمد اشرف اُٹر (حیدر آباد)، مولانا مفتی محمد انور شاہ (کوئٹہ)، حاجی محمد یوسف جاوید (عارف والا)، حاجی محمد یعقوب (ہارون آباد)، حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی (لاہور)، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر (چشتیاں)، حضرت مولانا صاحبزادہ سید رشید احمد (خانقاہ یٰسین زئی، ڈیرہ اسماعیل خان)، صاحبزادہ عبدالقادر دین پوری (دین پور، بہاولنگر)، حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)، حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر (اسلام آباد)، حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز (جھنگ)، صوفی حاجی محمد سرور جمیل (لاہور)، حافظ محمد طاہر (لاہور)، ڈاکٹر پروفیسر سعید اختر (اسلام آباد)، پروفیسر حافظ محمد اختر رحمانی (گوجرانوالا)، انجینئر عامر افتخار (لاہور)، مرزا محمد رمضان (راولپنڈی)، مرزا جاوید حمید (راولپنڈی)، انیس احمد سجاد (لاہور)، محمد آصف شریف (لاہور)، پروفیسر عامر حفیظ (واہ کینٹ)، شہزاد احمد شاہ (راولپنڈی)، زاہد جاوید اسد ایڈووکیٹ (گوجرانوالا) اور دیگر بہت سے افراد شامل ہیں۔

آپؒ کی نمازِ جنازہ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی مشہور شخصیات اور علما و مشائخ نے بھی شرکت کی، جن میں مدیر ''صوت الاسلام'' مولانا مجاہد الحسینی (فیصل آباد)، رائیونڈ تبلیغی مرکز سے مولانا نذر الرحمٰن (خلیفہ حضرت خواجہ خان محمدؒ کندیاں شریف)، سپیکر پنجاب اسمبلی رانا محمد اقبال، ڈاکٹر عبدالغفور راشد کوآرڈی نیٹر وزیراعلیٰ پنجاب و ڈائریکٹر اردو سائنس بورڈ، جمعیت علمائے اسلام (ف) کے رہنما شیخ الحدیث مولانا محبّ النبی، مرکزی جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام (س) مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈائریکٹر جنرل قومی ذہانت حکومت پاکستان ڈاکٹر فیاض احمد رانجھا، ڈی جی لائبریریز پنجاب کیپٹن عطا محمد، سیکرٹری کالونی برانچ ریونیو بورڈ آف پنجاب چوہدری مقبول احمد دھاولہ، ای ڈی او فنانس ضلع بہاولنگر راؤ ناصر جمیل خان، ڈپٹی سیکرٹری میاں محمد اسلم لکھویرا، سیکرٹری شعبہ تعلقاتِ عامہ جامعہ اشرفیہ لاہور مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا عبدالرحمٰن شیخ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ لاہور، مولانا خالد محمود صدر مدرس جامعہ مدنیہ جدید لاہور، اتحادِ اہلِ سنت کے مرکزی سرپرستِ اعلیٰ و استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا مولانا منیر احمد منور، ناظم جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا مفتی محمد اقبال، جمعیت طلبا اسلام کے مرکزی رہنما نصیر احمد احرار، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عمر حیات، جمعیت علمائے اسلام کے قاری نذیر احمد، جمعیت علمائے اسلام (ف) کے مرکزی رہنما ریاض احمد درانی، سابق چیئرمین دائرۃ المعارف پنجاب یونیورسٹی ڈاکٹر محمود الحسن عارف، خانقاہ سید احمد شہید کے جناب رضوان نفیس، اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے پرنسپل پروفیسر امجد علی شاکر، امیر جمعیت علمائے اسلام لاہور قاری ثناء اللہ، جنرل سیکرٹری لاہور امجد سعید، ڈپٹی ایڈیٹر ''الجمعیۃ'' (راولپنڈی) ابوبکر شیخ اور دیگر بے شمار حضرات شامل ہیں۔

www.rahimia.org

**تعارف سلسلہ**

# حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید

# کے جانشین، خلفا اور مجازین

تحریر: حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی
ناظم تعلیمات ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

www.rahimia.org

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید نے سلسلۂ عالیہ کے رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے تیس حضرات علما و فضلا پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انھیں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔ حضرتِ اقدس رائے پوری رابع قدس سرہٗ السعید نے رمضان 1419ھ/ 1999ء میں حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد دامت برکاتہم العالیہ کو سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اور پھر اس کے بعد خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے امور بتدریج ان کے سپرد کر کے ان پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اسی طرح 1999ء، 2006ء اور 2007ء میں رائے پور (انڈیا) کے اسفار کے دوران خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے نظم و نسق کی ذمہ داری بھی انھیں پر ڈالی تھی اور خانقاہی امور اُن کے سپرد فرما دیے تھے۔ اس طرح اپنی زندگی میں ہی انھیں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ اپنے وصال سے 10 روز پہلے حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کو وصیت فرماتے ہوئے نہ صرف تمام امور سپرد فرمائے، بلکہ اپنی جائیداد کی وراثت کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنے جیسے امور بھی انھیں سپرد کیے اور اپنے اہل خانہ اور متعلقین کو ان کی بات ماننے کا حکم فرمایا تھا۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید نے 1995ء سے 2012ء تک آپؒ نے جن حضرات کو بھی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی، اس کا اعلان بھی حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد دامت برکاتہم العالیہ سے کروایا۔ اس لیے حضرت اقدسؒ کے وصال کے بعد مؤرخہ 27/ستمبر 2012ء کو ہندوستان و پاکستان میں آپؒ کے تمام خلفا نے باہمی مشاورت کے ساتھ متفقہ طور پر انھیں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام امور کی انجام دہی کے لیے حضرت اقدسؒ کا جانشین تسلیم کیا اور ان پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا۔ جس کا اعلان جنازے کے موقع پر حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب نے کیا۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے اپنی زندگی میں جن حضرات پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے سلسلۂ

رائے پور میں اجازت دی، ان کے نام درجِ ذیل ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| 1 | حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد (جانشین حضرت رائے پوریؒ) | لاہور |
| 2 | حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب (چیئرمین شعبہ علومِ اسلامیہ BUZ) | ملتان |
| 3 | حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب (شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ خدیجۃ الکبریٰ) | بورے والا |
| 4 | حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی صاحب (استاذ الحدیث ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ) | لاہور |
| 5 | حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب (شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ اشاعت العلوم) | چشتیاں |
| 6 | حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن صاحب (خطیب جامع مسجد درزیاں) | نوشہرہ |
| 7 | حضرت مولانا محمد الیاس میواتی صاحب | میوات (انڈیا) |
| 8 | حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب (شیخ الحدیث مدرسہ شاہی) | مراد آباد (انڈیا) |
| 9 | حضرت مولانا محمد اختر (مہتمم جامعہ اسلامیہ، ریڑھی تاج پورہ) | سہارنپور (انڈیا) |
| 10 | حضرت مولانا محمد افضل صاحب (استاذ کنگ فہد یونیورسٹی، دہران) | سعودی عرب |
| 11 | حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف صاحب (الخُبر) | سعودی عرب |
| 12 | حضرت مولانا صاحبزادہ سید رشید احمد صاحب (مسند نشین خانقاہ یٰسین زئی) | ڈیرہ اسماعیل خان |
| 13 | حضرت جناب سید مطلوب علی زیدی صاحب | راولپنڈی |
| 14 | حضرت جناب ڈاکٹر لیاقت علی شاہ صاحب (ناظم رحیمیہ کیمپس) | سکھر |
| 15 | حضرت مولانا قاضی محمد یوسف صاحب (مہتمم جامعہ خادم علوم النبوۃ) | حسن ابدال |
| 16 | حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر صاحب (مہتمم دارالقرآن) | اسلام آباد |
| 17 | حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز صاحب (مہتمم جامعہ عثمانیہ) | جھنگ |
| 18 | حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی صاحب | شکار پور |
| 19 | حضرت صاحبزادہ عبدالقادر دین پوری صاحب (خانقاہ دین پور) | بہاولنگر |
| 20 | حضرت مولانا محمد اشرف اُتڑ صاحب (مہتمم مدرسہ فتح الاسلام حر کیمپ) | حیدرآباد |
| 21 | حضرت حاجی محمد بلال بلوچ صاحب | قاضی احمد |
| 22 | حضرت مولانا مفتی محمد انور شاہ صاحب | کوئٹہ |
| 23 | حضرت حافظ ظفر حیات صاحب (پروفیسر لارنس کالج) | مری |
| 24 | حضرت صوفی حاجی محمد سرور جمیل صاحب | لاہور |
| 25 | حضرت حاجی محمد یوسف جاوید صاحب | عارف والا |

www.rahimia.org

26 حضرت حاجی محمد یعقوب صاحب ہارون آباد

ان حضرات کے علاوہ حضرت اقدس رائے پوری رابع کے ایسے مجازین، جو حضرت کی حیات میں ہی وفات پا گئے، اُن کے نام درجِ ذیل ہیں:

27 حضرت مولانا منظور احسن رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامعہ ملیہ اسلامیہ، فرید ٹاؤن) ساہیوال

28 حضرت مولانا حسین احمد علوی رحمۃ اللہ علیہ (بانی مدرسہ تعلیم القرآن، نور پورہ) چشتیاں

29 حضرت راؤ عبدالرؤف خاں رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامعہ تعلیم القرآن، ریلوے مسجد) ہارون آباد

30 حضرت مولانا مفتی محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ (صدر جمعیت علمائے ہند، ضلع سہارنپور) انڈیا

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رائے پوری رابع کے موجود خلفا اور مجازین کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور انھیں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے قبول فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

## ضروری اعلان

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کے تمام متوسلین اور متعلقین سے یہ التماس ہے کہ جن احباب کے پاس حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط یا کوئی تحریر اور آٹوگراف یا حضرتؒ کی تقریر کی آڈیو یا ویڈیو ریکارڈنگ موجود ہو، اس کی فوٹو کاپی یا اصل اور کیسٹس یا سی ڈیز وغیرہ مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ''رحیمیہ'' کے نام ارسال فرمائیں، تاکہ انھیں ایک جگہ محفوظ کر کے مرتب کیا جاسکے۔ اسی طرح احباب سے یہ بھی گزارش ہے کہ وہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنے تأثرات اور یادوں پر مشتمل مضامین اور تحریرات لکھ کر ارسال کریں، تاکہ ماہنامہ ''رحیمیہ'' میں انھیں شائع کیا جاسکے۔ اسی طرح جو صاحبان اس حوالے سے تحقیقی مضامین، مقالہ جات تحریر کریں، وہ بھی جلد از جلد لکھ کر ارسال فرمائیں، تاکہ سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' میں انھیں شائع کیا جاسکے۔ امید ہے کہ قارئین حضرت اقدسؒ کے خطوط، تحریرات، مضامین اور مقالات ارسال فرما کر ہمیں ممنون فرمائیں گے۔ (مدیر)

www.rahimia.org

# حضرت رائے پوری رابعؒ کا سیاسی شعور

حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے اپنے مشائخ کی ہدایت کے مطابق یہ ضروری سمجھا کہ نوجوانوں میں دین اسلام کے انسانیت نواز پہلو کو اجاگر کیا جائے اور انھیں انسانیت دشمن عالمی طاغوتی ممالک کی سازشوں اور مکروفریب سے آگاہ کرنا چاہیے۔

جمعیت علمائے ہند کے رہنماؤں کی سیاسی سوچ کے مطابق آپؒ نے یہ ضروری سمجھا کہ دنیا کے ہر خطے کی مظلوم اقوام کو سامراجی ممالک کی سیاسی، معاشی اور تہذیبی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد کرنا، اس دور میں دین اسلام کی تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔ ہر ملک کو اپنے قومی جمہوری تقاضوں اور ملّی اُمنگوں کے مطابق اپنا قومی نظام تشکیل دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ غیر ملکی سامراجی مداخلت خواہ کسی بھی نام سے ہو، ملک وقوم کے حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے۔ بالخصوص عالمی سامراج اس خطے کے ممالک میں مداخلت کرکے جس طرح اپنے سیاسی واقتصادی مفادات حاصل کرتا ہے، دینی حوالے سے یہ ایک جرمِ عظیم ہے۔ اس کے خلاف مزاحمتی شعور پیدا کرنا ضروری ہے۔

(حضرت رائے پوری رابعؒ؛ حیات وخدمات۔ ص:38-37)

www.rahimia.org

QUARTERLY
# Shauor o Aaghi
October-December 2012 Issu # 04Vol.04 Regd.# 370-S

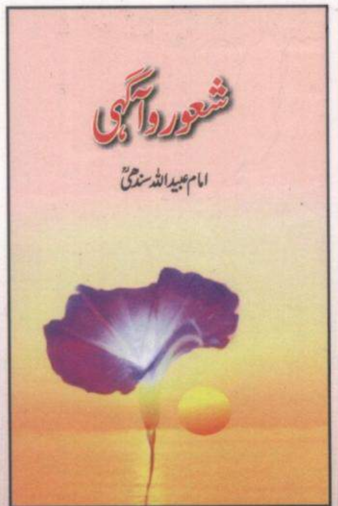

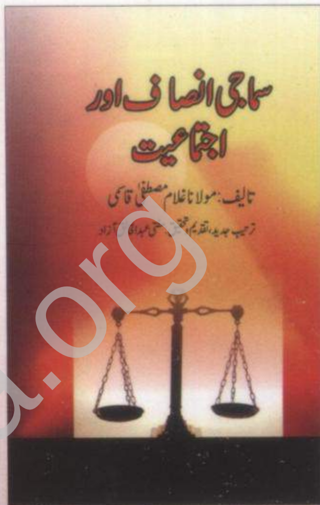


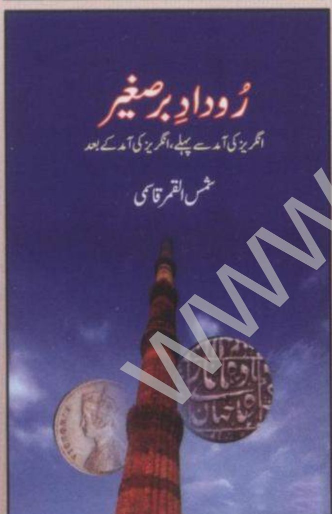


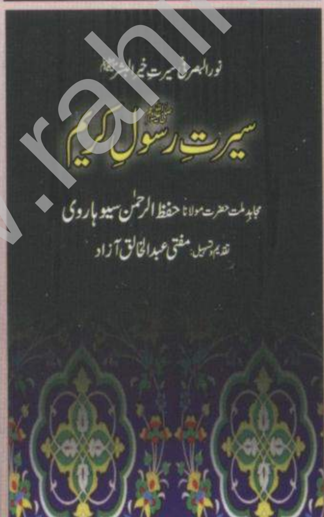


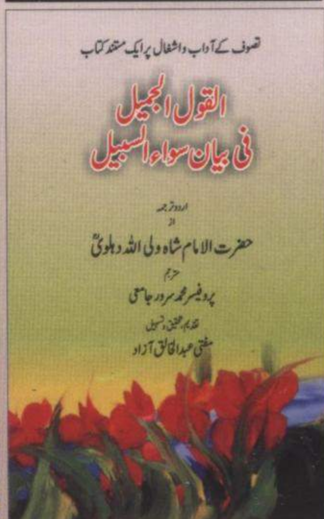


www.rahimia.org

رحیمیہ مطبوعات
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ، شاہراہِ فاطمہ جناح، لاہور
092-42-36307714 , 36369089 www.rahimia.org
Email: info@ rahimia.org